وَاِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا
(الحدیث)

خُطباتِ قاسمی

جلد سوم

حضرت مولانا مُحمّد ضِیاء القاسمیؒ

مَکتَبہ قاسِمیّہ
اے بلاک ٥ غلام محمد آباد ٥ فیصل آباد

نام کتاب.......................... خطبات قاسمی جلد سوم

مؤلّف .... مولانا محمد ضیاء القاسمی

ناشر.......................... مکتبہ قاسمیہ اے بلاک

تاریخ اشاعت.......................... نومبر ۲۰۰۷ء

مطبع.......................... اصغر پریس لاہور

تعداد.......................... گیارہ سو

کتابت .... محمد یوسف اعجاز

قیمت.......................... روپے

ملنے کا پتہ

ناظم مکتبہ قاسمیہ اے بلاک غلام محمد آباد، فیصل آباد

لاہور میں ملنے کا پتہ

ناظم مَکتَبَہ قَاسِمیّہ

۱۷۔اردو بازار، لاہور

۷۲۳۲۵۳۶

باسمہٖ سبحانہٗ

انتساب

''خطبات قاسمی'' کا انتساب میں اپنے بیٹے طاہر محمود، خالد محمود، زاہد محمود اور اپنی بیٹی طاہرہ کلثوم، زاہدہ کلثوم، خالدہ کلثوم کے نام کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ میرے بچوں اور بچیوں کو ہمیشہ دینی محنت اور ولولے سے سرشار رکھے! اور میری اس دینی امانت کو زیادہ سے زیادہ منصۂ شہود پر لانے کی توفیق ارزانی عطا فرمائے۔

ضیاء القاسمی
خطیب فیصل آباد

رَبَّنا

لا تُؤَاخِذْنَا

اِنْ نَّسِيْنَا

اَوْ اَخْطَاْنَا

فہرست مضامین

پیش لفظ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

الحمد للّٰہ

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے جس نے خطباتِ قاسمی کو اپنی خصوصی رحمتوں سے پوری دنیا میں محبوبیّت عطا فرمائی ۔علماء ،خطباء مقررین ،واعظین اس سے استفادہ فرمارہے ہیں اور اس کے مضامین کو منبر ومحراب سے بیان فرما کر میرے لیے زادِ آخرت اور اپنے لیے تبلیغ اور خطابت کے نئے انداز کی بنیادیں راسخ فرمارہے ہیں ۔میرے رب کو معلوم ہے کہ میری غرض ''خطباتِ قاسمی'' کی اشاعت سے صرف اور یہ صرف ہے کہ توحید وسنت اور دینی تبلیغ کا ایک مستند اور معتمد ذخیرہ اپنے علماء وخطباء کو فراہم کردیا جائے جس کی بنیاد پر وہ اپنے سامعین کی صحیح تربیّت اور اصلاح عقائد کا معتمد اور روشن باب اس کے سامنے رکھ سکیں ۔میرا سر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدۂ تشکر بجالانے کے لیے جھک جاتا ہے جب میں یہ سنتا ہوں کہ ''خطباتِ قاسمی'' الحمدللہ ہزاروں خطبا کے ہاتھوں میں پہنچ کر ان کے کتب خانوں کی زینت بن چکی ہے۔اس طرح لاکھوں قلوب اس کے ذریعہ توحید وسنت کی حلاوت اور اسلامی اقدار کی روشنی سے بہرہ ور ہورہے ہیں۔

مجھے مختلف علماء اور خطباء نے بذریعہ خطوط اور بالمشافہ فرمایا ہے کہ ''خطبات قاسمی'' اول دوم میں کتابت کی بہت سی غلطیاں موجود ہیں ۔ان کی اصلاح انتہائی ضروری ہے مگر میں اپنی بے پناہ مصروفیات اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے ابھی تک اس کی اصلاح نہیں کرسکا اور نہ ہی مستقبل میں اس

کی جلدی توقع ہے کیونکہ کتابت کی غلطیوں کی اصلاح ایک مستقل فن ہے جونہی میں ان کی اصلاح کے وسائل حاصل کر پاؤں گا تو ایک لمحہ ضائع کیے بغیر انشاء اللہ تمام اغلاط کی تصحیح کردی جائے گی!

بعض دوستوں نے لکھا ہے کہ وہ مضامین کو پوری طرح ازبر نہیں کر سکتے۔

اس کا کیا علاج ہے؟ میں ان احباب سے عرض کروں گا کہ آپ میرے الفاظ یا جملوں کو یاد کرنے کی کوشش نہ فرمائیں، بلکہ قرآنی آیات احادیث کو یاد فرمالیں اور انہی کو اپنی بساط کے مطابق اپنے الفاظ اور انداز میں بیان فرمائیں۔ اس سے بہت جلد مضامین پر آپ دسترس حاصل کرلیں گے انشاء اللہ...... تقریر میں اٹھائے گئے نکات کو سکون سے پڑھیں گے تو انشاء اللہ وہ بھی بہت جلد آپ کے ذہین نشین ہوجائیں گے! اس طرح پورا عنوان اور مضمون آپ کے قابو میں آجائے گا۔

الحمد للّٰه ......''خطبات قاسمی'' کی جلد اول اور دوم کے بعد اب تیسری جلد آپ کی خدمت میں پیش کررہا ہوں۔ دو جلدوں کی اشاعت کے بعد احباب نے کچھ مضامین کی تشنگی محسوس کی تھی۔ اس تشنگی کو دور کرنے کے لیے میں نے تیسری جلد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لکھی ہے جس میں **۲۵** مضامین اور عنوانات پر مشتمل ایک علمی اور دینی ذخیرہ موجود ہے۔ میرے خیال میں ان عنوانات اور موضوعات کے ذخیرے سے علماء اور خطباء کے لیے نئی راہیں کھلیں گی اور وہ اپنے سامعین کے دامن میں نئے پھول سجائیں گے۔ خطیب اور مقرر کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک تقریر کو ہی بار بار نہ کرتے رہیں۔ بلکہ نئے مضامین سے اپنے سامعین کو بہرور فرمائیں!

اس سے خطیب اور مقرر کی ثقاہت کو بھی جلا ملے گی اور سامعین کو بھی روحانی غذا میسّر آسکے گی!

''خطباتِ قاسمی'' جلد سوم انشاء اللہ آپ کے لیے بہت سے نئے مضامین کا گلدستہ ہے۔ اس کے مضامین کو آپ بلا تکلّف اجتماع جمعہ اور مختلف کانفرنسوں اور اجتماعات میں بھی بیان کرسکتے ہیں۔ اس میں بھی میں نے بہت محنت سے قرآن وحدیث کا ذخیرہ جمع کردیا ہے۔ آپ اپنے ذوق کے مطابق تقریر کا انتخاب کر کے پوری محنت سے اس کو ذہین نشین کریں۔ اس طرح اگر آپ محنت کریں گے تو انشاء اللہ آپ کا سینہ ہمیشہ کے لیے دلائل و براہین کا عظیم ذخیرہ بن جائے گا۔!

آپ سے گزارش

میں بنیادی طور پر طالب علم ہوں ۔میں نے ایک طالب علم ہونے کی حیثیت سے قرآن وحدیث کے شکرپارے جمع کیے ہیں۔ان میں یقیناً غلطیاں ہوسکتی ہیں۔

آپ ان غلطیوں کو غلط رنگ کی بجائے مجھے براہ راست تحریر فرما کر حوصلہ افزائی فرمائیں،تاکہ میں اپنی غلطیوں کی اصلاح کرسکوں کیونکہ میں خطاؤں کا پتلا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائیں اور قلب سلیم سے نوازیں!

ربنالا تواخذناان نسینااو اخطأ نا

یہ چند سطور میں سفر ہی میں نے سپرد قلم کی ہیں۔انشاء اللہ چوتھی جلد کی اشاعت کے بعد میں پوری توجہ سے خطبات قاسمی کی غلطیوں کی اصلاح کروں گا۔

ضیاء القاسمی حال وارد لندن

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پکار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے!

نَحْمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.......... لَہُ دَعْوَۃُالْحَقّ.

سچی پکار اسی کے لیے خاص ہے۔

حضرات گرامی! میری آج کی تقریر کا موضوع ہے کہ پکار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور بندے کو یہ حق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ہی مختص کرنا چاہیے!

انسان کو اپنی روزمرہ کی زندگی میں خوشیاں بھی میسر آتی ہیں اور رنج وغم کے مراحل سے بھی گزرنا پڑتا ہے۔انسانی فطرت ہے کہ جب اس کو مسرت اور خوشی ملتی ہیں وہ دل ہی دل میں اس ذات باری کا مشکور اور ممنون ہوتا ہے جس نے اس کو خوشی اور مسرت سے نوازا ہوتا ہے اسی طرح جب وہ مشکلات سے دوچار ہوتا ہے مصائب آتے ہیں۔پریشانیاں اسے گھیر لیتی ہیں اور غموں کے پہاڑ اس پر ٹوٹتے ہیں۔اس حیرانی اور درماندگی میں وہ ان مصائب اور صدمات سے نجات چاہتا ہے تو اس مایوسی اور غم کے عالم میں جس بارگاہ عالی سے اس کی فریادرسی اور مشکل کشائی حاجت روائی ہوسکتی ہے وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے اس لیے ایسے سنگین مراحل اور بے بسی اور یاسی کے عالم میں انسان کو اپنا دامن امید اسی ذاتِ الٰہی کے سامنے پھیلانا

چاہیے جو اس دامن کو بھر سکے! مشکل کشائی اور حاجت روائی کے لیے اسی دربار عالیہ میں دریوزہ گری کرنی چاہیے جو حقیقی داتا ہے اسی ذات بابرکت کو پکارنا چاہیے جو ہر وقت ہر جگہ، ہر کسی کی ہر زبان میں سنتا بھی ہو اور بندے کی استدعا اور درخواست وطلب کو پورا کرنے کی قدرت اور طاقت بھی رکھتا ہو۔ اس وقت جو آیت کریمہ میں نے آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں اسی مسئلہ کو اللہ تعالیٰ نے نہایت جامعیت کے ساتھ بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ اے انسان تیری دل سے نکلی ہوئی صدا اور فریاد صرف میرے آگے ہونی چاہیں۔ کیونکہ پکار صرف اور صرف اسی ذات الٰہی کے لیے لائق ہے۔ اس لیے جب بھی کسی انسان کو کوئی دکھ اور تکلیف پہنچے یا کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو وہ اسی ذات باری کے سامنے اپنے ہاتھ پھیلائے۔ ہاتھ پھیلانا بندے کا کام ہوگا اور اپنی عنایات سے دامن بھرنا میرے رب کا کام ہوگا۔ قرآن وحدیث بحرِ بے کنار میں جس قدر غوطہ لگایا جائے گا۔ یہی معلوم ہوگا اور یہی جواہرات اور موتی ملیں گے۔ تمام انبیاء علیہم السلام اور اللہ کے نیک بندے مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے۔ چنانچہ قرآن مجید نے تمام انبیاء علیہم کے ان واقعات وحالات کی ذات کو کھول کھول کر بیان فرمایا ہے جنھوں نے مصیبت اور دکھ میں مشکل کشائی اور حاجت روائی کے لیے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو پکارا تاکہ آنے والی قوموں کے لیے نمونہ بن جائے کہ اگر کوئی پکاریں سن سکتا ہے۔ اگر کوئی مصبتیں دور کرسکتا ہے۔ اگر کوئی انسان کو غم واندوہ کے گہرے سمندر سے باہر نکال سکتا ہے۔ اگر کوئی انسان کی پریشان حالی ودرماندگی میں دستگیری کرسکتا ہے تو وہ وہی ذات ہے جسے اللہ کہا جاتا ہے اور وحدہ لاشریک ہے اور جسے اس بات کی قدرت حاصل ہے کہ وہ بندے کی فریاد سن کر اس کی دادرسی کرسکے اور اسے کنارے لگا سکے، چنانچہ میں آپ حضرات کے سامنے ترتیب سے انبیاء علیہم السلام کے واقعات کو پیش کرتا ہوں۔ جن سے یہ ثابت ہوگا کہ پکار صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے اسی لیے تمام انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام صرف اور صرف اسی ذاتِ اقدس کو پکارتے تھے اور اسی سے مرادیں مانگتے تھے!

آپ ذرا سبحان اللہ کہیں...... میں قرآن کی بارش کرتا ہوں تاکہ آپ کے عقیدے کی کھیتی ہری

بھری ہو جائے۔

سبحان اللہ

حضرت آدم علیہ السلام کی پکار

حضرت آدم علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے شجرہ کے قریب جانے کی وجہ سے جنت سے زمین پر بھیج دیا اور وہ بہت ہی مصیبت اور پریشانی میں مبتلا ہوئے تو اس پریشانی کے عالم میں حضرت آدم علیہ السلام نے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو پکارا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی پکار سن کر ان کی مصیبت دور فرمادی اور انہیں اس تکلیف سے نجات عطا فرمادی۔ چنانچہ قرآن پاک حضرت آدم علیہ السلام کی پکار کو ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے۔

فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

حضرت آدم نے اپنے رب سے چند کلمات پالیے۔ پس اللہ نے اس کی توبہ قبول کر لی، بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ.

(سورہ اعراف)

ترجمہ۔ بولے اے ہمارے رب ہم نے خراب کیا اپنی جان کو اور اگر تو نہ بخشے گا ہم کو اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم ہو جائیں گے خسارے میں!

خطیب کہتا ہے

باوا آدم نے مصیبت میں اللہ کو پکارا

جو آدم کی اولاد ہوگا وہ اللہ ہی کو پکارے گا۔

اور جو آدم کی اولاد ہوگا وہ غیر اللہ کو نہیں پکارے گا۔

کیونکہ ؎ غیر حق را ہر کو خواند اے پسر

اولاد آدم بھی جب اپنے مولیٰ کے ہاں دامن پھیلائے گی اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی فریاد سن کر اس کو بھی اپنے دامن میں چھپا لے گی۔

چنانچہ قرآن کا ارشاد ہے

قُلْ يٰعِبَادِیَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ. (سورہ زمر)

کہہ دیجئے اے میرے بندو جو اپنے نفسوں کے بارے میں حد سے گزر گئے ہوں تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہوں کو بخش دینے والا رحم کرنے والا ہے۔

جو غیر اللہ کو پکارے گا وہ اولاد آدم نہیں ہوگا۔ **للعاقل تكفيه الاشارة**

حضرت نوح علیہ السلام کی پکار

حضرت نوح علیہ السلام نے ایک طویل عرصہ تک اپنی قوم کو دین کی دعوت دی، مگر نوح علیہ السلام کی صدائے حق اور مسلسل جدوجہد سے نافرمان اور باغی قوم نے کوئی اثر نہ لیا۔ جس پر حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے ربّ کے حضور پکارا اور فریاد کی جسے قرآن حکیم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ

فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ . فَفَتَحْنَاۤ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ . وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَی الْمَآءُ عَلٰۤی اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ. (سورہ قمر)

ترجمہ۔ پھر پکارا اپنے رب کو کہ میں دب گیا ہوں تو بدلہ لے، پھر ہم نے کھول دیئے دھانے پانی کے ریلے اور بہا دیئے، زمین سے چشمے، پھر مل گیا پانی اس کام پر جو فیصلہ شدہ تھا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اس اڑے وقت میں۔ دن رات قوم کی سختیاں برداشت کیں، مگر جب ان کا ظلم وستم حد سے بڑھ گیا اور کفار ومشرکین نے عناد اور سفا کی کی انتہا کر دی تو حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ کے حضور ان کے لیے بددعا کی اور مدد کے لیے اپنے رب کو پکارا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی فریاد کو سن کر زمین سے پانی نکالا اور قوم نوح کو تہ وبالا کر کے رکھ دیا۔ معلوم ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی مشکلات میں صرف اور صرف ذاتِ باری تعالیٰ ہی کو پکارا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر کی درخواست کو سن کر اس طرح پورا فرمایا کہ مشرکین کی جڑیں اکھاڑ دیں اور شرک کرنے والوں کا نام ونشان مٹا دیا۔

خطیب کہتا ہے

☆ جس دھرتی پر شرک کیا جائے اللہ تعالیٰ اسے پانی بھیج کر پاک کرتا ہے۔

☆ شاید ہمارے ہاں ہر سال سیلاب کا عذاب اسی لیے آتا ہو۔ تاکہ رب کی زمین کو غیر اللہ کے سجدوں کی بدبو سے پاک کیا جائے۔

☆ شرک ایسی بدبو ہے جو تمام ماحول کو متعفن کر دیتی ہے۔

☆ علماء کے لیے ضروری ہے کہ وہ توحید وسنّت کی خوشبو سے معاشرے کو معطر کریں!

☆ مشرک صاحبزادہ بھی عذاب الٰہی کی نذر ہو گیا۔

☆ معلوم ہوا کہ صاحبزادگی اس وقت تک ہی احترام پاتی ہے جب تک توحید کا عقیدہ روشن ہو۔ ورنہ عقیدہ توحید کے بغیر کوئی صاحبزادہ توقیر حاصل نہیں کر سکتا......

توحید............توقیر دیتی ہے

توحید کے بغیر کوئی توقیر نہیں ہوگی

پسر نوح بابداں بہ نشست......خاندان بنوتش گم شُد

سگ اصحاب کہف روزے چند......پئے نیکاں گرفت مردم شُد

صحبت صالح ترا صالح کند......صحبت طالح ترا طالح کند

نوح علیہ السلام کی ایک جلالی پکار

رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا. (سورہ نوح)

اے پروردگار تو اس زمین پر کسی بسنے والے کافر کو زندہ نہ چھوڑ اس لیے کہ تو ان کو زندہ چھوڑے گا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کرتے رہیں گے اور ان کی اولاد کا سلسلہ بھی گمراہی اور کفر پر قائم رہے گا۔

☆ **وَلَاتَزِدِالظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا. (نوح)**

اور ظالموں کے لیے ہلاکت کے سوا کچھ اضافہ نہ کر۔

معلوم ہوا کہ پیغمبر کی پکار کا مرکز صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہستی ہوا کرتی ہے اور وہی مشکل کشائی اور حاجت روائی فرماتے ہیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پکار

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ . فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ. (سورہ صفت)

ترجمہ: اے ربّ بخش مجھ کو کوئی نیک بیٹا پھر خوش خبری دی ہم نے اس کو ایک لڑکے کی جو ہوگا تحمل والا۔

خیطب کہتا ہے

خدا کی بے نیازی دیکھیے ابراہیم علیہ السلام

خلیل اللہ ہیں مگر بے اولاد

لاڈلے نبی ہیں مگر بے اولاد

رحمتوں کا مرکز ہیں مگر بے اولاد

برکتوں کا خزینہ ہیں مگر بے اولاد

معمار کعبہ ہیں مگر بے اولاد

سلامتی اور آشتی کا محور ہیں مگر بے اولاد

پوچھو تو سہی میرے مولیٰ یہ کیا ماجرا ہیں؟

خلیل اللہ اور اولاد کے لیے ترسیں

خلیل اللہ اور اولاد سے جھولی خالی

خلیل اللہ اور ننھے منے بیٹے کے لیے نگاہیں پیاسی

آواز آتی ہے...... میں صمد ہوں۔ بے نیاز ہوں۔ نہ دوں تو زندگی بھر خلیل اللہ اولاد کے لیے ترسیں۔

اور دینے پر آؤں تو بڑھاپے میں جھولی بھر دوں

پکارنا بندے کا کام جھولی بھرنا اللہ کا کام

حضرت یوسف علیہ السلام کی پکار

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْہِ. وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ کَیْدَھُنَّ اَصْبُ اِلَیْھِنَّ وَاَکُنْ مِّنَ الْجٰھِلِیْنَ . فَاسْتَجَابَ لَہٗ رَبُّہٗ فَصَرَفَ عَنْہُ کَیْدَھُنَّ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ.

ترجمہ۔ یوسف بولا اے میرے رب مجھ کو قید پسند ہے اس بات سے جس کی طرف مجھ کو بلاتی ہیں اور اگر تو دفع نہ کرے مجھ سے ان کا فریب تو مائل ہو جاؤں اور ہو جاؤں غافل۔
سو قبول کر لی اس کی دعا اس کے ربّ نے پھر دفع کیا اس سے ان کا فریب، البتہ وہ ہے سننے والا خبردار۔

خطیب کہتا ہے

یوسف علیہ السلام کا والد گرامی سے جدا ہونا الگ مصیبت
بھائیوں کا یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالنا الگ مصیبت
چند کھوٹے سکوں کے بدلے یوسف علیہ السلام کو بیچنا الگ مصیبت
زلیخا کا دامن یوسف کو داغدار کرنے کا منصوبہ الگ مصیبت
بچے کی شہادت صداقت یوسف کا منصوبہ انہیں دھمکیاں دینا الگ مصیبت

اس رنج وغم۔ مصائب وآلام۔ دکھ اور صدمات بھری زندگی کے لمحات میں روشنی اور امید کی ایک ہی کرن تھی۔

وہ تھی......خداوند قدوس کی چوکھٹ
وہ تھی......اس حقیقی مشکل کشا اور حاجت کی چوکھٹ

سچی پکار جس ذات باری تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اسی ذات باری کو پکارا تو مشکلات کے تمام بندھن ٹوٹ گئے اور غم کی فضا چھٹ گئی اور وہ دور بھی آ گیا کہ

یوسف علیہ السلام......سلطنت مصر کے بادشاہ بن گئے

اور اللہ تعالیٰ کی قدرت نے آپ کے خلاف تمام تدبیروں کی خاک میں ملا دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پکار

وَقَالَ مُوْسٰی رَبَّنَآ اِنَّکَ اٰتَیْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَہٗ زِیْنَۃً وَّاَمْوَالًا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا رَبَّنَا لِیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِکَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓی اَمْوَالِھِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ. (سورہ یونس)

ترجمہ: اور کہا موسیٰ نے اے رب ہمارے تو نے دی فرعون اور اس کے سرداروں کو رونق اور مال دنیا کی زندگی میں، اے رب اس واسطے کہ بہکا دیں۔ تیری راہ سے۔

اے رب مٹا دے ان کے مال اور سخت کر ان کے دل کہ نہ ایمان لاویں جب تک دیکھیں دکھ کی مار۔

خطیب کہتا ہے

☆ موسیٰ علیہ السلام نے بیک وقت حکمران اور قبر پرستوں کی سختیاں برداشت کیں!

☆ حکمرانوں کو اقتدار کے نشے نے مست کر رکھا تھا۔

☆ مہنتوں کو مریدوں کے مال اور نذر و نیاز نے مست کر رکھا تھا۔

اقتدار کی مستی......اور دربار کی مستی

موسیٰ علیہ السلام کے لیے مصائب اور آلام کے طوفان لائی

فرعون کو اقتدار پر ناز تھا

درباریوں کو دربار پر ناز تھا

مگر موسیٰ علیہ السلام کو دریار پر ناز تھا

موسیٰ علیہ السلام نے اپنے الٰہ کو پکارا

موسیٰ علیہ السلام نے اپنے مشکل کشا کو پکارا

موسیٰ علیہ السلام نے اپنے حاجت روا کو پکارا

مصیبتوں کے بادل چھٹ گئے رنج و غم کے طوفان تھم گئے۔

موسیٰ علیہ السلام جیت گئے......درباری اور مزاری ہار گئے۔

سبحان اللہ...... سچی پکار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حصہ ہے!

حضرت ایوب علیہ السلام کی پکار

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ . فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ. (سورہ انبیاء)

ترجمہ: اور ایوب علیہ السلام جس وقت پکارا انہوں نے اپنے ربّ کو کہ مجھ کو بڑی ہے تکلیف اور تو ہے سب رحم والوں سے رحم والا۔ پھر ہم نے سن لی اس کی پکار اور اٹھا دی اس پر سے مصیبت اور دی اس کو اس کے گھر والے اور ان کے برابر ساتھ ان کو اپنے پاس کی محبت سے اور نصیحت بندگی والوں کی!

خطیب کہتا ہے

حضرت ایوب علیہ السلام ایک امتحان سے دوچار ہوئے جس سے عام انسان مشکل ہی سے کامیابی سے دوچار ہوئے جس سے عام انسان مشکل ہی سے کامیاب ہو کر سرخرو ہوتا ہے۔

☆ سبحان اللہ حضرت ایوب علیہ السلام نے اس قدر جرات استقامت کا ثبوت دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی پکار سے تمام مصیبتیں دور فرمادیں!

☆ وجاہت وعزت ودولت وثروت اور خوش حالی ورفاہیّت کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری اور احسان شناسی کچھ زیادہ مشکل نہیں ہے اگر رعونت وانانیت کارفرما نہیں ہے، تو بہت آسان ہے لیکن مصیبت وبلا رنج ومحن اور عسرت وتنگ حالی میں رضا بالقضا رہ کر حرف شکایت تک زبان پر نہ لانا اور صبر واستقامت کا ثبوت دینا بہت مشکل اور کٹھن ہے۔ اس لیے جب کوئی خدا کا نیک بندہ اس زبوں حالت میں ضبط واستقلال کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتا اور صبر وشکر کا مسلسل مظاہرہ کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت بھی جوش میں آجاتی ہے اور ایسے شخص پر اس کے فضل وکرم کی بارش ہونے لگتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا مستحق قرار پاتا ہے اور دین ودنیا میں کامیابی اس کے قدم چومتی ہے! چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام کو ان نعمتوں اور رفعتوں سے سرفراز

فرمایا گیا کہ عرش وفرش پر دھوم مچ گئی۔ سبحان اللہ

اِذْ نَادٰی رَبَّہٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ . فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ. (سورہ انبیاء)

☆ انسان کو چاہیے کہ کس حالت میں بھی خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو، اس لیے کہ قنوطیّت کفر کا شیوہ ہے اور یہ نہ سمجھے کہ مصیبت وبلا محض گناہوں کی پاداش ہی میں وجود پذیر ہوتی ہے، بلکہ بسا اوقات آزمائش اور امتحان بن کر آتی ہے اور صابر وشاکر کے لیے اللہ تعالیٰ کی آغوش رحمت وا کرتی ہے۔ ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتے ہیں کہ

اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ. (حدیث)

میں اپنے بندہ کے گمان سے قریب ہوں۔

یعنی بندہ میرے متعلق جس کا گمان اپنے قلب میں رکھتا ہے۔ میں اس کے گمان کو پورا کر دیتا ہوں!

حضرت یُونس علیہ السلام کی پکار

اللہ تعالیٰ کے ایک پیغمبر حضرت یونس علیہ السلام عجیب وغیریب امتحان میں مبتلا کیے گئے۔ آپ اپنی قوم پر بددعا کر کے جلد ہی بستی سے نکل آئے اور وحی کا انتظار نہیں کیا۔ اس پر سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ تفصیل کا یہ موقع نہیں تاہم حضرت یونس علیہ السلام نکل کر دریا کے کنارے پر ایک کشتی میں سوار ہوئے تھوڑی دیر کے بعد کشتی دریا کے درمیان ہچکولے کھانے لگی ۔اب قرعہ اندازی کے ذریعے حضرت یونسؑ کو کشتی کے ڈوبنے کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔ چنانچہ آپ کو تمام سواروں نے اٹھا کر دریا میں پھینک دیا وہاں آپ ایک مچھلی کے منہ میں چلے گئے اب دیکھیے ،فی ظلمت ثلث کے مطابق پانی، پیٹ اور رات کے تین اندھیروں میں حضرت یونس علیہ السلام نے ایک ہی خالق حقیقی اور قادر مطلق کو جس میں اس طرح پکارا اور اسی خدا کے سامنے جس طرح

گریہ زاری کی، وہ قرآن کے ٹیپ ریکارڈ میں اس طرح مذکور ہے۔

وَذَاالنُّوْنِ اِذْذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ. اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ.

ترجمہ: قرآن نے دوسری جگہ اس پکار کی اہمیت کا تذکرہ یوں کیا''۔

فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ . لَلَبِثَ فِىْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ.

حضرت داؤد علیہ السلام کی پکار

وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ . فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ. (سورہ ص)

ترجمہ: اور خیال میں آیا داؤد کے ہم نے اس کو جانچا پھر مغفرت طلب کرنے لگا اپنے رب سے اور گرا جھک کر اور رکوع ہوا، پھر ہم نے معاف کردیا اس کو وہ کام اور اس کا مرتبہ ہے ہمارے پاس اور ٹھکانہ۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی پکار

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ . قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِىْ وَهَبْ لِىْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِىْ لِاَحَدٍ مِّنْ م بَعْدِىْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ. (سورہ ص)

ترجمہ: اور ہم نے جانچا سلیمان کو اور ڈال دیا اُس کے تخت پر ایک دھڑ پھر وہ رجوع ہوا اور بولا، اے رب میرے معاف کر مجھ کو بادشاہی کہ نہ ملے کس کو میرے بعد بے شک تو ہی ہے بخشنے والا۔

حضرت زکریا کی پکار

كٓهٰيٰعٓصٓ . ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا . اِذْنَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا . قَالَ رَبِّ اِنِّىْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّىْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ

رَبِّ شَقِيًّا . وَاِنِّىْ خِفْتُ الْمَوَالِىَ مِنْ وَّرَآءِ ىْ وَكَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا فَهَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا . يَّرِثُنِىْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا . يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ نِ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا.

(سورہ مریم)

ترجمہ: یہ ذکر ہے تیرے رب کی مہربانی کا اپنے بندے زکریا پر جب پکارا اپنے رب کو چھپی پکار۔ بولا اے میرے رب بوڑھی ہوگئی ہڈیاں اور سر کے بال سفید ہوگئے بڑھاپے کی وجہ سے اور تجھ سے مانگ کر اے رب میں محروم نہیں رہا اور میں ڈرتا ہوں بھائی بندوں سے اپنے پیچھے اور عورت مری بانجھ ہے۔ سوبخش مجھ کو اپنے پاس سے ایک کام اٹھانے والا جو میری جگہ بیٹھے اور یعقوب کی اولاد کے کراس کو اے رب مَن مانتا۔

اے زکریا! ہم تجھ کو خوشی سنا دیں ایک لڑکے کی جس کا نام یحیٰی ہوگا۔ نہیں کیا ہے ہم نے اس کے نام کا پہلے کوئی!

خطیب کہتا ہے

حضرت زکریا علیہ السلام کو جوانی میں بیٹا نہیں مِلا۔ پوری عمر اولاد کے لیے جلیل القدر پیغمبر نے تڑپ تڑپ گزار دی۔

☆ بڑھاپے میں آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ سے بیٹے کی درخواست کی تاکہ ہمسائے سن کر مذاق نہ کریں۔

مگر زکریا علیہ السلام کی پکار سے رحمتِ خداوندی جوش میں آ گئی۔

کیونکہ جو خدا بی بی مریم کو بغیر موسم کے میوے دے سکتا تھا۔ وہی خدا زکریا علیہ السلام کو بڑھاپے میں اولاد بھی دے سکتا تھا۔

جب مخلوق کے تمام دروازے بند ہو گئے، تو خالق کا دروازہ کُھل گیا۔

سبحان اللہ

☆ بشارت دی کہ بیٹا تیرا ہوگا۔

نبی میرا ہوگا۔نام بھی عرش سے ملا۔مقام بھی عرش سے ملا۔

سبحان اللہ

آپ نے دیکھا تمام انبیاء نے مشکلات ومصائب اور حادثات ونوائب میں اپنے سے پہلے گزرے ہوئے کسی پیغمبر کونہیں پکارا،کسی برگیزیدہ نبی کی دھائی نہیں دی،کسی مقرّب پیغمبر کونہیں بلایا ،اب دیکھئے انسانیت کے سب سے بڑے رہبراور سردار حضرت محمد ﷺ نے سخت سے سخت پریشانی اور مصیبت میں کس کے سامنے گریہ زاری کی،کسے حقیقی ملجاو ماویٰ قرار دیا،کس کو دکھ میں یاد کیا۔

خاتم الانبیاء حضرت محمد لرسول اللہ ﷺ کی پکار

اسلام میں جنگ بدر کامقام ایک تاریخ ساز اور انقلاب انگیز دور کی حیثیت سے یاد رکھا گیا ہے۔مسلمان بے سر وسامان کے عالم میں صرف تین سو تیرہ تھے ۔رمضان کا مہینہ ......دھوپ کی تیزی اور مفسلی اور غربت کا سماں ۔مگر چہروں پر بشاشت آنکھوں میں نور اور دل توحید خداوندی کے نشے سے سرشار۔

صفیں بندھ گئیں۔

ایک طرف رحمان والے

دوسری طرف شیطان والے

ایک طرف خدائے وحدہ،لاشریک کے بچاری

اور دوسری طرف لات وعزٰی اور من دون اللہ کے شکاری

☆ پیغمبر خدا اس عظیم میدان جنگ میں

ایک عریش میں خدا کے حضور سر بسجو د

عریش میں کس کو پکارا

حضرت آدمؑ کو

حضرت نوحؑ کو

حضرت ابرہیمؑ کو

حضرت اسماعیلؑ کو

حضرت موسیٰؑ کو

حضرت عیسیٰؑ کو

نہیں نہیں ہرگز نہیں آیئے عالم تصور میں بخاری ومسلم کے ذریعے حضرت عمرؓ سے پوچھیں کہ میدانِ بدر میں حضور سرور کائنات ﷺ نے کس کو پکارا۔

تو حضرت عمرؓ حضورؐ کی دعا سناتے ہیں۔

اللّٰھم ان تھلک ھٰذہ العصابة من اھل الاسلام لا تعبد فی الارض

اے اللہ اگر مسلمانوں کی یہ جماعت ہلاک ہوگئی، تو زمین پر تیری پرستش نہیں ہوگئی!

دیر تک ہاتھ پھیلائے یہی دعا فرماتے رہے اسی حالت میں چادر مبارک دوشِ مبارک سے گر پڑی،۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چادر مبارک اٹھا کر دوش مبارک پر ڈال دی ......اور آپ کی کمر سے لپٹ کر عرض کیا۔

حضور آپ نے اپنے رب کے حضور الحاح دزاری کی انتہا کردی۔

پس پھر کیا تھا فتح ونصرت کا دروازہ کُھل گیا اور مسلمانوں کی وہ تاریخی فتح ہوئی کہ آج تک قرآن کے الفاظ پوری دنیا میں گونج رہے ہیں کہ . **ولَقَد نصرکم اللّٰہ ببدرٍ وانتم اذلة.**

خطیب کہتا ہے

☆ بدر کی فتح حضور کے آنسوؤں نے خریدی

☆ حضورِ رب کے حضور سوز وپکار رنگ لے آئی۔

کفر میدان ہار گیا اور محمد الرسول ﷺ سرفراز ہوگئے

☆ حدیث میں آیا ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کو جب کوئی پریشانی لاحق ہوتی۔تو آپ ان الفاظ میں اللہ کے حضور فریاد کرتے۔ **یَـا حَیُّ یَـا قَیُّوْمُ بِـرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ**. (ترمذی شریف)

مناسب ہوگا کہ یہاں آنحضور ﷺ کی اس اثر انگیز دعا کے چند الفاظ دھرائے جائیں جن کا ایک

ایک لفظ خدائے بارگاہ کے حضور آپ کی پکار، تذلل، عاجزی اور گریہ زاری کا شاہکار ہے، انسان حیران ہوتا ہے کہ دنیا کا سب سے بڑا رسول اور ہستی دھر کا سردار ہی اگر خدا کے حضور اپنی پکار اس انداز سے کرتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ آج کا انسان ہر دکھ میں خدا کو کیونکہ نہ پکارے۔

اللھم انک تسمع کلامی وتری مکانی وتعلم سری وعلانیتی ولا یخفی علیک شیٌ من امری وانا البائس الفقیر المستغیث الوجل المعترف بذنبی اسئلک مسئلة المسکین وادعوک دعاء الخائف.

ترجمہ: اے اللہ بلاشبہ تو میری کلام کو سنتا ہے، تو میری جگہ کو دیکھتا ہے، تو میرے ظاہر اور باطن کو جانتا ہے تجھ پر میرا کوئی امر مخفی نہیں ہے میں محتاج فقیر اور ڈرنے والا ہوں اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں اور تجھ سے مسکینوں والا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے دعا کرتا ہوں۔ جو مشکل سے خوف زدہ ہے۔

حضرات گرامی! تقریباً دس انبیاء کرام علیہم السلام کی پکار جو خداوند قدوس نے قرآن مجید میں ریکارڈ کی ہے۔ وہ میں نے آپ حضرات کو قرآن حکیم کے درخشندہ سپاروں سے سنائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ **لَـهٗ دعوة الحق** . سچی پکار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے پیغمبر کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی دستگیری فرمائی اور ان کو مصائب و آلام سے نجات عطا فرما کر سرفراز و سربلند فرمایا۔ لہذا تمام مسلمانوں سے درخواست ہے کہ آپ بھی اپنی تکلیفوں اور پریشانیوں میں اللہ تعالیٰ کو ہی پکاریں۔ وہی سب کا مشکل کشا اور حاجت روا ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا الَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شرک توحید کی حزب اختلاف ہے

نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡم. بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِهٖ وَیَغۡفِرُ مَادُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَمَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰهِ فَقَدِ افۡتَرٰۤی اِثۡمًا عَظِیۡمًا . (سورہ نساء)

ترجمہ: بے شک اللہ نہیں بخشتا اس کو جو اس کا شریک ٹھرائے اور بخشتا ہے اس کے بچے کے گناہ جس کے چاہے اور جس نے شریک ٹھرایا اس کا اس نے بڑا بہتان باندھا!

حضرات گرامی! آج کی تقریر کا عنوان جیسا کہ آپ نے قرآن مجید کی آیت کریمہ کی تلاوت اور ترجمہ سے سنا! مذمت شرک یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں شریک ٹھہرانے کی مذمت میں ہے!

عقیدہ توحید جو اسلام کی بنیاد یعنی اسلام کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔اس پر یقین کامل اور اعتماد رکھنا جس طرح نہایت ضروری اور بنیادی مقاصد کا متقاضی ہے اسی طرح ایک مسلمان کا شرک کی غلاظت اور گندگی سے اپنے آپ کو پاک رکھنا ضروری ہے!

بدقسمتی سے شرک ہمارے معاشرے میں علمائے سوا اور احبار نے نہایت گھناؤنے انداز سے داخل کر دیا ہے۔رات دن اس پر محنت ہو رہی ہے شرک کی فیکٹریاں شہروں میں دیہات میں شاہراہوں پر اس کثرت سے کھل گئی ہیں کہ ان کا وجود ملک وملّت کے لیے سوہان روح بن گیا ہے ۔میناروں سے توحید کی بجائے شرک کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔شاہراہوں گلی کوچوں میں توحید کی بجائے شرک کے ترانے سنائی دے رہے ہیں۔حالانکہ قرآن مجید نے جس طرح دین کے روشن احکامات کو بیان کر کے لوگوں میں توحید کی روح پھونکی تھی اس کو عام کرنا ہمارا فرض تھا،مگر منبر

ومحراب صرف اس لیے خاموش ہے کہ شرک کے چھتے کو چھیڑنے سے خطیب وواعظ کی رونق میں کمی ہوتی ہے اس کا کاروبار زندگی متاثر ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس نے سکوت مسلسل اختیار کررکھا ہے۔ اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں ضروری ہے کہ توحید کی شمع کو روشن رکھا جائے اور شرک کی ظلمت کو دور کرنے کے لیے مسلسل اور بے باک جدوجہد کی جائے تاکہ مسلم معاشرہ شرک کی نجاست سے پاک ہوسکے!

حضرات گرامی! قرآن حکیم کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ جس گناہ اور عمل سے نفرت ہے وہ شرک کا گناہ اور عمل ہے۔ اس کے لیے انبیاء علیہم نے مسلسل جہاد فرمایا اور اپنی قوموں کو شرک کی آلودگی سے بچنے کے لیے رات دن تلقین فرمائی۔

حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحت

حضرت لقمان علیہ السلام کا اسمِ گرامی آپ نے بارہا علماء سے سُنا ہوگا۔ حضرت لقمان علیہ السلام کی ایک نصیحت قرآن مجید نے نہایت ہی بلیغ انداز سے ذکر فرمائی ہے جو آپ نے اپنے بیٹے کو ارشاد فرمائی ہے۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ

يٰبُنَىَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ. (سورہ لقمان)

ترجمہ: اے بیٹے شریک نہ ٹھہراؤ اللہ کا بے شک شریک ٹھہرانا بھاری بے انصافی ہے۔

خطیب کہتا ہے

☆ حضرت لقمان علیہ السلام نے شرک کو ظلم عظیم سے تعبیر فرمایا ہے۔

☆ ظلم کہتے ہے **وَضَعُ الشيئ فـي غَيـر محله** کسی چیز کو اس کی حقیقت کے خلاف استعمال کرنا۔

☆ مثال کے طور پر پیشانی کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کرنے کے لیے بنایا گیا ہے۔ جب اسی پیشانی کو قبر۔ یا کسی شخصیت کے سامنے زمین پر رکھا جائے گا، تو یہ **وضـع الشـی فـی غیـر محلہ** ہوجائے گی اور عربی میں اس کو ظلم کہا جائے گا اور شرک ظلم عظیم اسی لیے ہے کہ پیشانی اللہ کے حضور جھکنے کے لیے بنائی گئی ہے۔

زبان اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے اور اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے لیے بنائی گئی ہے۔

انسان اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

اس لیے اگر سجدہ غیر اللہ کو کیا گیا تو ظلم عظیم ہوگا

اس لیے اگر پکارا غیر خدا کو گیا تو یہ ظلم عظیم ہوگا

اگر عبادت غیر خدا کی ہوئی تو یہ ظلم عظیم ہوگا

☆ خدا کے اختیار میں

☆ خدا کے علم میں

☆ خدا کی قدت میں

☆ خدا کی صفات میں

کسی غیر کو شریک کرنا اسی کا نام شرک ہے اور اسے ظلم عظیم کہا گیا ہے!

شرک صرف یہی نہیں کہ پتھر کی مورت کو سجدہ کیا جائے اور بس بلکہ جو کام اللہ سے لیا جاتا ہے جس قدرت کاملہ علم غیب اور اختیار کلّی کا مالک اللہ ہے۔اس میں کسی پتھر،لکڑی، چاند،ستارے ،سورج یا ولی اور نبی کو شریک کیا جائے ،تو اسی کا نام شرک ہے۔

مشرک پر جنت حرام ہے

اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَمَاْوٰہُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ. (پ ٦ مائدہ رکوع ١٠)

ترجمہ: بے شک جس نے شریک ٹھرایا اللہ کا سو حرام کی اللہ نے اس پر جنت اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کوئی نہیں گناہ گاروں کی مدد کرنے والا۔

خطیب کہتا ہے

☆ **وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ** جیسا کہ پہلی آیات کریمہ میں شرک کو ظلم کہا گیا ہے۔اس آیت کریمہ میں شرک کا ارتکاب کرنے والوں کو ظالم کہہ کر وارننگ دی گئی ہے!

☆ ظالم وہی ہوگا جس نے خدائی نظام میں حصے دار بنا دیئے اور اللہ تعالیٰ کے نظام میں دخیل

ہوکر اختیارات خداوندی کو خود تقسیم کرنا شروع کردیا۔

اگر یہ ظالم حکمران ہے تو بتائے

اگر یہ ظالم عالم ہے تو بتائے

اگر یہ ظالم راہب ہے تو بتائے

اگر یہ ظالم درباری ہے تو بتائے

اگر یہ ظالم تاجر ہے تو بتائے

کیا وہ اپنی حکمرانی میں

کیا وہ اپنے دائرہ علم میں۔منصب علم میں

کیا وہ اپنی خانقاہ میں

کیا وہ اپنے دربار میں

کیا وہ اپنی دکان میں کسی دوسرے شریک کو ساجھی کو برداشت کرتا ہے یا کرسکتا ہے اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی حکمرانی میں۔اس کی سلطنت میں۔اس کی بادشاہی میں۔اس کے اختیارات میں۔اس کے علم وحکمت میں اس کے نظام میں کسی غیر کو شریک ٹھہرائے کتنا بڑا ظلم ہے، کتنا بڑا افراڈ ہے جو وہ ظلم کرنا چاہتا ہے۔

وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَار.

انبیاء علیہم السلام کو خدائی انتباہ

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ . وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ . وَزَكَرِيَّاوَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ . وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَ لُوْطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ . وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ

مُّسْتَقِيْمٍ . ذٰلِکَ هُدَی اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَلَوْاَشْرَکُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ . (پ۷ رکوع ۱۵)

ترجمہ: اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے دی تھی ابرہیم کو اس کی قوم کے مقابلے میں درجے بلند کرتے ہیں ہم جس کے چاہیں۔ تیرا رب حکمت والا ہے جاننے والا ہے اور بخشا ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب سب کو ہم نے ہدایت دی اور نوح کو ہدایت کی ہم نے ان سب سے پہلے۔ اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان کو اور ایوب اور یوسف کو اور موسیٰ اور ہارون کو اور ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں نیک کام کرنے والوں کو اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو سب ہیں نیک بختو ں میں اور اسماعیل اور یسع اور یونس کو اور لوط کو اور سبکو ہم نے بزدگی دی، سارے جہان والوں پر اور ہدایت کی ہم نے بعضوں کو ان کے باپ دادوں میں سے اور ان کی اولاد میں اور بھائیوں میں سے اوران کو ہم نے پسند کیا اور سیدھی راہ چلایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے اس پر چلاتا ہے۔ جس کو چاہے اپنے بندوں میں سے۔ اور اگر شرک کرتے تو البتہ ضائع ہو جاتا جو کچھ انہوں نے کہا تھا۔

خطیب کہتا ہے

☆ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ ہی ہم کو سنایا گیا کہ شرک انسان کے تمام اعمال کو حبط یعنی ضائع کر دیتا ہے اور کسی کی تو حقیقت کیا ہے اگر بفرض محال انبیاء ومقربین سے معاذ اللہ ایسی حرکت سرزد ہو تو سارا کیا دھرا اکارت ہو جائے!

☆ کیا فرماتے ہیں شرک ساز کارخانوں کے مالک اور بدعات ساز فیکٹریوں کے مینجر اور قبوری شریعت کے مفتیان کرام اور ملنگ حضرات؟ قیامت کو کیا منہ دکھائیں گے؟

قرآن کا دوسرا اعلان

وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ. (پ۲۴ سورہ زمر)

ترجمہ: اور البتہ تحقیق حکم دیا جا چکا ہے آپ کو اور آپ سے اگلوں کو اگر آپ نے (بالفرض) شرک کیا تو گارت جائیں گے۔ تیرے عمل اور تو ہو جائے گا نقصان اٹھانے والوں سے۔

سب سے بڑا گناہ شرک ہے

حضرت عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہے کہ میں نے سرکار دوعالم ﷺ سے دریافت کیا کہ سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔

اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰہِ نِدّا وَھُوَ خَلَقَک. (بخاری شریف ج۲)

ترجمہ: کہ تو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے۔حالانکہ اسی نے تجھے پیدا فرمایا ہے!

خطیب کہتا ہے

☆ سرکار دوعالم ﷺ نے شرک نہ کرنے پر عجیب استدلال فرمایا کہ تم شرک اس لیے نہ کرو کہ تمہاری تخلیق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کا حسین شاہکار ہے۔

یعنی

☆ تمہارا جسم اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔
تمہارا چہرہ خدا کی تخلیق ہے۔
تمہارا وجود خدا کی تخلیق ہے
تمہارا دل ودماغ خدا کی تخلیق ہے۔
تمہارا روشن چہرہ خدا کی تخلیق
تمہارے ہاتھ پاؤں خدا کی تخلیق ہے
تمہارے روشن آنکھیں خدا کی تخلیق ہے
تمہارا تمام تر وجود اور اس کا نظام خدا کی تخلیق ہے۔

جب تمہاری تمام تخلیق خداوند قدوس کی عظیم شاہکار ہے اور اس کی تخلیق کے وقت اس نے کسی سے مشورہ نہیں لیا۔کسی سے نقشہ نہیں بنوایا۔کسی سے میٹریل نہیں منگوایا۔صرف اللہ نے اکیلے ہی اس کو بنایا۔سنوارا اور سجایا۔تو پھر تم کس دلیل اور وجہ سے اس کے ساتھ غیروں کو شریک کرتے ہو؟

بینوا ھو خلقلک

شرک نہ کرنے والے کو جنت ملے گی

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے بارگاہِ نبوّت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ مجھے ایسا عمل بتادیجئے کہ میں جب اس کو کروں تو جنت میں داخل ہوجاؤں۔آپ نے فرمایا۔

تعبداللّٰہ ولاتشرک بہ شیئاوتقیم الصلوۃ المکتوبہ وتودی الزکوٰۃالمفروضۃوتصوم رمضان. (مشکوٰۃ کتاب الایمان)

ترجمہ:تو اللہ کی عبادت کراوراس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانہ فرض نماز ادا کر،زکوٰۃ دے اور رمضان کے روزے رکھا کر۔

☆ اس شخص نے کہا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔میں نہ اس پر زیادہ کروں گا اور نہ اس میں کمی کروں گا۔جب وہ شخص چلا گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا،جس نے جنتی کو دیکھنا ہو،وہ اس شخص کو دیکھ لے۔

☆ حضرت ابوذرغفاریؓ روایت کرتے ہیں کہ سرکاردوعالم ﷺ نے فرمایا کہ

اتانی جبرائیل عیلہ السلام فبشرنی انہ من مات من امتک لایشرک باللّٰہ شیئاًدخل الجنۃ (مسلم شریف)

جبرائیلؑ میرے پاس آئے اور مجھے بشارت دی کہ تیری امت میں سے جو اس حال میں مرے کہ اللہ ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو،وہ جنت میں داخل ہوگا۔

☆ **من مات یشرک باللّٰہ شیئادخل النّار** (مسلم شریف)

ترجمہ:جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراکے مرا دوہ جہنم میں داخل ہوگا اور جو اس حال میں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہوتو وہ جنت میں داخل ہوا۔

☆ **من لقی اللّٰہ لا یشرک باللّٰہ شیئادخل الجنۃ** (طبرانی)

ترجمہ:جو اللہ سے اس حال میں ملے کہ اس نے اللہ کے ساتھ شریک نہ کیا ہوتو وہ جنت میں داخل ہوجائے گا۔

جوشرک نہ کرنے کا عہد کرے، حضورؐ اس کو مرید بناتے تھے

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے آس پاس بیٹھی ہوئی جماعت سے فرمایا۔

بایعونی علی ان لا تشرکوا باللّٰہ شیئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ......فبا یعناہ علیٰ ذالک

(مشکوٰۃ کتاب الایمان)

ترجمہ: تم میری بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروگے۔ چوری نہ کروگے اور زنا نہیں کروگے۔

خطیب کہتا ہے

☆ اس دور کے جعلی پیروں کا منشور اس سے بالکل برعکس ہے۔

☆ مرید کے لیے ان تمام شرائط کا ہونا ضروری ہے۔ شرک۔ چوری۔ زنا۔

وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ

مولانا رومیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

کار شیطان مے کند نامش ولی
گر ولی ایں است لعنت بر ولی

☆ سرکار دو عالم ﷺ شرک چوری اور زنا کی جڑیں کاٹنے کے لیے تشریف لائے اور ایک پاک اور صاف ستھرے مریدوں کا حلقہ بنایا۔

☆ دنیا پاکیزگی کو تلاش کرتی ہے اور پاکیزگی حضورؐ کے مریدوں کو تلاش کرتی ہے۔

☆ سرکار دو عالم ﷺ کے مرید جس معاشرے اور ماحول میں گئے۔

معاشرے ماحول کو پاکیزہ بنا گئے۔ سبحان اللہ

موحد کی شفاعت ہوگی مشرک کی نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کے لیے ایک خاص دعا مستجاب ہوتی ہے ہر نبی نے اپنی اپنی دعا میں عجلت کی اور میں نے دعا قیامت کے دن اپنی شفاعت کے لیے موخر کر رکھی ہے۔ یہ دعا اس شخص کو نصیب ہوگی۔

من مات من امتی لایشرک باللّٰہ شیئاً. (مسلم)

ترجمہ: جو میری اُمت سے اس حال میں مرے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو!

شفاعت کس کے لیے ہوگی

وھی لمن مات لایشرک باللّٰہ شیئاً.

ترجمہ: یہ اس کے لیے ہوگی جو اس حالت میں مرے جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو!

خطیب کہتا ہیں

☆ سنُا ہے آپ نے شفاعت کے حقدار کون ہوں گے؟

موحد ہوں گے موحد! مشرک کو رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کی ہوا بھی نہیں لگے گی!

☆ کس قدر دعوے تھے۔ کس قدر تقریریں تھیں۔ کس قدر شور تھا۔ ہنگامے تھے۔ عشق رسالت کے دعوے تھے سب برباد ہوگئے۔ عقیدہ توحید درست ہوگا، تو شفاعت ہوگی۔ غیر اللہ کے پجاریوں۔ شرک کے بپاریوں کے لیے شفاعت کا دروازہ بند ہوگا۔ کیونکہ شرک ایسا گناہ ہے جس کی بخشش نہیں۔ شرک ایسی جسارت ہے جس کی کوئی تلافی نہیں ...... اللہ بچائے اور قیامت کے دن عقیدہ توحید کی برکت سے سرکار دوعالم ﷺ کی ہمیں شفاعت نصیب فرمائے۔

مشرکوں کی عبادت قبول نہیں ہوگی

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَايَسْتَوٗنَ عِنْدَاللّٰهِ.

ترجمہ: کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کی تعمیر کرنا برابر سمجھ لیا ہے اللہ کے ساتھ ایمان لانے اور آخرت پر ایمان لانے اور جہاد کرنے کے ہر گز برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ کے ہاں!

خطیب کہتا ہے

☆ پانی پلانا بہت ثواب کا کام ہے۔

☆ ایک شخص صرف پیاسی بلی کو پانی پلانے کی وجہ سے بخشا جائے گا۔

اور پھر حاجیوں کو پانی پلانا تو بہت ہی اجر عظیم کا باعث ہوگا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مسترد کر دیا ان لوگوں کے عمل کو جو حاجیوں کو سبیلیں لگا کر پلاتے تھے مگر ان کے دل میں شرک کے حوض اور ان کی نیتوں میں شرک کی سبیلیں لگی ہوئی تھیں۔

سبیل......اسی کی مقبول ہوگی جو علیٰ سبیل التوحید ہو۔ شرک کے راستے سے ہٹا ہوا ہو!

☆ جی یہ مسجد فلاں صاحب حاجی نے بنائی ہے فلاں حاجی صاحب بہت ہی نیک اور صوفی ہیں۔ وہ مسجدیں تعمیر کرنے میں شہرت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ او! مسجد تعمیر کرنے والے۔

ذرا دیکھ تیرے عقیدے میں کہیں شرک تو شامل نہیں۔ کہیں تیرے عقیدے کی تعمیر میں شرک کی اینٹ اور بدعت کا گارا تو نہیں لگا ہوا؟

بتا......اگر تیرا عقیدہ شرک کی نجات سے آلودہ ہے۔ تو مجھے ایسی مسجد کی ضرورت نہیں جسے مشرک تعمیر کرے۔ کیونکہ

ان المساجد للّٰہ ......قلاتد عوامع اللّٰہ الھاآخر

سبحان اللہ

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَاللّٰهَ وَلَآ اُشْرِکَ بِهٖ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ.

ترجمہ: کہہ مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف میری لوٹنے کی جگہ ہے۔

خطیب کہتا ہے

☆ سرکار دوعالم ﷺ کا مقصدِ حیات

اللہ کی عبادت

☆ سرکار دوعالم ﷺ کی حیاتِ طیّبہ

شرک کی نجاستوں سے پاک

☆ سرکار دوعالم ﷺ کی دعوت کا مرکز

اَللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ کی ذات

☆ سرکار دوعالم ﷺ کی پناہ گاہ

اسی کی بارگاہ اسی کا آستانہ

و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محمد واحمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡم. بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مُحَمَّدُرَّسُوۡلُ ا للّٰہِ (سورۃفتح)

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں۔

حضرات گرامی! آج کی تقریر کا موضوع ہے کہ ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ کا ذاتی نام محمد اور احمد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام کمالات اور محاسن کو ان دو ناموں میں اس طرح سمود یا ہے کہ یہ آپ کے محاسن وکمالات کا منہ بولتا ثبوت اور حسین گلاستہ بن گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہو کہ اگر ان کروڑوں فضائل وکمالات کو جو قرآن اور سیرت کی کتابوں میں بھرے پڑے ہیں ایک جگہ اور ایک مقام پر دیکھنا مقصود ہو، آپ کے اسم گرامی محمد اور احمد پر غور کر لیا جائے، تو آپ کو وہ تمام کمالات ان دو ناموں کے حسین گلاستے میں میسّر آجائیں!

آنکہ زازل بر تخت سیادت جاداری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضرات گرامی! ہمارے محبوب گرامی شفیع دو عالم ﷺ کا اسمِ گرامی قرآن مجید میں کئی مقامات پر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر ارشاد فرمایا ہے کہ

☆ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّارَسُوۡلٌ. (پ۴ رکوع۶)

ترجمہ: اور نہیں ہیں محمد مگر اللہ کے رسول

☆ مُحَمَّدُرَّسُوۡلُ ا للّٰہِ (پ۲۶)

مفہوم۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔

☆ مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍمِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ.

(پ ۲۲)

محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کس کے باپ نہیں ہیں۔

☆ نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ . (پ ۲۶)

اتارا قرآن محمدؐ پر

اسم محمد کا وسیع مفہوم

بے شک آپ کا ذاتی نام محمدؐ ہے اور محمدؐ حمد سے مشتق ہے اور حمد کے معنے ایسی تعریف کے ہیں جو محمود کی تکریم و تعظیم کے لحاظ سے کی جائے۔ اور در حقیقت محمود میں پائی جائے! اور لفظ محمد کو اسم مفعول بھی کہا گیا ہے جس کے معنے ہیں بہت تعریف کیا گیا۔ حضورؐ میں نہایت اعلیٰ اوصاف نہایت اچھی عادتیں اور خصلتیں تھیں۔ آپ بالکل اسمِ بامسمیٰ تھے۔ سراپا حسن ہی حسن تعریف ہی تعریف خوبی ہی خوبی تھے۔ ذات اور صفات کے لیے دنیا اور آخرت میں حد درجہ تعریف کیے گئے، بے حد و شمار سراہے گئے حضور کے اچھے اوصاف اعلیٰ خوبیوں اور پاکیزہ سیرت کی جتنی تعریف آج تک ہو چکی ہے اور ہو رہی ہے اور قیامت تک ہوگی۔ ساری اولاد آدم انسانوں اور جنوں سے حضور کی تعریف کراتا ہے۔ یہاں تک کہ سب نبیوں اور رسولوں سے بھی اللہ تعالیٰ نے حضور کی تعریف کرائی!

خطیب کہتا ہے

گویا کہ سارا جگ بھی حضور کی تعریف کرتا ہے۔

سارے جہان کا ربّ بھی حضور کی تعریف کرتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ حضورؐ کی تعریف فرماتے ہیں۔

☆ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ

☆ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ

☆ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ

☆ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ

☆ وَالضُّحٰی

☆ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی

☆ لَعَمْرُکَ

☆ لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ م بِھٰذَا الْبَلَدِ

☆ یَا اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ

☆ یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ

☆ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ

☆ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ

انبیاء تعریف کرتے ہیں

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَ اَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ.

......اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ

ملائکہ کا دوردانکی طرف سے بارگاہِ خداوندی میں استدعا ہے کہ اے رب العلمین اپنے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کو مزید ترقی عطا فرما ان کے درجات کو بلند فرما۔

مسجد کے مینار

پانچ وقت آدمی موذن آپ کے نام کو مسجد کے میناروں سے بلند کرتا ہے۔ گویا کہ رب بھی حضور کی تعریف کرتا ہے اور جگ بھی حضور کی تعریف کرتا ہے۔ نبی بھی حضور کی تعریف کرتے ۔جن، وانس بحر و بر بھی حضور کی تعریف کرتے ہیں۔ یہ سب اسم محمد کی تشریح ہورہی ہے یہ سب اسم محمد کی خوشبو ہے۔ یہ سب اسمِ محمدؐ کی برکات وانورات ہیں۔ یہ سب اسمِ محمد کی برکتیں ہیں۔ ﷺ

اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

محمد ﷺ نام نہایت پیارا نہایت دل کش۔دل کشا۔دل ربا۔دل نواز روح پرور۔عطر بیز۔عنبر بار بلاغت آمیز۔ذخیرہ حسن دو جہان، اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں۔رسولوں اور ساری اولا دآدم کے اوصاف حمیدہ اور خصائل عالیہ حضورؐ کی ذات میں کوٹ کوٹ کر بھر دیے۔گویا کہ آپ تمام اولا دآدم کے حسن و جمال اوصاف وخصائل تعریفوں،خوبیوں صفتوں۔بھلائیوں۔نیکیوں کمالوں اور پاکیزہ سیرتوں کا مجموعہ ہیں......محمد ﷺ

کیا خوب کہا ہے۔

ولکلّ نبیّ فی الانام فضیلةٌ	مخلوق میں ہر نبی کی فضیلت ہے۔
و جملتها مجموعةٌ لمحمّدٍ	وہ تمام فضائل رسول اللہ کے لیے مجتمع ہیں۔
ما ان رأیت ولا سمعت بمثلهٖ	آپ جیسا نہ میں نے دیکھا اور نہ ہی سُنا۔
فی النّاس کلّهم بمثل محمّدٍ	تمام لوگوں میں محمد کی طرح

اسمِ محمّد

محمد کا اصل مادہ حمد ہے۔حمد اصل میں کسی کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ اور کمالات اصلیہ اور فضائل حقیقیہ اور محاسن واقعیہ کو محبت وعظمت کے ساتھ بیان کرنے کو کہتے ہیں اور تحمید سے محمدؐ مشتق ہے اور باب تفعیل کا مصدر ہے جس کی وضع ہی مبالغہ وتکرار کے لیے ہوتی ہے۔لہذا الفظ محمدؐ جو تحمید کا مفعول ہے۔اس کے یہ معنے ہوں گے کہ وہ ذات مستودہ صفات کہ جس کے واقعی اور اصلی کمالات اور محاسن کو محبت اور عظمت کے ساتھ کثرت سے بار بار بیان کیا جائے۔بعض کہتے ہیں کہ محمدؐ کے معنے یہ ہے کہ جس میں خصائل حمیدہ اور اوصاف حمیدہ علی وجہ الکمال پائے جاتے ہوں۔

کیا خوب کہا گیا ہے۔

منزّہٌ عن شریکٍ فی محاسنهٖ
فجوهر الحُسن فیه انّهٗ غیر منقسم

آپ کے محاسن میں آپ کا کوئی شریک نہیں۔آپ کا جو ہرحسن ہے ہی یہ کہ آپ کے محاسن ناقابل تقسیم ہیں۔

عبـــاراتُـنـــا شتّـی وحسـنک واحـد

و کـل الـیٰ ذاک الـجـمـال یشیـر

ہماری تعبیرات مختلف ہیں اور آپ کا حسن ایک ہے اور ہر تعبیر اس جمال کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

اسمِ محمدؐ کا معجزہ

مشرکین قریش نے ایک روز خیال کیا کہ حضرت محمد ﷺ تو ہمارا دشمن ہے۔ ہمارے معبودوں لات، عزیٰ کی توہین وتنقیص کرتا ہے ان کو بُرا کہتا ہے۔لیکن جب ہم اس کو آواز دیتے ہیں تو ہمیں اے محمدؐ کے نام سے آواز دینا پڑتی ہے۔ یہ اس سے اس کی غیر شعوری طور پر تعریف ہوگئی ۔کیونکہ محمدؐ کا معنی ہی یہ ہے کہ تعریف کیا گیا۔ کیوں نا اس کا کوئی ایسا نام تجویز کیا جائے جس سے اس کی خود بخود توہین وتنقیص ہو جائے! چنانچہ مشرکین قریش نے باہمی مشاورت سے سرکار دوعالم ﷺ کا نام مُذَمَّمٌ تجویز کیا جس کا معنی ہے مذمت کیا گیا۔صحابہ کرام راضون اللہ علیم اجمین کو معلوم ہوا تو انہیں صدمہ ہوا کہ مشرکین نے سرکار دوعالم ﷺ کا ایک بُرا نام تجویز کیا ہے جو نہایت ہی شرمناک جسارت ہے۔ صحابہ نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا، تو آپ نے صحابہ کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

الا تـعـجبون کیف یصرف اللّٰہ عنّی، شتم قریش و لعنھم یشتمون مذمّمًا وانا محمّد (بخاری شریف)

کیا تم تعجب نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح مشرکین کو میری برائی کرنے سے روکا ہے ۔قریش مذمم کو بُرا کہتے ہیں میرا نام تو محمدؐ ہے۔

خطیب کہتا ہے

مشرکین کا منہ کالا ہو گیا

محمدؐ کا بول بولا ہو گیا

؎ محمد مصطفٰی کے واسطے کیا کیا سعادت ہے
نبّوت ہے رسالت ہے قیادت ہے امانت ہے
محمدؐ ہی کے دم سے افتخار آدمیت ہے
محمدؐ آن ملت شان ملّت جان مِلّت ہے

دربارِ رسالت کے شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

شق له من اسمه ليجله
فذوالعرش محمود وهذا محمد

بنایا ہے اللہ نے اپنے نام سے نام محمدؐ تاکہ آپ کی بڑائی ہو۔ عرش والا محمود اور رسول اللہ محمدؐ ہے۔

حضرت شرف الدین بوصیری (قدس سرہ) قصیدہ بردہ میں ارشاد فرماتے ہیں

محمد سيد الكونين والثقلين
والفريقين من عرب ومن عجم

محمد دونوں جہان اور جن وانس اور عرب وعجم کے سردار ہیں

قصیدہ بردہ

اکبرالہٰ آبادی فرماتے ہیں

ہے یہ وہ نام خاک کو پاک کرے نکھار کر
ہے یہ وہ نام ارض کو کر دے سما ابھار کر

کسی نے کیا خوب کہا ہے

؎ مقام تو محمود نامت محمدؐ
بدیساں مقامے ونامے کہ دارد

خلاصہ

انسان تعریف کریں محمدؐ کی
ملائکہ تعریف کریں محمدؐ کی
جنات تعریف کریں محمدؐ کی
نباتات تعریف کریں محمدؐ کی
جمادات تعریف کریں محمدؐ کی
حیوانات تعریف کریں محمدؐ کی
عرش تعریف کریں محمدؐ کی
فرش تعریف کریں محمدؐ کی
جگ تعریف کریں محمدؐ کی
رب تعریف کریں محمدؐ کی

اور

انسان کہیں کہ حضورؐ اعلیٰ
ملائکہ کہیں کہ حضورؐ اعلیٰ
جنات کہیں کہ حضورؐ اعلیٰ
نباتات کہیں کہ حضورؐ اعلیٰ
جمادات کہیں کہ حضورؐ اعلیٰ
حیوانات کہیں کہ حضورؐ اعلیٰ
عرش کہیں کہ حضورؐ اعلیٰ
فرش کہے کہ حضورؐ اعلیٰ
جگ کہے کہ حضورؐ اعلیٰ
رب کہے کہ حضورؐ اعلیٰ

اے رب کوئی تو ہو جو کہے تو اعلیٰ

تا کہ حضورؐ

اللہ کے حضور پیشانی جھکا کر کہیں سبحان ربی الاعلیٰ

اس لیے اسم محمد کے بعد اسم احمد

اسمِ احمد کے کمالات

اسم احمد کو بعض نے اسم مفعول اور بعض نے اسم فاعل کا صیغہ قرار دیا ہے۔

☆ اگر فاعل کے معنیٰ میں لیا جائے تو احمد کے یہ معنے ہوں گے کہ مخلوق میں سب سے زیادہ خدا کی تعریف کرنے والا۔

دنیا میں آپ نے اور آپ کی اُمت نے خدا کی جس قدر تعریف کی ہے وہ کس اور نے نہیں کی اس لیے انبیائے سابقین نے آپ کے وجود مسعود کی بشارت لفظ محمدؐ اور احمدؐ کے ساتھ دی ہے اور آپ کی اُمّت حمادین کے لقب سے دی ہے۔

اسمِ محمدؐ واحمدؐ کی نسبت عنایات

☆ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سورۃ عطا فرمائی۔ کھانے پینے اور سفر کے اختتام پر آپ کو اور آپ کی اُمّت کو حمد وثنا کرنے کو حمد کا حکم دیا۔

☆ اور آخرت میں بوقت شفاعت آپ پر من جانب اللہ وہ محامد اور خدا کی تعریفیں منکشف ہوں گی جو نہ کس نبی مرسل اور نہ ہی ملک منزل پر منکشف ہوئیں۔

☆ اسی لیے قیامت کے دن آپ کو مقام محمود عطا فرمایا جائے گا۔

☆ اسی لیے آپ کو محشر میں لواء الحمد عطا فرمایا جائے گا۔

☆ تمام اولین وآخرین جو میدان حشر میں جمع ہوں گے۔ وہ آپ کی حمد وثنا کریں گے۔

☆ حمد کے تمام معانی اور انوع واقسام آپ کے لیے خاص کر دیے گئے۔

اسم محمدؐ اور احمدؐ میں مسئلہ ختمِ نبوّت کا حل

قرآن حکیم اور ارشادات نبوّت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا ہر کام کے ختم کے بعد پسندیدہ اور مستحسن ہے!

☆ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

وَقُضِیَ بَیۡنَھُمۡ بِالۡحَقِّ

ان کے درمیان حق کا فیصلہ ہوگیا۔

وَقِیۡلَ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

اور کہا گیا سب خوبیاں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔

وَاٰخِرُ دَعۡوٰھُمۡ اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

اور آخری پکار ان کی یہ ہے کہ سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔

فَقُطِعَ دَابِرُ الۡقَوۡمِ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

سو کاٹ دی گئی ظالم قوم کی جڑ اور سب تعریفیں رب العالمین کے لیے ہیں۔

☆ کھانے پینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حمد وشکر کا حکم دیا۔

کُلُوۡا مِنۡ رِّزۡقِ رَبِّکُمۡ وَاشۡکُرُوۡا لَہٗ

اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر کرو۔

حدیث میں سرکار دوعالم ﷺ نے شکر کی تعریف حمد سے فرمائی ہے۔ ارشاد ہے۔

افضل الشکر الحمدُ للّٰہ

اعلیٰ شکر الحمدللہ ہے۔

☆ سفر کے خاتمے پر سرکار دوعالم ﷺ فرماتے تھے کہ

اٰئبون. تائبون. عابدون لربّنا حامدون.

ہم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے توبہ کرنے والے پروردگار کی عبادت کرنے والے اور حمد وثنا کرنے والے۔

☆ جب نماز ختم ہوئی تو آپ اختتام نماز پر یہ آیت شریفہ تلاوت فرماتے۔

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

غرض ان تمام آیات بینات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کسی شے کے اختتام کے بعد نہایت ہی پسندیدہ اور مستحسن عمل ہے چنانچہ اسی مسلسل اور پسندیدہ عمل کو یہاں بھی جاری رکھا گیا اور اپنے حبیب پاک ﷺ کا اسمِ مبارک محمدؐ اور احمد رکھ کر بتادیا گیا کہ نبوت کا جو مبارک مشن اور وجود گرامی آدم علیہ اسلام کے وجودِ گرامی سے شروع کیا تھا۔ وہ اب اختتام پذیر ہوتا ہے اور اپنے عروج کو پہنچ کر اختتام کو پہنچتا ہے۔ لہذا محمدؐ اور احمدؐ پر شکر کرتے ہوئے نبوت کا دروازہ بند کیا جاتا ہے نبوت کا سفر ختم کیا جاتا ہے نبوت کا نکتہ کمال محمد کی ذات پر مرتکز کیا جاتا ہے۔ ان کے بعد اب کوئی نبی نہیں ہوگا۔ یہ آخری نبی ہیں او یہ وہ ہی احمد ہیں جن کا اعلان اُن کی آمد سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان الفاظ میں کیا تھا۔

سبحان اللہ

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِ یْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ

......اَحْمَدُ......

اور جیسا فرمایا عیسیٰ ابن مریم نے اے بنی اسرائیل بیشک میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اور تصدیق کرنے والا ہوں۔ توراۃ کی اور ایسے رسولؐ کی خوشخبری دینے والا ہوں جو کہ میرے بعد آئے جس کا نام احمد ہوگا۔

میں محمد ہوں احمد ہوں

عن جبیر ابن معطم قال سمعت النّبی ﷺ یقول انّ لی اسماءٌ انا محمّد

وانا احمد وانا الماحی الّذی یمحو اللّٰہ بی الکفر وانا الحاشر الّذی یحشر النّاس علٰی قدمیّ وانا العاقب الّذی لیس بعدہ نبیٌّ. (بخاری شریف)

حضرت جبیرابن مطعم سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے نبی اکرم ﷺ سے سُنا آپ نے فرمایا کہ میرے نام ہیں۔ان میں سے میرا مشہور نام محمدؐ اور دوسرے نام احمد ہے اور میرا نام ماحی ہے کہ مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ ساتھ میرے (یعنی میری دعوت وتبلیغ کے ساتھ) کفر کو اور میرا نام حاشر بھی ہے کہ اٹھائے جائیں گے لوگ قیامت میں میرے قدم پر اور میرا نام عاقب بھی ہے اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

حضور کی زبان پر حمد الٰہی کے ترانے

الحمد اللّٰہ الّذی اذھب عنّی الاذیٰ و عافانی ط (مشکوٰۃ)

سب تعریف اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھ سے نجاست کو دور کیا اور عافیت دی مجھ کو!

☆ جب آپ کو چھینک آتی تو جواب میں......

اَلْحَمْدُلِلّٰہ فرماتے

☆ خواب سے بیداری کے بعد آپ ان الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا فرماتے۔

الحمد اللّٰہ الّذی احیانا بعد ما اماتنا و الیہ النّشور. (بخاری)

سب تعریف اس اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے زندہ کیا ہم کو مارنے کے بعد (یعنی نیند) اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

☆ آپ نیا کپڑا پہنتے تو یوں حمد الٰہی کرتے تھے۔

الحمد للّٰہ الّذی کسانی ما اواری بہٖ عورتی و اتجمّل بہٖ فی حیاتی. (ترمذی شریف)

سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے پہنائی مجھ کو وہ چیز جس سے ڈھانپا میں نے اپنے ستر کو اور زینت حاصل کرتا ہوں اس کے ساتھ اپنی زندگی میں۔

کھانے کے بعد حمد الٰہی کا ترانہ

الحمد للّٰہ الّذی اطعمنا و سقانا و جعلنا من المسلمین. (حصن حصین)

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے کھلایا ہم کو اور پلایا ہم کو اور کیا ہم کو مسلمان میں سے۔

خطیب کہتا ہے

رب کا معاہدہ حضور کے ساتھ
میں تیرا نام بلند کروں گا۔ تو میرا نام بلند کر
اسم محمد میں رب کے وعدہ کی تکمیل ہوئی۔
سارے جگ نے حضورؐ کی تعریف کی
اور میرے رب نے حضورؐ کی تعریف کی
اور اسمِ احمد میں
حضورؐ کے وعدے کی تکمیل ہوئی
حضورؐ نے رات دن خدا کا نام بلند رکھا
اذان میں خدا کا نام بلند
تکبیر میں خدا کا نام بلند
درود میں خدا کا نام بلند
حضر میں خدا کا نام بلند
سفر میں خدا کا نام بلند
خطبہ میں خدا کا نام بلند
جہاد میں خدا کا نام بلند

اسی کی تکبیر۔ اسی کی حمد۔ اسی کی ثنا۔ اسی کی پکار۔ اسی سے دعا۔ اسی سے نیاز۔ اسی کی نماز۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

کہہ دیں بیشک میری نماز اور قربانی اور میرا رہنا اور میری موت اللہ رب العلمین کے لیے ہے۔

خدا در انتظار حمد ما نیست
محمدؐ چشم برراہ ثنا نیست
خدا خود مدح آفرین مصطفٰے
محمد حامد حمد خدا بس
محمدؐ از تو مے خواہم خدارا
خدایاتو عشق مصطفٰے را

مُحَمَّدُ......اَحْمَدُ

ایک نام میں مدح خلائق کی انتہا
دوسرے نام میں مدح خالق کی انتہا

مولانا رومیؒ قدس سرہ فرماتے ہیں۔

نام احمد جملہ انبیاء است
چونکہ صد آدم تو وہم پیش ما است

جب احمد کہہ دیا تو اب ایک سے ننانوے تک جو کچھ ہے سب اس میں آ گیا۔اور جب کہا ایک دو دس سو پچاس تو دو حقیقت نام سو ہی کا ہوا۔

حضراتِ گرامی !اسمِ محمد اور اسمِ احمد کے انوارات وکمالات آپ حضرات کے سامنے شرح وبسط سے بیان کردیے ہیں۔تاکہ آپ کو معلوم ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام ہی ایسا رکھا ہے جس سے معلوم ہوجائے کہ جس کا نام بے مثال ہوگا،تو اس کی ذات بھی بے مثال ہوگی۔

منزہٌ عن شریک فی محاسنہ
فجوھر الحسن فیہ اَنہ غیر منقسم

اپنی خوبیوں میں شریکوں سے پاک ہیں آپ میں حسن کا جوہر ہے جو کہ غیر منقسم ہے

و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فضائل ازواج مطہرات

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡم. بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَاَزۡوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمۡ. (پ ۲۱ سورہ احزاب)

حضرات گرامی ! علماء اور خطباء مقررین اور واعظین نے جہاں اور بہت سے دینی اور اسلامی عقائد کے بیان کرنے میں بخل ۔سرد مہری یا مداہنت سے کام لیا ہے ۔وہیں پر انہوں نے ازواج مطہرات کے مقام اور عظمت کو بیان کرنے میں بھی تاریخی کوتاہی کی ہے ۔غفلت سے کام لیا ہے مسجد میں منبر ومحراب پر ایسے مسائل تو بیان کیے جاتے ہیں جو فضائل پر مشتمل ہوتے ہیں یا ترغیبات اور محض بشارتوں پر مشتمل ہوتے ہیں یا کمزور باتیں اور بے سروپا قصوں سے سامعین کا وقت ضائع کیا جاتا ہے ۔اعتقادی اور نظریاتی مسائل نہیں بیان کیے جاتے ہیں ،جن پر یقین واعتماد کرنا اس لیے بھی ضروری ہوتا ہے کہ وہ مدار نجات ہوتے ہیں ۔عقائد ونظریات کا بیان کرنا یوں بھی کوئی آسان کام نہیں ہے اس سے مصائب آتے ہیں ۔مثلاً طرح طرح کی مشکلات سے دو چار ہونا پڑتا ہے اور اپنے بیگانے منہ بگاڑ لیتے ہیں ۔مگر اللہ تعالیٰ کے حضورؐ اس عالم کو مقرر کو واعظ کو خطیب کو اجرِ اعظیم ملتا ہے اس کے وقار میں اضافہ ہوتا ہے ۔خداوند قدوس کی نصرت شامل ہوتی ہے ۔اس لئے علماء کے لیے از بس ضروری ہے کہ وہ اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں کتاب وسنت کی روشنی سے معاشرے کو نور سے بھر دیں تا کہ دلوں سے نظریاتی تاریکی دور ہو جائے اور ایمان کی روشنی سے معمور ہو جائیں!

ازواج مطہرات کا مقام کیا ہے اور قرآن کے مدارج اور مراتب کو کس انداز سے بیان کرتا ہے اس موضوع کا بیان کرنا اس لیے ضروری ہے کہ امہات المومنین کا مقام اور منصب ومرتبہ کو ایک

خاص گروہ ایک مخصوص فرقہ ہر وقت گھٹانے کی کوشش میں لگا ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ امہات المومنین کے فضائل اس درجہ پس منظر میں چلے گئے ہیں کہ آج منبر ومحراب ان کے ذکر سے خاموش اور خطیب ومقرران کے ذکر سے مہر بلب ہیں اس المیے کا ذکر نہایت دکھیا دل سے کرر ہا ہوں تا کہ آپ کے دل سے آپ کی ماؤں اور امت کی ماؤں کے لیے کوئی عظمت کا گوشہ متحرک ہو کر ان کے ذکر کے لیے آمادہ ہو جائے!

لیکن قربان جاؤں قرآن حکیم کے مقدس شہ پاروں کے کہ انہوں نے ازواج مطہرات اور امہات المومنین کے منصب اور مراتب اس طرح اپنے خزانے میں محفوظ کرر کھے ہیں کہ آج ایک ایک موتی نکالتے جائیں اور عقائد ومراتب کے ہار میں پروتے جائیں۔

امہات المومنین کے مناقب کا ایک ایسا ہار بن جائے گا جو عقیدہ کے گلو میں زینت بن کو چمکے گا اور عقیدہ میں ایک ایسی چمک اور دمک پیدا کرے گا جس سے ایمان وایقان کے تمام پیمانے درخشندہ ہو جائیں گے!

امت کی مائیں

حضرات گرامی !اس وقت میں آپ حضرات کے سامنے انشاء اللہ ۸ دلیلیں ایسی بیان کروں گا۔جس سے معلوم ہوگا کہ امت کی مائیں ازواج مطہرات تمام امت محمدیہ میں ایک نرالی اور یکتائے روزگار حیثیت کی حامل ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ نے ممتاز اور منفرد مقام عطا فرمایا ہے کہ امت کی عورتیں کسی طرح بھی ان کی ہم مرتبہ اور ہم سر نہیں ہوسکتیں۔

مومنین کی مائیں

دلیل اوّل۔ چنانچہ جو آیت کریمہ میں نے شروع میں تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ. (پ ۲۱ سورہ احزاب)

نبی سے لگاؤ ایمان والوں کو اپنی جانوں سے زیادہ ہے اور اس کی بیویاں ایمان والوں کی مائیں ہیں!

ماں

کیا درجہ رکھتی ہے۔ماں کا کیا مقام ہے۔ماں افضل ہوتی ہے یا اولاد ماں کی اولاد کو کیا توقیر کرنی چاہیے۔یہ ایسے عنوانات ہیں جن پر قرآن اور اسوہ ءرسول میں بیسیوں دلیلیں موجود ہیں۔

☆ وَ بالوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا

☆ فَلَا تَقُلۡ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنۡھَرۡ ھُمَا

☆ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیَّ

☆ جنت ماں کے قدموں میں

خطیب کہتا ہے

اگر نسبی ماں کے لیے احسان ضروری ہے

تو روحانی ماں کے لیے بھی احسان ضروری ہے

☆ معلوم ہے احسان کسے کہتے ہیں

احسان کہتے ہیں ان کا حقیقی حق بھی ان کو دیا جائے اور حقیقی حق سے زائد بھی آپ کے پاس کوئی چیز ہے تو وہ بھی دے دو۔

☆ حقیقی توقیر تو وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے امہات المومنین کو خود عطا فرمائی۔

☆ تمہارا فرض ہے کہ اگر تم اس میں اضافہ نہیں کر سکتے تو اسی عظمت اور رفعت کے سکے مخلوق خدا میں جما دو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو دیے گئے ہیں۔

☆ آپ اس مسئلہ کو تو زور دے کو منبر و محراب پر بیان کر سکتے ہیں کہ ازواج رسول چونکہ امت کی مائیں ہیں اس لیے ماں کا درجہ یہ ہے کہ اولاد ان سے محبت کرے اولاد ان کی عظمت بیان کرے۔اولاد ان کے لیے سکون ثابت ہو۔اولاد ان کی رفعت کا ڈنکہ بجائے۔اولاد ان کی اطاعت کرے۔ان کی پیروی کرے۔اُن کے اسوہ حسنہ کو اپنائے۔ان کی گساخی سے خود بھی رُکے اور دوسرں کو بھی روکے۔

☆ جس طرح نسبی ماں کو اُف کہنا جائز نہیں

اس طرح روحانی ماں کو اُف کہنا جائز نہیں

اُف کا مطلب ایسا جملہ کہنا جو اسے ناگوار خاطر ہو۔

سمجھے آپ؟ ماں کو ایسا لفظ تک نہ کہا جائے جو اس کے دل کو بُرا لگے۔اس کا دل اس کو پسند نہ کرے،اس کے دل میں خلش پیدا ہو!اس کے دل میں تکدر پیدا ہو۔

☆ جب ایک نسبی ماں کا حال یہ ہے کہ آپ اس کے لیے ایسا جملہ استعمال نہیں کر سکتے جو اس کی تکدر طبع کا باعث ہو۔اسی طرح آپ امہات المومنین کے لیے بھی کوئی ایسا لفظ زبان سے نہ نکالیں جو انہیں ناگوار گزرے جو ان کے لیے بار خاطر ہو۔جو ان کے دل میں تمہارے لیے ناپسندیدگی پیدا کر دے،کیونکہ یہ نہایت ہی نازک مقام ہے۔

یہ تمہاری نسبی مائیں ہیں۔

بلکہ یہ تمہارے لیے نبی کی نسبت کی وجہ سے مائیں۔

یُوں کہہ لیجئے

ایک نسبی ماں ہے

ایک نسبتی ماں ہے

یہ زوجہ نبی ہیں

جو نبی کی بیوی ہوگی   وہ امت کی ماں ہوگی

جو اُمت کی ماں ہوگی   اس کو دوہرا مقام حاصل ہوگا

زوجیت مصطفےٰ ﷺ

صحابیت مصطفےٰ ﷺ

انہیں زوجیت رسول ہونے کی وجہ سے بھی حصہ ملے گا۔سبحان اللہ

اور

انہیں صحابیت رسول کی وجہ سے بھی حصہ ملے گا۔سبحان اللہ

وہ

نبی کی خلوت وجلوت کی آئینہ دار ہوں گی۔

وہ

☆ نبی کی رات اور دن ظاہر و باطن کی آیئنہ دار ہوں گی۔

☆ بیٹوں کو جس طرح اپنی ماں کے طہارت وتقدس پر یقین رکھنا ہوتا ہے۔

اسی طرح امت کی اور روحانی ماؤں کے تقدس وطہارت کا یقین رکھنا ہوگا۔

سبحان اللہ

جب یقین کامل ہوگیا کہ (الف) عائشہ میری ماں ہے

جب یہ یقین جم گیا کہ (ب) خدیجہ میری ماں ہے

جب یہ یقین جم گیا کہ (ج) صفیہ میری ماں ہے

جب یہ یقین جم گیا کہ (د) ام حبیبہ میری ماں ہے

تو پھر یہ یقین بھی جمانا ہوگا

ازواج مطہرات ۔اسی طرح مقدس اور طاہرات وطیّبات ہیں ۔جس طرح پیغمبر نے انہیں اپنے دست مطہر سے طاہر و پاکیزہ کیا تھا۔

اس لیے ماؤں کے لیے فوراً

امہات المومنین کی حیثیت سے ان کی پاکیزگی اور طہارت کا نعرہ بلند کرنا ہوگا اور ان کی غلامی کا طوق گلے میں ڈالنا ہوگا۔

مضت الدھور وما اتین بمثلھا

ولقد اتت فعجزن عن نظرائھا

اگرچہ زمانے نے ہزاروں کروٹیں بدلیں

مگر آج تک اس مقدس خواتین کی نظیر پیش نہیں کی جاسکی۔سبحان اللہ

☆ سنا ہے کبھی آپ نے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔

تو آیے جناب!

خدیجہؓ کے قدموں سے جڑ جاؤ تو جنت ملے گی

عائشہؓ کے قدموں سے جڑ جاؤ تو جنت ملے گی

سودہ کے قدموں سے جڑ جاؤ تو جنت ملے گی

حفصہ کے قدموں سے جڑ جاؤ تو جنت ملے گی

زنیبؓ کے قدموں سے جڑ جاؤ تو جنت ملے گی

ام سلمہ کے قدموں سے جڑ جاؤ تو جنت ملے گی

جویریہ کے قدموں سے جڑ جاؤ تو جنت ملے گی

ام حبیبہ کے قدموں سے جڑ جاؤ تو جنت ملے گی

صفیہ کے قدموں سے جڑ جاؤ تو جنت ملے گی

میمونہ کے قدموں سے جڑ جاؤ تو جنت ملے گی

ماریہ کے قدموں کے سے جُڑ جاؤ تو جنت ملے گی

کیونکہ جنت ماں کے قدموں میں ہے

اور......**ازواجه امها تهم**

نبی کی بیویاں امت کی مائیں ہیں۔

دلیل نمبر۲۔ازواج مطہرات تمام امت کی عورتوں سے بلند ہیں

حضرات گرامی! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

اے نبی کی بیویوں تمہارا مرتبہ تمام عورتوں سے بلند تر ہے!

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کی ازواج مطہرات کا مرتبہ اور مقام تمام امت کی عورتوں سے بلند تر ہے۔اس پر غور کیا جائے۔تو مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں!

خطیب کہتا ہے

موضوع بحث **نساء الناس** نہیں ہیں۔ بلکہ موضوع بحث **نساء النبی** ہیں۔

جب امتی کی بیوی کی بحث ہوگی

تو مسئلہ اور ہوگا

جب صحابہ کی بیویوں کی بات ہوگی

تو مسئلہ اور ہوگا

جب اولیاء کی بیویوں کی بات ہوگی

تو مسئلہ اور ہوگا

جب نساء النبی کی بات ہوگی

تو مسئلہ اور ہوگا

☆ نبی کی بیویوں کو نبوت کی نسبت کے ترازو تولا جائے گا

جس قدر نسبت بلند

اسی قدر ترازو بلند

☆ عائشہ و حفصہ کے مقام کو جانچنے کے لیے

ترازو نسبت مصطفےٰ کا ہوگا

☆ تولنے کے لیے آپ اور میں نہیں ہوں گے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ......تالنے کے لیے ہاتھ خدا ہوگا۔

ترازو نسبت مصطفےٰ کا ہوگا

سبحان اللہ

☆ آیئے ذرا ازواج مطہرات کا مقام اس کی زبان سے سنیے جس ان کے مقام کو جانچ کر تول کر بیان فرمایا ہے۔ وہ خود ارشاد فرماتے ہیں۔

یَانِسَاءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ

اے نبی کی بیویوں تمہاری ہم پلہ کوئی عورت نہیں ہے۔

فیصلہ تو ہوگیا؟

ملا شور کرے تو اس کی مرضی

علامہ شور کرے تو اس کی مرضی

ذاکر شور کرے تو اس کی مرضی

میراثی شور کرے تو اس کی مرضی

واعظ شور کرے تو اس کی مرضی

قرآن نے فیصلہ دے دیا ہے

رحمان نے فیصلہ دے دیا ہے

لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ......سبحان الله

نبی کی بیویوں تمہارے ہم سر کوئی عورت نہیں ہے!

جاؤ نہیں برداشت ہوتا

تو ہاتھ کاٹو

منہ پر سیاہی ملو

بدن پر خاک ڈالو...... مجھے کیا میں تو ماؤں کو قدموں سے وابستہ رہوں گا۔ میں تو ان کے غبار راہ کو سُرمہ بناؤں گا۔ تمہیں اور سیاہی مبارک

مجھے امہات المومنین احسان شناسی مبارک۔

☆ اس آیت کریمہ کی تفسیر قاضی سلیمان منصور پوری تحریر فرماتے ہیں کہ **اَلنِسا ءِ** میں جنس کا ہر انوثیت کا ہر فرد شامل ہے اور کوئی عورت ذات بھی اس سے باہر نہیں جاتی پھر لفظ احد بھی موجود ہے اور جب لفی احد استعمال کیا جاتا ہے تو اس وقت نفی بدرجہ اتم ہوتی ہے غور کرو **ولم یکن لہ کفوا احد** (کوئی بھی خدا کا ہم سر نہیں) میں بھی یہی احد ہے۔ غرض نفی میں احد کا استعمال کس استثناء کا موقع نہیں رہنے دیتا۔ اس لیے ثابت ہوگیا کہ ازواج النبی کا درجہ ہر ایک عورت سے بلا تر۔ متمیز۔ اور شان خاص کا ہے

رحمۃ العالمین جلد دوم ۱۳۲

بریلوی مکتب فکر کے عالم جناب علامہ نعیم الدین صاحب مرادآبادی اس آیت کریمہ کی تشریح

کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یعنی تمہارا مرتبہ (اے نبی کی بیویو) سب سے زیادہ ہے اور تمہارا ماجرا سب سے بڑھ کر۔ جہان کی عورتوں میں کوئی تمہارا ہمسر نہیں۔

(ترجمہ اعلیٰ حضرت مطبوعہ تاج کمپنی)

☆ مفتی احمد یار خان بدایونی اپنی تفسیر نور العرفان میں لکھتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم کی بیویاں تمام جہان کی عورتوں سے افضل ہیں اور جزا و سزا کا دگنا ہونا اسی لیے کہ ان پر اللہ کی نعمتیں سب سے زیادہ ہیں اور فرمایا (رِزْقاً کریما) اور جنت میں اس دگنے اجر کے سوا خاص روزی تمہارے لیے مخصوص ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ اولاد پاک سے ازواج مطہرات افضل ہیں۔ کیونکہ یہ حضرات جنت میں حضور کے ساتھ ہوں گی اور خاص روزی کی حقدار......اور فرمایا

لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِنَ النِّسَاء

تم اور عورتوں جیسی نہیں ہو۔ بلکہ تم جہان والوں کی اوّلین و آخرین عورتوں سے افضل ہو۔ از حضرت آدم تا روز قیامت کوئی بی بی تمہاری ہمسر نہ ہوئی نہ ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات اولاد طیّبہ و طاہرہ سے افضل ہیں کیونکہ نِساء سب کو شامل ہے۔

(نور العرفان مطبوعہ ادارہ کتب اسلامیہ گجرات)

☆ طبرسی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔

ثمّ اظهر سبحانهٗ فضيلتهنّ علٰى سائر النسو ان ثمّ يقولهٗ يٰنساء النبى لستنّ كاحدٍ من النّساء

☆ تفسیر بحر المحیط میں ہے

فكما انّه عليه السّلام ليس كاحدٍ من الرّجال كذالك زوجاتهٗ الّلاتى تشرّفن بقربهٖ

(بحر المحيط ج ٧ ص ٢٢٨ طبع مصر)

جس طرح حضرت ﷺ جیسا دنیا میں کوئی مرد نہیں۔ اسی طرح ان کی ازواج مطہرات کی مثل دنیا کی کوئی عورت نہیں۔

دلیل نمبر۳۔ پاکیزگی اور طہارت کا نمونہ

قرآن میں تیرہ مقامات پر اہل بیت کا لفظ آیا ہے۔تمام مقامات پر اس سے بیویاں ہی ہیں۔ ویسے بھی دیکھا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ اہل خانہ۔گھر والے اور اہل بیت ہم معنی ہیں۔جب اول الذکر دونوں جملوں سے رسول اکرم سے نواسے نہیں مراد لیے جاتے۔تو اہل بیت سے نواسے تک مراد ہو گے۔

اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا.

(پ ۲۲ سورہ احزاب)

ترجمہ:اور خدائے تعالیٰ یہی چاہتے ہے کہ دور کرے تم سے گندگی اور ناپاکی کو اے میرے پیغمبر کی گھر والیو۔اور چاہتا ہے پاک کرے،خدا تعالیٰ تم سے سب گناہوں سے پاک کرنا سب طرح سے اس آیت کی تفسیر میں سرکار دو عالم ﷺ کے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

یہ آیت خاص ازواج مطہرات کے لیے نازل ہوئی۔

(تفسیر ابن کثیر)

اردو کے سب سے قدیم اور مستند مترجم حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی رحمہ اللہ نے اس کا ترجمہ ......اے پیغمبر کی گھر والیو......سے کیا ہے......جیسا کہ آپ نے آیت کریمہ کے ترجمہ میں ملاخطہ فرمایا......جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کریمہ سے ازواج مطہرات مراد ہیں۔

☆ علامہ جلال الدین سیوطی کی مشہور تفسیر جلالین جو مدارس عربیہ نصاب میں شامل ہے اور تمام مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں۔اس میں آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت علامہ رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ای نساء النبی ﷺ ۔آیت کریمہ میں اہل بیت سے مراد سرکار دو عالم ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں۔

خطیب کہتا ہے

☆ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو دو اعلیٰ ترین تمغے اور اعزاز دیے!

☆ اے ازواج مصطفیٰ دنیا کی کوئی نجاست تمہارے قریب نہیں آنے دوں گا۔

☆ غالباً اسی لیے جنت البقیع کو تالا لگا دیا گیا ہے، تا کہ ایام حج میں کوئی نجس ازواج مطہرات کے مزارات کے قریب نہ جا سکے!

دوسرا تمغہ اور شرف یہ بخشا ہے کہ

کعبہ کو ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ پاک کریں گے

صحابہؓ کو محمد رسول اللہ کریں گے

ازواج مطہرات کو خود خدا قدوس پاک کریں گے۔

☆ خدا نے ایسا پاک کیا کہ تمام دنیا کی زبانوں پر امہات المومنین کی طہارت و پاکیزگی کا ذکر عام کر دیا۔

مثلاً......خدا نے کہا......ازواج مطہرات

نبی نے کہا......ازواج مطہرات

علی نے کہا......ازواج مطہرات

ولی نے کہا......ازواج مطہرات

فرشتوں نے کہا......ازواج مطہرات

اپنوں نے کہا......ازواج مطہرات

بے گانوں نے کہا......ازواج مطہرات

عرش پر گونج ہے ......ازواج مطہرات

فرش پر گونج ہے ......ازواج مطہرات

قرآن ......حدیث ......سیرت ......غرضیکہ دنیا کے ہر دفتر میں۔ ہر علمی شہ پارے میں ......مطہرات ......مطہرات......مطہرات کی صدائیں بلند کرا دیں۔ ازواج مطہرات ایسا پاک کیا کہ دنیا کی پاکیزگی کو بھی ان پر رشک آنے لگا۔ بلکہ میں تو کہوں گا ساری دنیا پاکیزگی و طہارت کو

تلاش کرتی ہے۔مگر پاکیزگی اور طہارت اس طہارت وتقدس کی دریوزہ گر ہے جو دامن ازواج مطہرات سے وابستہ ہے سبحان اللہ

☆ یرید اللہ...........اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے

☆ اللہ چاہتا ہے

کہ تمہیں پاک کرے

اے ازواج نبی

چنانچہ...........اللہ نے عیوب کو ازواج النبی کے قریب ہی نہیں آنے دیا۔

طہارت ان کا اوڑھنا بچھونا بنادی تا کہ ان کی عظمت ورفعت کا ڈنکہ

چاردانگ عالم میں بج جائے......

......سبحان اللہ......

دلیل نمبر۴۔عفت اُمہات المومنین

يَآيُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ

اے نبی اپنی بیویوں سے فرمادیں!

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا ہے کہ اے نبی اپنی زبان سے اپنی بیویوں کو ارشاف فرمادیں۔

☆ عجیب شان ہے حکم خدا کا ہے۔مگر آرڈر نبوّت کی زبان سے کیا جائے۔

☆ گویا کہ آرڈر دینے والا خدا

☆ اس آرڈر کو سنانے والا مصفطےؐ

☆ اس آرڈر کی سماعت کرنے والیں ازواج مصطفےؐ

خدا براہ راست خطاب کی بجائے اَزْوَاجِکَ نبی کی نسبت کو اجاگر فرمانا چاہتے ہیں تا کہ دنیا کو معلوم ہوجائے کہ دنیا میں جس طرح اور چیزیں میرے محبوب کی نسبت سے روشن اور سرفراز ہوگئیں اسی طرح نسبت مصطفےؐ سے ازواج مطہرات کا مقام بھی بلند ہوگیا۔

☆ خبردار بولنے والے میاں سنبھل کے بولنا۔

جو منہ میں آئے نہ بولتے جانا۔ یہ ازواج مصطفیؐ ہیں ان کا انتخاب میں نے کیا ہے ان کا خاوند میں چنا ہے۔ ان کے مراتب میں نے طے کیے ہیں۔ ان کو درجات میں نے عطا کیے ہے۔ اس پیغمبر سے ارشاد فرمایا ہے کہ تیری بیویاں ہیں۔ اس اَزْوَاجِکَ میں لذت خطاب کو وہی جان سکتی ہیں جن کی نسبت اس سے ہے۔ اسی طرح فلا وربّکَ کی لذت بھی وہی پا سکتا ہے جس میں رب کی نسبت ک کی طرف ہے یہ ک بھی عجیب لطائف ومعارف رکھتا ہے

دلیل نمبر ۵۔ رضائے ازواج مطہرات اور رضائے مُصطفیٰؐ

تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِکَ. (تحریم)

اے میرے محبوب آپ اپنی بیویوں کی رضا چاہتے ہیں۔

جب رسول کی منشا ان کی رضا کا حصول ہے تو امت کو بھی ان کی رضا کے لیے ان کی پیروی کرنی چاہیے۔

رضی اللّٰہ عنھم ...... میں جہاں صحابہ مرد شامل ہیں۔ اسی طرح صحابیات عورتیں بھی شامل ہیں۔ یہ کوئی اچھنبے کی بات نہ ہوئی، بلکہ خدا اصحاب رسول سے راضی اور صحاب رسول خدا سے رضی۔

گویا صحابہ نے خدا کی رضا چاہی

خدا نے صحابہ اور صحابیات کی رضا چاہی

ازواج مطہرات کو دوہری فضیلت حاصل ہے

صحابی رسول ہونے کی

اور

زوجہ رسول ہونے کی

اس لیے انہیں رضا بھی دوہری حاصل ہوگی۔

دلیل نمبر ۶۔ازواج مطہرات کے نکاح کی خدائی تصدیق

اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ (احزاب پ ۲۲)

میرے نبی ہم نے آپ کی بیویوں کو آپ کے لیے حلال کر دیا ہے۔

حضرات گرامی! ظاہر ہے کہ نکاح کے بعد بیوی مرد کے لیے حلال ہو جاتی ہے اس میں کون سی ندرت کی بات ہے۔مگر ندرت کی بات ہے۔اگر خیال کی جائے اور غور کی جائے تو یہ بہت بڑی فضلیت ازواج مطہرات کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نکاح کے بعد ان کے نکاح نامے کی خود تصدیق فرمائی ہے!

ہمارے ہاں اکثر نکاح ناموں کے جھگڑے ہین۔عدالتیں اور کچہریاں اس پر گواہ ہیں کہیں اندراج کی غلطی کہیں گواہوں کے انحراف کی غلطی اور کہیں میاں بیوی کی عدم پسند اور والدین کے عدم رضا کا تنازعہ مگر اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کے نکاح کی تمام تر ذمہ داری خود قبول فرمائی اور فرمایا کہ میرے رجسٹر میں تیرا نکاح درج ہو گیا ہے۔اب یہ آپ کی بیویاں ہیں اور آپ ان کے خاوند ہیں۔سبحان اللہ

خطیب کہتا ہے

اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا اس پر جھگڑا ہو گا

بدباطن ازواج مطہرات کے تقدس پر جرح کریں گے

سیاہ رو ازواج مطہرات کو دائرہ تطہیر سے خارج کریں گے

اس لیے

اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کے نکاح کی ذمہ داری خود قبول فرماتے ہوئے اعلان کر دیا۔

اِنَّا اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ

جِسے ازواج مطہرات پر اعتراض ہو۔وہ اللہ سے جھگڑا کرے پھر مزا چکھے کہ کس طرح اس کا منہ کالا ہوتا ہے

اور

ازواج مطہرات کا بول بالا ہوتا ہے

دلیل نمبر ۷۔ازواج مطہرات کو دائمی رضا کا خدائی تمغہ

☆ حضرات گرامی! جب آپ نے قرآن کے جامع اور نا قابل تردید ارشادات سے سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو اس قدر فضائل اور مناقب سے سرفراز فرمایا ہے تو اب میں آپ کو ایک ایسے نئے مثالی اعزاز اور لازوال تمغے سے متعارف کراتا ہوں۔ جو ازواج النبی کو سرکار دو عالم ﷺ کی ازواج ہونے کی حیثیت سے اور رات دن انہوں نے دین اور سرکار دو عالم ﷺ کی جو خدمت کی اس کی وجہ سے ایک اعزاز سے نوازا جو انہیں کا حصہ ہے اور اس شرف میں ان کا کوئی شریک و ہمنوا نہیں ہے۔ سبحان اللہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے نبی

لَایَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْ م بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ

(احزاب پ ۲۲)

یعنی اے نبی اب آئندہ ان ازواج کے سوا کوئی عورت آپ کے لیے حلال نہیں۔ نہ ان ازواج میں سے طلاق دے کر آپ اس کے بدلہ میں کسی اور عورت کو اپنی بیوی بنا سکتے ہیں۔

اب دنیا اور آخرت میں یہی ازواج آپ کی رفیقہ حیات رہیں گی! سبحان اللہ

خطیب کہتا ہے

☆ خاوند کے پاس جو خصوصی اختیار ہوتا ہے اسے شرعی طور سے طلاق کہا جاتا ہے جب کوئی خاوند محسوس کرے کہ میری بیوی کا کردار درست نہیں! یا اس کی روش ناپسندیدہ ہے یا خاوند کی اطاعت میں نا معقول رویہ اختیار کر لیا ہے تو خاوند کو اسلام نے طلاق کا حق دیا ہے۔ وہ عورت کو طلاق دے کر اپنے سے جُدا کر سکتا ہے۔

☆ مگر میں قربان جاؤں امہات المومنین کے مرتبے اور مقام پر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی خدمات کے پیش نظر اپنے رسول کو حکم دے دیا کہ آپ ان کو نہ تو طلاق دے سکتے ہیں اور نہ انہیں دامن نبوت سے جُدا کر سکتے ہیں اور نہ ہی اب ان کی موجودگی میں کسی اور عورت سے نکاح کر سکتے ہیں۔

کیوں؟ اس لیے کہ ازواج مطہرات اس قدر پا کیزہ بے مثال اور مطہرۃ ومقدسہ بن چکی ہیں کہ نبوت کی تربیت خاصہ کی خصوصی جھلک ان میں پائی جاتی ہے۔

اختیار واپس لے لیا

☆ ازواج مطہرات کو طلاق کا اختیار نبی سے واپس لے لیا۔

☆ موجود ازواج مطہرات کی موجودگی میں نکاح کا اختیار بھی واپس لے لیا۔

☆ موجود ازواج مطہرات تاحیات رفیقہ حیات رہیں گی۔

☆ اِسی طرح ان کے بعد اب کوئی آپ کے عقد میں زوجہ نہیں آسکتی......سبحان اللہ

☆ مختار کل کا مسئلہ بھی حل ہوگیا کہ سرکار دوعالم ازواج مطہرات کو طلاق بھی نہیں دے سکتے اوران کی موجودگی میں کوئی نکاح بھی نہیں کر سکتے۔

☆ معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات میں وہ تمام کمالات وہ تمام خوبیاں وہ تمام محاسن بدرجہ اتم موجود ہیں جو سرکار دوعالم ﷺ جیسے کامل اکمل پیغمبر کی ازواج مطہرات میں ہونے چاہئیں۔

☆ پیغمبر کی وفات شریفہ کے بعد ان سے کوئی نکاح نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا. (پ ۲۲ سورہ احزاب)

اور نہیں نکاح کر سکتے پیغمبر کی بیویوں سے ان کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔

ازواج مطہرات رسول کے گستاخ ملعون ومنافق ہیں

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

اگر اب بھی منافق باز نہ آئے تو (یعنی ازواج مطہرات کے خلاف پروپیگنڈا کرنے سے) اور جن کے دلوں میں کھوٹ ہے۔

حضرات گرامی! معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات کے خلاف سازش کرنا اوران کی بارگاہ میں گستاخی کرنا اور ان کے خلاف گستاخانہ زبان استعمال کرنا منافقت ہے۔ایسے لوگ بارگاہِ خداوندی میں سزا کے مستحق ہیں۔

خطیب کہتا ہے

☆ اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کے گستاخوں کو مریض قرار دیا ہے۔

☆ ان کو بغض امہات المومنین کی مرض ہے

☆ ان کو عائشہ صدیقہؓ کا بغض کھا گیا ہے

☆ بظاہر امہات المومنین میں مبتلا مریض دور سے پہچانا جاتا ہے۔ چہرے پر سیاہی اور مریض کی علامتیں۔

☆ مریض بغض امہات المومنین کے قریب بیٹھیں تو ایک خاص قسم کی بدبو اس کے جسم سے اٹھتی ہے جو اس کے مریض کی تشخیص کرتی ہے۔

☆ یہ مریض لباس میں۔ چہرے مہرے میں۔ گفتار و کردار میں۔ معاشرے میں ایک الگ تھلگ تشخیص رکھتا۔

وَامۡتَازُوا الۡیَوۡمَ اَیُّھَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ

تصویر............اور نقشہ

اعاذنا اللّٰہ تعالیٰ

دلیل نمبر ۸۔ درود شریف میں ازواج مطہرات کا حِصّہ

حضرات گرامی! آپ جب درود شریف پڑھتے ہیں تو آپ نے کبھی یہ معلوم کرنے کی ضرورت محسوس کی ہے کہ درود شریف میں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡد.

درود شریف میں اٰلِ محمد کے الفاظ کا اوّلین مصداق ازواج مطہرات ہیں اس لیے دنیا کے جس خطے میں درود شریف پڑھا جائے گا۔ اس میں اٰلِ محمد کا مصداق ازواج مطہرات ہوں گے جس کی وجہ سے پہلے پہلے برکات اور رحمتوں کی بارش ان پر ہوگی اور اس کے بعد اس میں شامل تمام اولاد رسول اور اٰلِ رسول شامل ہوں گے!

اٰلِ رسول سے مراد

حضرت العلامہ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری رحمہ اللہ درود شریف پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

و قد اطلق صلعم علٰی ازواجہٖ اٰلِ محمّد کما فی حدیث عائشۃؓ ما شبع اٰل محمّدٍ من خبزٍ و ادام ثلٰثۃ ایّام. فتح الباری

شرح بخاری مصر جلد اول ص ۴۴۷

اٰلِ سے مراد ازواج مطہرات ہیں

فطاف باٰل رسول اللہ ﷺ نساء کثیرٌ یشکون ازواجھنّ فقال النّبی ﷺ لقد طاف باٰل محمّدٍ نساءٌ کثیرٌ یشکون ازواجھنّ لیس اُولٰیک بخیار کم. (ابن ماجہ کتاب النکاح)

بہت سی عورتیں اٰلِ رسول (یعنی ازواج رسول کے پاس جمع ہوئیں اور اپنے خاوند کی شکایت کرنے لگیں۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو تنبیہ فرمائی اور فرمایا کہ میری گھر والیوں (اٰلِ رسول) کے پاس بہت سی عورتیں اپنے خاوند کی زیادتی کی شکایت کررہی ہیں۔یاد رکھو، اپنی بیویوں کو ستانے والے لوگ اچھے نہیں ہوتے۔

حضرت عائشہؓ کا ارشاد کہ ہم اٰلِ محمدؐ ہیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے مدینہ منورہ کے حالات بیان کرتے ہو ارشاد فرماتی ہیں کہ

انّا کنّا اٰل محمّد لنمکث شہراً ما تستوقد بنارٍ ان ھو الّا التّمر والماء (مسلم شریف)

ہم اٰلِ محمدؐ (ازواج مطہرات) کا یہ حال تھا کہ مہینہ بھر تک ہمارے گھروں میں چولہے نہیں جلتے تھے۔ہم صرف کھجور اور پانی پر گزارا کیا کرتے تھے!

حضرات گرامی !ان احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ دور رسالت میں الِ رسول کا اولین مصداق ازواج مطہرات سمجھا جاتا تھا۔اہل سنت والجماعۃ کا مسلک ہے کہ جس طرح آل رسول میں ازواج مطہرات کومراد لیا جاتا ہے اسی طرح آل رسول سے اولاد رسول بیٹے بیٹیاں تمام شامل ہیں ۔ بلکہ آل رسول میں اہل بیت نبی کے ساتھ ساتھ اصحاب رسول کو بھی مراد لیا جاسکتا ہے اس لیے آلِ محمد سے چند حضرات کومراد لینا اور چند کو چھوڑ دینا قرآن وحدیث ولغت اور مراد رسول سے بے انصافی ہے۔

خطیب کہتا ہے

آلِ محمدؐ..........تمام ازواج مطہرات ہیں

آلِ محمدؐ..........تمام بنات رسول ہیں

آلِ محمدؐ..........تمام ابنائے رسول ہیں

آلِ محمدؐ..........تمام اہل بیت رسول ہیں

آلِ محمدؐ..........تمام اصحاب رسول ہیں

اس تفصیل کا خلاصہ یہ ہے۔

آلِ رسول کا مصداق کامل اور محور اکمل ازواج رسول ہیں۔

☆ دورد جب تک پڑھا جائے گا......امہات المومنین اس کا اولین مصداق ہوں گی۔

☆ آلِ ابرہیم سے مراد بھی ابراہیم علیہ اسلام کی زوجہ محترمہ تھیں!

☆ اس لیے درود شریف میں جب تک آلِ محمدؐ کا لفظ شامل رہے گا۔ازواج مطہرات کی عظمتوں کا پھریرا چاردانگ عالم لہراتا رہے گا۔

ازواج مطہرات کی شان میں حضرات امام شافعیؒ کا قصیدہ

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ جو دنیائے علم وفقہ میں ایک ممتاز اور منفرد مقام رکھتے ہیں وہ ازواج مطہرات کی شان میں رطب اللسان ہیں اور نہایت والہانہ انداز میں عرض کرتے ہیں کہ

یــا اهــل بیــت رسـول اللّٰـه حبّـکـم

فـرضٌ مـن الـلّٰـه فـی الـقـرآن انـزلـهٗ

کـفـاکـم مـن عـظـیـم الـقـدر انّـکـم

مـن لـم یـصـلّ عـلـیـکـم لا صـلـوٰۃ لـهٗ

اے اللہ کے رسول کی ازواج مطہرات تمہاری عظمت وشان کا کیا کہنا کہ اللہ رب العزّت نے قرآن مجید میں تمہاری شان بیان فرمائی اور تمہاری محبت فرض قرار دی۔تمہاری جلالت شان کے لیے یہی کافی ہے کہ جس نے تم پر درود نہ پڑھا اس کی نماز نہ ہوئی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

حضرات گرامی ! میں نے قرآن وحدیث کے دلائل قاہرہ اور براہین قاطعہ سے ازواج مطہرات امہات المومنین صلاۃ اللہ وسلامہ علیہن کے فضائل اور درجات بیان کیے ہیں جن کی روشنی میں ان کا عظیم اور بے مثال درجات ومناقب کا حامل ہونا ثابت ہوتا ہے۔میری دعا ہے کہ رب العالمین اس کوشش کو قبول فرمائے اور قیامت کے دن امہات المومنین کی برکات وانورات سے میری اور میری اولاد واحباب کی جھولیاں بھر دے اور خصوصی مغفرت اور رحمت سے سرفراز فرمائے۔!

و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

صدیق اکبرؓ قرآن وحدیث کی روشنی میں

فضائل صدیق اکبرؓ پر قرآن وحدیث کی شہادتیں

نَحۡمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡم. بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَالَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰى . وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى . وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالۡاُنۡثٰٓى . اِنَّ سَعۡيَكُمۡ لَشَتّٰى . فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰى وَاتَّقٰى . وَصَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰى . فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡيُسۡرٰى . وَاَمَّا مَنۡ بَخِلَ وَاسۡتَغۡنٰى . وَكَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰى . فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡعُسۡرٰى . وَمَا يُغۡنِىۡ عَنۡهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى . اِنَّ عَلَيۡنَا لَلۡهُدٰى . وَاِنَّ لَنَا لَلۡاٰخِرَةَ وَالۡاُوۡلٰى . فَاَنۡذَرۡتُكُمۡ نَارًا تَلَظّٰى . لَا يَصۡلٰهَاۤ اِلَّا الۡاَشۡقَى . الَّذِىۡ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى . وَسَيُجَنَّبُهَا الۡاَتۡقَى . الَّذِىۡ يُؤۡتِىۡ مَا لَهٗ يَتَزَكّٰى . وَمَا لِاَحَدٍ عِنۡدَهٗ مِنۡ نِّعۡمَةٍ تُجۡزٰٓى . اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ رَبِّهِ الۡاَعۡلٰى وَلَسَوۡفَ يَرۡضٰى.

ترجمہ قسم ہے: رات کی جب ڈھانک لے اور دن کی جب روشن ہو! اور مادہ پیدا کرنے کی۔ ضرور تمہاری کوشش قسم قسم کی ہے جس نے دیا اور پرہیز گار رہا۔ اب سچ مانا اچھی بات کو تو اس کو آہستہ آہستہ آسانی سے پہنچائیں گے!

اور سب سے زیادہ پرہیز گار جہنم سے بچایا جائے گا جو دیتا ہے اپنا مال تزکیہ باطن کے لیے اور نہیں اس پر کسی کا احسان جس کا بدلہ دیا جائے۔ مگر اپنے رب اعلیٰ کی خوشنودی کے واسطے دیتا ہے! اور وہ ضرور آئندہ خوش ہوگا۔

حضرات گرامی! میری آج کی تقریر کا موضوع امیر المومنین سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب پر مشتمل ہوگا۔ افضل الناس بعد الانبیاء سیّدنا صدیق اکبرؓ رضی اللہ عنہ کے فضائل

ومناقب پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو آپ کے مناقب کو تین نکات پر تقسیم کیا جا سکتا ہے میں بھی انشاء اللہ آپ کی خدمت میں سیدنا صدیق اکبرؓ کے فضائل اسی ترتیب سے عرض کرنے کی کوشش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے شرح صدر سے بیان کرنے کی توفیق نصیب فرمائے!

فضائل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے وقت ان تین نکات کو سامنے رکھنا ہوگا۔

☆ فضائل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کی نظر میں۔

☆ فضائل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث کی نظر میں۔

☆ فضائل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یارانِ رسول کی نظر میں۔

حضرات گرامی! سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر باعظمت شخصیت ہیں کہ قرآن مجید ان کی شان اقدس میں رطب اللسان ہے قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس لیے بلا مبالغہ بلا خوف تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان اور عظمت کو بیان فرما رہے ہیں چنانچہ شروع میں جو آیت کریمہ میں نے آپ حضرات کے سامنے تلاوت فرمائی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان القابات سے سرفراز فرمایا ہے

۱. وَسَيُجَنَّبُهَا جہنم سے محفوظ

۲. الْاَتْقَى سب سے زیادہ پرہیزگار

۳. الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى . اپنا مال اللہ کی راہ میں صرف اس لیے خرچ کیا تا کہ ...... پاک ہو!

۴. وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰى . وہ کسی کے احسان کا زیر بار نہیں۔

۵. اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى . اس کا مقصد محض اور محض خدا کی رضا تھا

۶. وَ لَسَوْفَ يَرْضٰى. قیامت میں اس کو راضی کر دیا جائے گا!

خطیب کہتا ہے

فضائل صدیق پر خدا کی خطبہ

اگران آیات کوسیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل پر خداوند قدوس کا خطبہ کہہ دیا جائے، تو کوئی مبالغہ نہیں ہوگا۔ بلکہ اس حقیقت کا بیان ہوگا۔ جوخود خالق کائنات نے اپنی زبان مبارک سے سیّدنا صدیق اکبر کے سلسلہ عظمت ورفعت میں بیان فرمائی ہے!

☆ حضرات مفسرین فرماتے ہیں کہ شان نزول سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل مراد اس لفظ اتقی سے صدیق اکبرؓ ہیں۔ابن ابی حاتم نے حضرت عروہؓ سے روایت کیا ہے کہ سات مسلمان ایسے تھے۔جن کو کفار مکہ ّنے اپنا غلام بنایا ہوا تھا وہ جب مسلمان ہوگئے تو ان کو طرح طرح کی ایذائیں دیتے تھے! حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنا بڑا مال خرچ کر کے ان کو کفار سے خرید کر کے آزاد کر دیا تھا ۔اس پر آیت نازل ہوئی۔

(مظہری)

☆ مستدرک حاکم میں حضرت زبیر سے منقول ہے کہ صدیق اکبرؓ کی یہ عادت بھی تھی کہ جس مسلمان کو کفار کے ہاتھ میں قیدی دیکھتے تھے اس کو خرید کر آزاد کر دیتے تھے اور یہ لوگ عموماً ضعفاء ہوتے تھے۔صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ابی قحافہ نے ان سے فرمایا کہ جب تم غلاموں کو آزاد کرتے ہوں تو اتنا کام کرلو کہ ایسے غلاموں کو آزاد کیا کرو جو قوی اور بہادر ہوں تا کہ کل تمہارے دشمنوں کا مقابلہ اور تمہاری حفاظت کرسکیں۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا مقصد ان آزاد کردہ غلاموں سے کوئی فائدہ اٹھانا نہیں، بلکہ میں تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے ایسا کرتا ہوں (مظہری معارف القرآن)

☆ وَ لَسَوفَ یَرضٰی...... یعنی جس شخص نے اپنا مال خرچ کرنے میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کو دیکھا۔اپنا کوئی ذاتی مفاد سامنے نہیں رکھا، تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو آخرت میں راضی کر دیں گے! جنت کی دائمی نعمتوں سے مالا مال کر دیں! شانِ نزول کے واقعے سے ان آیات کا صدیق اکبرؓ کی شان میں نازل ہونا ثابت ہے اس لیے یہ آخری کلمہ صدیق اکبرؓ کے لیے ایک عظیم خوشخبری اوراعزاز ہے کہ دنیا میں ہی آخرت کا تمغہ اور رضا کا ایسا سرٹیفکیٹ دے دیا گیا جو ان کا خصوصی اعزاز

ہوگا۔

☆ وَ لَسَوفَ یَرضٰی......

☆ امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ وَسَیُجَنَّبُھَا الْاَتْقٰی آیت میں جمہور امت کا اس پر اجماع ہے کہ اس میں اَتْقٰی سے مراد حضرت صدیق اکبرؓ ہیں اور یہ آیت کریمہ حضرت صدیق اکبرؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

☆ اس مقام پر ارشاد ربانی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اَتْقٰی ہیں

☆ دوسری آیت کریمہ میں ہے کہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقَاکُمْ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بے شک زیادہ مقرب وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔

منطقی نتیجہ نکلا

اَبُوْ بَکر اتقاکم

وکل اتقکم اکرمکم

فابو بکرٍ اکرمکم

☆ ابوبکر سب زیادہ پرہیز گار ہیں سب زیادہ پرہیز گار، سب سے زیادہ بزرگ ہے لہذا ابوبکر سب سے زیادہ بزرگ ہیں۔

☆ وَ لَسَوفَ یَرضٰی...... سورہ والضحیٰ میں سرکار دوعالم ﷺ سے ولسوف یعطیک ربک فترضی......کا وعدہ ہے!

دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ولسوف یعطیک ربک فترضی...... صدیق اکبرؓ کے لیے بھی ہے۔

وَ لَسَوفَ یَرضٰی......

رضائے مصطفیٰ بھی مطلوب خدا

رضائے صدیقؓ بھی مطلوب خدا

حضورؐ محبوب خدا ہیں

صدیقؓ محبوب مصطفیٰ ہیں

صدیق اکبرؓ کے لیے رضائے خدا

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

یا ابابکر اعطاک اللّٰہ الرّضوان الاکبر قال وما رضوانہٗ الاکبر قال انّ اللّٰہ یتجلّٰی للخلق عامّۃً و تجلّٰی لک خاصّۃً

اے ابوبکر اللہ نے تم کو سب سے بڑی خوشنودی سے سربلند فرمایا۔

عرض کیا! یا رسول اللہ؟ سب سے بڑی خوشنودی اللہ تعالیٰ کی کیا ہے۔فرمایا اللہ تعالیٰ مخلوق کے واسطے تجلی عام فرمائے گا اور تمہارے واسطے تجلی خاص۔

☆ انعام ربانی خصوصی تحفہ صدیق رضی اللہ عنہ کو دیدار الٰہی کی شکل میں عنایت فرمایا جائے گا ....سبحان اللہ

معلوم ہوا یاری پختہ ہے
صدیقؓ کو رضا الٰہی مقصود
خدا کو رضائے صدیق محبوب
کیوں نہ ہو،صدیق اکبرؓ نے بھی تو کمال کر دی۔
☆ خدا کے راستے میں گھر لٹا دیا۔
خدا کے راستے میں در لٹا دیا

عظمت صدیق پر قرآن کی دوسری شہادت

اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ثَانِىَ اثۡنَيۡنِ اِذۡ هُمَا فِى الۡغَارِ اِذۡ يَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا . (پ ۱۰ سورہ توبہ)

ترجمہ :اگر رسول کی مدد نہیں کرتے ہو(کچھ پرواہ نہیں)اللہ نے اس کی مدد اس وقت کی۔جب کافروں نے ان کو نکال دیا اور وہ دو میں کے ایک تھے!جب دونوں غار میں تھے جس وقت اپنے دوست سے کہتے تھے۔مغموم نہ ہو خدا تمہارے ساتھ ہے۔

☆ اس آیت کریمہ میں سرکار دو عالم ﷺ کی ہجرت کے تاریخی واقعہ کا ذکر ہے جس میں سفر ہجرت میں ان اعزازات کا تذکرہ ہے جو خصوصی طور پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے گئے!

☆ ......**ثَانِیَ اثْنَیْنِ**

☆ ......**اِذْهُمَا فِی الْغَارِ**

☆ ......**اِذْیَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ**

☆ ......**لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا**

خطیب کہتا ہے

☆ ثانی اثنین

☆ دو کا دوسرا

☆ فاران پر اول نبی تو دوسرا صدیق

☆ میدان میں اول نبیؐ تو دوسرا صدیقؓ

☆ میدان تبلیغ میں اول نبیؐ تو دوسرا صدیقؓ

☆ میدان تصدیق میں اول نبیؐ تو دوسرا صدیقؓ

☆ مکہّ کی گلیوں میں اول نبیؐ تو دوسرا صدیقؓ

☆ قرآن کی مہکتی ہوئی کلیوں میں اول نبیؐ تو دوسرا صدیقؓ

☆ بدر میں اول نبیؐ تو دوسرا صدیقؓ

☆ سفر میں اول نبیؐ تو دوسرا صدیقؓ

☆ حضر میں اول نبیؐ تو دوسرا صدیقؓ

☆ کردار میں اول نبیؐ تو دوسرا صدیقؓ

☆ اعتبار میں اول نبیؐ تو دوسرا صدیقؓ

☆ مزار میں اول نبیؐ تو دوسرا صدیقؓ

☆ اب ذرا......غور سے سنیں......لائن تبدل ہوگئی

☆ ہر مقام میں اول نبیؐ تو دوسرا صدیقؓ

☆ مگر غار میں اول صدیق اور دوسرا نبیؐ

کیوں؟ لائن بدل لی...... ایسا کیوں ہوا؟

خطیب کہتا ہے کہ جہاں سکھ کا مقام تھا۔ آرام اور آشتی کا مقام تھا۔ وہاں اوّل نبیؐ اور ثانی صدیقؓ!

اور جہاں محبوب پر دکھ کا مقام آیا۔ وہاں اول صدیقؓ گیا اور پھر حضورؐ گئے۔

حضورؐ کی معراج...... معراج کی رات ہوئی

صدیقؓ کی معراج...... ہجرت کی رات ہوئی

سبحان اللہ

تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا

میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

...................................ثَانِیَ اثْنَیْن

☆ **اِذْهُمَا فی الغَارِ**

☆ دوسرا اعزاز اس آیت کریمہ میں صدیق اکبرؓ کو

رفاقت غار کا دیا گیا

سیادت غار کا دیا گیا

غار کا ساتھی

خلوت کا ساتھی

جلوت کا ساتھی

یار غار...... ایسا محاورہ بن گیا۔ اب جب بھی کسی معتمد ترین ساتھی وفادار ساتھی۔ جان دینے والے ساتھی...... مر مٹنے والے ساتھی کی محبتوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ فلاں تو میرا یار غار ہے!

صدیق اکبرؓ کی پیغمبر سے وفائیں

خدا کو اس قدر پسند آئیں کہ ان کی محبتوں اور وفاؤں کی صدائیں محبت کی دنیا میں وفا کی دنیا میں۔ یار غار کے جُملہ سے گونج اٹھیں۔

صدیق یار رسولؐ بھی ہیں

صدیق یار مزار رسولؐ بھی ہیں

کیا خوب کہا گیا ہے

و ثانی اثنین اذھما فی الغار المنیف و قد

طاف العدوّ بہٖ اذ صعد الجبلا

و کان حبّ رسول اللّٰہ قد علموا

من البریّۃ لم یعدل بہٖ رجلاً

دو میں دوسرا تھا جب بلند غار میں پہنچتے۔

دشمنوں نے بہت چکر لگائے جب وہ پہاڑی پر چڑھا۔

وہ رسول اللہ کا محبوب ہے تمام دنیا کو معلوم ہے کہ اس کو ہمسر کوئی نہیں ہوگا۔

☆ صدیق غار میں پہلے گیا۔ حضورؐ بعد میں آئے

☆ معلوم ہوا صدیقؓ دل میں جائے گا تو حضورؐ کی محبت رنگ لائے گی۔

☆ جیسے غار میں حضورؐ اور صدیق اکھٹے

ایسے ہی مزار میں نبیؐ و صدیق اکھٹے

☆ نہ ہی کافر غار سے ان دونوں کو جدا کر سکے۔

☆ نہ ہی کافر مزار سے ان دونوں کو جدا کر سکے۔

☆ امام اہل سنت حضرت مولانا سیّد نور الحسن شاہ صاحب بخاری (قدس سرہ) نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

صدیقؓ یار و یاور محبوب کردگار

اور صاحب رسول ہیں فی الغار والمنار

صدیق پیشتر ہوئے داخل جو غار میں

یہ ہے دلیل قیم و برہان آشکار

صدیق جب تلک نہ کسی دل میں آئیں گے

اس دل میں نہ آئیں گے نبوّت کے تاجدار

☆ **اِذْیَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ**

☆ اس میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو صاحب رسول فرمایا گیا رسول کا ساتھی نبیؐ کا ساتھی۔ یہ ایسا فضل وکمال ہے۔ یہ ایسا بے مثال شرف واعزاز ہے جو صرف اور صرف صدیق اکبرؓ کے حصے میں آیا ہے۔

☆ **لَا تَحْزَنْ** ......غم نہ کھا

یہ غم کس کا تھا...... یہ غم کس کے لیے تھا

آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ غم صدیق اکبرؓ کو اپنا نہ تھا۔ بلکہ یہ غم اپنے محبوب کا تھا۔ یہ غم اللہ کے رسول کا تھا۔ یہ غم محبوب کبریا کا تھا کہ کہیں کفار ومشرکین اللہ کے رسول کو کوئی گزند نہ پہنچا دیں۔ کوئی تکلیف نہ پہنچا دیں۔ کسی طرح کوئی نقصان نہ پہنچا پائیں دیں۔

کافر نے صدیق کے غم کو آج تک نہیں پہچانا لیکن اللہ نے اسی وقت غم کو جانا اور پہنچانا اور فوراً اس کی تلافی کی کہ

لَا تَحْزَنْ ......اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا

☆ سرکار دوعالم ﷺ نے صدیق اکبرؓ کے غم کو پہچان کر تسلی دی اور فرمایا...... **لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا**

☆ غار کے منہ کو دیکھ کر اپنے محبوب ،محبوب خدا ﷺ کے فکر میں یار غار حضرت صدیق اکبرؓ کا قلب اقدس محزون ومغموم ہوا قلب کے اس حزن واضطراب غم واندوہ کے اثرات جب آنکھ سے ظاہر ہوئے ۔چشم اشکبار ہوئی ،تو جس ذات پاک کے غم میں صدیق اکبرؓ بے قرار ہوئے تھے

تڑپ رہے تھے اس سے یہ درو یہ تڑپ یہ حزن واضطراب دیکھا نہ گیا۔آپ نے فوراً اپنے غم میں تڑپنے والے صدیق سے فرمایا کہ

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا

☆ صدیقؓ کی شان کی دیکھئے۔

☆ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کا حزن ہے۔

☆ ام موسیٰ کو حضرت موسی علیہ السلام کا حزن ہے

اور

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو محمد مصطفیٰ ﷺ کا حزن ہے۔

سبحان اللہ

☆ اپنی فکر نہیں فکر ہے تو محبوب کبریا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی!

ے دل گیا تو رونق حیات گئی
تم گئے تو ساری کائنات گئی

☆ **اِنّ اللّٰہ مَعَنَا**......

☆ ایک معیت عامہ ہوئی ہے

☆ ایک معیت خاصہ ہوئی ہے

☆ ایک معیت خاصۃ الخاصہ ہے

اِنّ اللّٰہ مَعَنَا...... معیت عامہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کے ساتھ ہے جیسے ارشاد ہے

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ. (پ۲۷ سورہ جدید)

ترجمہ: تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی معیت عامہ ہے اللہ تعالیٰ اپنے علم و بصر سمع کے اعتبار سے سب کے ساتھ ہے!

☆ معیت خاصہ کی مثالیں ان ارشادات ربانی میں دیکھا جاسکتی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو فرمایا

قَالَ لَاتَخَافَآاِنَّنِیْ مَعَکُمَااَسْمَعُ وَاَرٰی. (سورہ طٰہٰ)

ترجمہ: تم دونوں خوف نہ کھاؤ بالیقین میں تمہارے ساتھ ہوں، سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہوں۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ. (پ ۱۴)

بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جو پرہیزگار اور نیک کردار ہیں۔

ان دونوں مقامات پر اللہ تعالیٰ کی معیت خاصہ کا ذکر ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہ السلام کو حاصل ہے۔

☆اِنّ اللّٰہ مَعَنَا...... مع اس میں معیت خاصۃ الخاصہ کا ذکر ہے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہے۔اس میں سرکار دوعالم ﷺ کے رفیق سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔جو عظمت صدیق اکبرؓ کا شاہکار ہے کسی کو کوئی مثال نہیں ملتی اور جب تک خدا کا قرآن دھرتی پر موجود ہے۔مساجد میں مدارس میں علماء وقراء کی زبان پر تمغات صدیقی کی تلاوت جاری ہے۔سبحان اللہ اور عظمت صدیق اکبرؓ کا ڈنکا تمام کائنات میں بجتا رہے گا۔

عظمت صدیقؓ پر قرآن کی تیسری شہادت

لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ م بَعْدُ وَقَاتِلُوا.

ترجمہ: نہیں برابر ہو سکتے ان لوگوں کے جنہوں نے اللہ کے راستہ میں خرچ کیا۔فتح سے پہلے جہاد کیا۔وہ لوگ جنہوں نے فتح کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا۔

ان کا درجہ اللہ کے ہاں بہت بڑا ہے۔

☆ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا۔

☆ فتح مکہ سے پہلے ایمان لانے والے اور جہاد کرنے والے

☆ فتح مکہ کے پہلے ایمان لانے والے اور جہاد کرنے والے

ان دونوں سے ان اصحاب وافراد کو منصب اور درجے کے اعتبار سے بلند قرار دیا ہے جو فتح

مکہ سے پہلے ایمان لائے اور جہاد کرتے رہے!

☆ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تو اس دور کے رفیق رسول ہیں جب ابھی نبی تنہا تھے اور پہلا مصدّق رسول بن کر صدیق اکبرؓ آئے اس لیے ان کا مرتبہ اور مقام تمام اصحاب رسول سے بڑا ہوگا عظیم ہوگا۔

نبّوت کا خراج تحسین

سرکار دو عالم ﷺ نے اسی لیے حضرت ابوبکر صدیق اللہ عنہ کی تحسین فرمائی ہے اور انہیں زبرست نبّوت کا معین اور جانثار ساتھی قرار دیا ہے چنانچہ سرکار دو عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ

ما دعوت احدًا الی الاسلام الّا کانت لہٗ تردّدٌ و نظرٌ الّا ابا بکرٍ.

(ابن اسحاق)

☆ میں نے جس کو اسلام کی دعوت دی اس نے اس میں ایک تردّد اور کراہت پائی سوائے ابوبکر کے میں نے جب اسے اسلام کی دعوت دی اس نے بلا تردّد اسلام کی دعوت کو قبول کر لیا۔

ایک اور مقام پر ارشاد نبوت ہے کہ

ھل انتم تارکون لی صاحبی و انّی قلت ایّھا النّاس انّی رسول اللّٰہ الیکم جمیعاً فقلتم کذبت و قال ابو بکرٍ صدقت. **(بخاری)**

کیا تم میرے دوست کو میری خاطر ستانا چھوڑ دو گے میں نے کہا کہ اے لوگو میں تم سب کے پاس اللہ کی طرف سے رسول بن کر آیا ہوں۔ تم نے کہا جھوٹ ہے ابوبکرؓ نے کہا کہ سچ ہے

سرکار دو عالم ﷺ نے فضائل صدیق اکبرؓ پر مہر تصدیق ثبت فرما دی اور صدیق اکبرؓ کا اس وقت کا ساتھی قرار دیا۔ جب دکھ تھے۔ صدمات کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے اور مخالفت کے طوفان برپا تھے پورا مکہ اللہ کے رسول کی راہ میں کانٹے بچھا رہا تھا ایسے میں جس شخص نے جس بہادری اور جرات سے سرکار دو عالم ﷺ کا ساتھ دیا وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں جن کی یہی ادائیں پیغمبر کے دل پر ثبت ہوگئیں اور آپ انہیں زندگی بھر نہ بھلا سکے! صدیق اکبرؓ نے اپنی انہی اداؤں اور وفاؤں سے رضائے مصطفےٰ حاصل کی۔

ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یّشاء

عظمت صدیقؓ پر قرآن کی چوتھی شہادت

وَ الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ. (سورہ زمر)

ترجمہ: (جو پیغمبر) سچ لایا اور (جس ابوبکر) نے اس کی صدیق کی، یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔

☆ اس آیت کریمہ میں صدق لانے والے سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی مراد ہے اور تصدیق کرنے والے سے مراد صدیق اکبرؓ ہیں، جس سے معلوم ہوا کہ نبوت کی آواز پر لبیک کہہ کر صدیق اکبرؓ نے صدیق کا لقب حاصل کرلیا۔ اگر صَدَّقَ بِہٖ کا مفہوم عام لیا جائے۔ تب بھی صدیق اکبرؓ کا نمبر اول آتا ہے کیونکہ قرآن اور اسلام اور رسالت کا اولین مصدق حضرت صدیق اکبرؓ ہی ہیں۔ سبحان اللہ۔ صدیق رسالت کا اولین تمغہ لے گئے اس لیے تمام کائنات کی زبانوں پر آپ کا لقب صدیق اکبرؓ عام ہوگیا۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے

سر روشن دلاں صدیق اعظم

کہ شُد اقلیم تصدیق اش مسلّم

زمہرش روز دیں را روشنائی

بدو اہل یقیں را آشنائی

مفہوم ترجمہ: روشن کے دلوں کے صدیق اکبرؓ سردار ہیں

اس کی تصدیق کی بادشاہی تسلیم کی جاچکی ہے

اس کے چاند سے دین روشن ہے

اہل یقین اس کے ساتھ قلب وجگر سے آشنا رکھتے ہیں

عظمت صدیق پر قرآن کی پانچویں شہادت

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی

سوجس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کو سچا سمجھا۔

قرآن مقدس نے سعی وعمل کے اعتبار سے انسانوں کے دو گروہ بتلائے اور دونوں کے تین تین اوصاف بیان فرمائے۔

پہلا گروہ کامیاب لوگوں کا ہے۔ان کے تین عمل یہ ہیں

ا۔جس نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔

۲۔اللہ سے ڈر کر زندگی کے ہر شعبہ میں اس کے احکام کی خلاف ورزی سے بچتا رہا۔

۳۔جس نے اچھی بات کی تصدیق کی اچھی بات سے مراد کلمہ لاالٰہ الا اللہ ہے اب ان تین اوصاف کو غور سے دیکھیں تو ان کا مصداق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یقیناً ہیں اگر چہ تمام صحابہ کرام میں یہ صفات پائی جاتی ہیں۔

عظمت صدیقؓ پر قرآن کی چھٹی شہادت

هُوَالَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُهٗ لِیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا. (پ ۲۲ سورہ احزاب)

وہی ہے جو رحمت بھیجتا ہے تم پر اور اس کے فرشتے تاکہ نکالے تم کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف اور ہے ایمان والوں پر مہربان۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ جب آیت کریمہ **ان اللّٰہ وملائکته یصلون علی النبی** نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ یارسول اللہ، اللہ تعالیٰ جو فضل وکرم آپ پر فرماتا ہے اس میں ہم نیازمندوں کو بھی شریک فرماتا ہے؟ آپ کے اس سوال پر بالا آیت نازل ہوئی۔جس میں نہ صرف صدیق اکبرؓ بلکہ تمام صحابہ پر نزول رحمت کی خوش خبری سنائی۔

☆ صدیق تیرے وارے نیارے پوری اُمّت پر تیری خواہش پر آرزو پر رحمتوں کی بارش برسنا شروع ہوگئی......سبحان اللہ

حضرات گرامی! قرآن حکیم کی آیات مقدسہ سے میں نے آپ حضرات کے سامنے فضائل سیّدنا صدیق اکبرؓ کے روشن دلائل پیش کیے ہیں جن سے صدیق اکبرؓ کی صداقت دین کے لیے

تڑپ اور مال ودولت کا خرچ کرنا اور دن رات اسلام کی سر بلندی کے لیے فکر مند رہنا ثابت ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن کی روشنی سے ہمیں بھی مستفید فرمائے!

فضائل صدیق اکبرؓ احادیث کی روشنی میں

عن ابن عمر (رضی اللّٰه عنه) ان رسول اللّٰه ﷺ قال لابی بکرٍ انت صاحبی علی الحوض و صاحبی فی الغار. (ترمذی)

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر سے فرمایا کہ تو میرا حوض اور غار کا ساتھی ہے

خطیب کہتا ہے

☆ آپ کو معلوم ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے سیّدنا صدیق اکبرؓ کو حوض کا ساتھی کیوں بنایا؟

☆ حوض پر چونکہ نبی اکرم ﷺ جام کوثر تقسیم فرمائیں گے۔اس لیے صدیق اکبرؓ کو ساتھ رکھا تا کہ وہ پہنچان کر جام دیں اپنا کون ہے اور بیگانہ کون ہے۔

☆ جس طرح روضہ اطہر پر صدیق کے دشمن روضہ انور سے دور رہتے ہیں اسی طرح حوض کوثر پر صدیق کے دشمن حوض سے دور رہیں گے۔

جو دنیا میں صدیقؓ کے قریب ہوگا
وہ حوض کوثر پر بھی صدیقؓ کے قریب ہوگا
جو دنیا میں صدیقؓ سے دور ہوگا
وہ حوض پر بھی صدیقؓ سے دور ہوگا

☆ **صَاحِبِیْ فی الْغَارِ**......حوض اور غار کا کیا جوڑ ہوا
غور فرمائیں تو اس میں بھی ایک لطیف نکتہ ہے
غار میں دشمن نے صدیقؓ کو پہنچانا تھا
حوض پر دشمن کو صدیقؓ پہنچانے گا
غار میں بھی دشمن کا منہ کالا تھا۔بازار میں بھی دشمن کا منہ کالا ہے

دنیا میں صدیقؓ کا دشمن رسوا ہوا
اور عقبیٰ میں بھی صدیق کا دشمن رسوا ہوگا

سبحان اللہ

فضیلت صدیق اکبرؓ پر نبوت کی دوسری شہادت

قال رسول اللّٰہ ﷺ انّ من امنّ النّاس علیّ فی صحبتہٖ و مالہٖ ابا بکرٍ و لو کنت متّخذًا خلیلاً لا تّخذت ابا بکرٍ خلیلاً ولکن اخوّۃُ الاسلام.

(بخاری و مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جن شخصوں کو میرے اوپر صحبت اور مال میں زیادہ احسان ہے ان میں ابوبکر ہیں۔ان میں اگر میں دل کی گہرائیوں میں اتارتا تو وہ ابوبکر ہوتے لیکن اخوۃ اسلام ہے۔

خطیب کہتا ہے

☆ سرکار دوعالم ﷺ نے سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دو عظمتوں کو بیان فرمایا ہے
☆ پیغمبر کے لیے صحبت و رفافت
☆ پیغمبر کے لیے محبت و سخاوت
☆ صدیقؓ کی پیغمبر کے ساتھ رفاقت بھی لاثانی
☆ صدیقؓ کی پیغمبر کے لیے محبت و سخاوت بھی لاثانی
☆ صحبت صالح ترا صالح کند
☆ صحبت طالح ترا طالح کند

گر تو سنگ خارۂ مرمر شوی
گر بصاحب دل رسی گوہر شوی

صدیقؓ و عائشہ بازی لے گئے تیسری شہادت

عن عمرو بن العاص قال قلت یا رسول اللّٰہ ﷺ من احبّ النّاس

الیک قال عائشة قلت من الرّجال قال ابو ھا قلت ثمّ من قال عمر الخطاب. (مسلم و بخاری)

عمرو بن العاص نے کہا ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک سب آدمیوں سے زیادہ کون محبوب ہے فرمایا......عائشہ ......میں نے پھر کہامردوں میں ......فرمایا......ابوبکر......پھرعرض کی کہ ان کے بعدفرمایاعمرابن خطاب۔

خطیب کہتا ہے

فیصلہ ہوگیا

محبوب خدا کی سب سے زیادہ محبوب عائشہؓ

محبوب خداکے سب سے زیادہ محبوب ابوبکروعمرؓ

فیصلہ ہوگیا......تراز و مصطفٰے ......مرتبہ صدیقؓ وفاروق کا ......تمہارے ترازودھرے رہ گئے ۔سیّدنا عائشہ۔سیّدنا صدیق اکبرؓ جیت گئے۔

ان کی عظمتیں دنیامیں بھی لازوال

ان کی عظمتیں آخرت میں بھی لازوال

یہ رتبہ بلند ملا جس کومل گیا۔

صدیق اکبرؓ نبّوت کے وزیر کی چوتھی شہادت

قال رسول اللّٰہ ﷺ ما من نبیّ الّا ولہ وزیران من اھل السّماء و وزیران من اھل الارض فامّا وزیر ای من اھل السّماء فجبریل و میکائیل وامّا وزیرای من اھل الارض فابو بکرٍ و عمر. (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی نبی ایسانہیں جس کے دووزیرآسمان سے اوردووزیرزمین سے نہ ہوں! کہ میرے دووزیرجبرائیل ومیکائیل آسمان کے ہیں اورابوبکروعمرؓ زمین کے وزیر ہیں۔

خطیب کہتا ہے

☆ وزیراعلیٰ......اپنے وزراءکاانتخاب خودکرتا ہے

☆ دنیا کے وزراء اعلیٰ کی نظر انتخاب بہترین اور کامل ترین پر پڑتی ہے۔
تو نبی کی انتخاب بھی امت کے بہترین اور کامل ترین افراد ابوبکرؓ اور عمرؓ پر پڑی۔
☆ صدیقؓ و عمرؓ کا انتخاب
☆ نظر نبوت کا انتخاب
خبردار ان پر تنقید نہ کرنا، ان پر تنقید نبوت پر تنقید سمجھی جائے گی۔
اور ان پر اعتماد نبوت پر اعتماد سمجھا جائے گا۔

......سبحان اللہ......

صدیقؓ کا ہاتھ حضورؐ کے ہاتھ میں۔ پانچویں شہادت

انّ رسول اللّٰہ ﷺ خرج ذات یوم فدخل المسجد و ابوبکرٍ و عمر احدھما عن یمینہٖ و الاٰخر عن شمالہٖ و ھو اٰخذٌ بایدیھما وقال ھٰکذا نبعث یوم القیامۃ (ترمذی حاکم)

ایک دن سرکار دوعالم ﷺ دولت خانہ سے مسجد نبویؐ میں اس شان سے آئے کہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ آپ کے دائیں اور بائیں تھے اور آپ ان کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور فرمایا ہم اسی طرح قیامت کے دن اٹھیں گے۔

حاضرین گرامی! دیکھا آپ نے کس قدر محبت وشفقت سے سرکار دوعالم ﷺ نے ابوبکرؓ و عمرؓ کے ہاتھ پکڑ ا رکھے ہیں، کوئی مائی لال جو دستِ نبوت سے شیخین کے ہاتھوں کو چھڑا سکے، جب تک آپ اپنے دونوں رفیقوں کو جنت میں داخل نہیں فرمائیں گے۔ ان کے ہاتھ نہیں چھوڑے جائیں گے۔

☆ کیا نقشہ ہوگا جب پوری دنیا یہ نظارہ دیکھے گی کہ نبیؐ۔ صدیقؓ، عمرؓ ایک دوسرے کا ہاتھ ہاتھ میں لیے ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے ہوں گئے۔ یہ نظارہ دیکھ کر مومنین کے دل فرحت ومسرت سے منوّر ہو جائیں گے اور سیاہ بخت و تیرہ روح لوگوں کے چہرے جل بُھن جائیں گے!

نبیؐ کی مسکراہٹ اور صدیقؓ کی مسکراہٹ مِل گئی۔ چھٹی شہادت

انّ رسول اللّٰہ ﷺ کان یخرج علیٰ اصحابہٖ من المهاجرین والانصار و هم جلوسٌ فیهم ابوبکر و عمر فلا یرفع الیه احدٌ منهم بصرهٗ الّا ابوبکرٍ و عمر فانّهما کان ینظران الیه و ینظر الیهما و یتبسّمان الیه و یتبسّم الیهما (ترمذی)

سرکار دوعالم ﷺ صحابہ کرام مہاجرین وانصار کے مجمع میں تشریف لاتے تھے جن میں ابوبکرؓ وعمرؓ بھی ہوتے تھے۔ اہل جلسہ میں سے کوئی صاحب بھی آپ کی جانب نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا۔ سوائے ابوبکرؓ وعمرؓ کے یہ دونوں آپ کی جانب دیکھتے تھے اور آپ ان کی طرف دیکھتے تھے۔ یہ دونوں آپ کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے اور آپ ان دونوں کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے!

خطیب کہتا ہے

نظر نبوّت..........نظر صدیقؓ وعمر سے ملی
نظروں نظروں میں..........نظر صدیقؓ وعمرؓ سے ملی

اقبال کہتے ہیں ؎

یہ فیضان نظر تھا یا مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیلؑ کو آداب فرزندی!

☆ میں کہتا ہوں کہ یہ نظر نبوّت ہی کا فیض تھا کہ
نبی دوش صدیقؓ پر سوار ہو گئے

☆ یہ نظر نبوت کا فیض تھا کہ صدیقؓ نے مصلائے نبوت کو سنبھالا۔

☆ یہ نظر نبوت کا فیض تھا کہ صدیقؓ نے نبی کی موجوگی میں امامت کرائی۔

☆ یہ نظر نبوت کا فیض تھا کہ صدیقؓ نبوّت کی اداؤں کو سمجھتے تھے!

یہ نظر نبوت کا فیض تھا کہ صدیقؓ مصدق معراج ہوئے۔

نظر نبوّت پاور ہاؤس اس سے اکتساب فیض کرتے تھے۔

آں امن الناس بر مولائے ما
آں کلیم اوّل سینائے ما
ہمت او کشت ملت را چوں ابر
ثانی اسلام غار و بدر و قبر

حضورؐ نے شان صدیقی پر قصیدہ سُنا

قال رسول اللّٰہ ﷺ لحسّان ابن ثابتٍ ھل قلت فی ابی بکرٍ شیئاً قال نعم قال قل و انا اسمع فقال.

و ثانی اثنین اذھما فی الغار المنیف و قد
طاف العدوّ بہٖ اذ صعد الجبلا
و کان حبّ رسول اللّٰہ قد علموا
من البریّۃ لم یعدل بہٖ احدًا

فضحک رسول اللّٰہ ﷺ حتّی بدت نواجذہٗ ثمّ قال صدقت یا حسّان ھو کما قلت (حاکم)

سرکار دو عالم ﷺ نے ایک دن حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم نے ابوبکر کی شان میں کچھ کہا تو آپ نے عرض کیا کہ ہاں......آپ نے کہا کہ مجھے بھی سناؤ۔ چنانچہ حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں حضورؐ کے سامنے اشعار سنائے اور سرکار دو عالم ﷺ ان اشعار کو سن کر مسکرائے اور حضرت حسان کی تحسین فرمائی!

معلوم ہوا......صدیقؓ اکبر رضی اللہ عنہ انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے افضل ہیں اور آپ کا کوئی ہمسر نہیں ہوسکتا۔

فضائل صدیقؓ صحابہؓ کی نظر میں

قال عمر ابن الخطاب رضی اللّٰہ عنہ لابی بکرٍ یا خیر النّاس بعد رسول اللّٰہ (ترمذی)

حضرت عمر بن خطاب نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا کہ اے رسول اللہ کے بعد تمام لوگوں سے افضل۔

قال عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنہ ابو بکرٍ سیّدنا (بخاری)

حضرت عمر عنہ فرماتے ہیں کہ ابوبکرؓ ہمارے سردار ہیں۔

قال علی بن ابی طالبٍ رضی اللّٰہ عنہ خیر ھٰذا الامّۃ بعد نبیھاابو بکرٍ و عمر (امام احمد)

حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا کہ اس امت میں اس کے نبی کے بعد ابوبکرؓ وعمرؓ سب سے افضل ہیں۔

حضرات گرامی! میں نے عرض کیا تھا کہ اس تقریر میں فضائل صدیق اکبرؓ پر

☆ قرآن

☆ حدیث

اصحاب رسول ...... کے ارشادات وافکار عرض کروں گا۔ الحمد اللہ میں نے تفصیل سے ان فضائل کا تذکرہ کر دیا ہے اللہ کرے آپ کے دل ودماغ میں قرآن وسنت کے دلائل راسخ ہوجائیں اور سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صداقت اور افضلیت کا سکہ قلوب پر جم جائے اور اللہ کے ہاں اس بیان کر شرف قبولیت حاصل ہوجائے۔

وَمَا عَلَیْنَا الَّاالْبَلاَغُ الْمُبِیْن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سیّدنا فاروق اعظم کا بیان

ایمان عمر بن الخطاب کا ایمان افروز تذکرہ

نَحۡمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡم. بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قال رسول اللّٰہ ﷺ اللّٰھمّ اعزّ الاسلام بابی جھل ابن ھشامٍ او بعمر بن الخطاب　(رواہ احمدو ترمذی)

خداوندا! ابوجہل یا عمر ابن خطاب سے اسلام کو عزت وقوت عطا فرما

(مشکوٰۃ باب مناقب عمرؓ)

☆ حضرت العلامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اصابۃ میں حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایات نقل فرمائی ہیں۔ان میں صرف حضرت عمرؓ کا نام ہے۔

اللّٰھم ایدہ اسلام بعمر　(اصحابہ)

حضرات گرامی! آج کی تقریر کا موضوع سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا تاریخ ساز وواقعہ ہے اس واقعہ سے اسلام ایک ایسے تاریخی مرحلے میں داخل ہوگیا۔جس سے پوری کائنات میں اسلام کی عظمتوں کا چرچا ہوگیا! اور زمین وآسمان میں عظمت اسلام کی دھوم مچ گئی۔

سرکاردوعالم ﷺ نے جونہی زبان نبّوت سے توحید خداوندی اوردین الٰہی کی سچائی کا اعلان فرمایا۔قریش کی صفوں میں ایک زلزلہ برپا ہوگیا۔مخالفت کے طوفان کھڑے ہوگئے۔ ہر گھر اور ہر مجلس میں حضورؐ کی دعوت کے خلاف تذکرے ہونے لگے۔مخالفت صرف زبانی کلامی نہیں بلکہ

سرکار دوعالم ﷺ کو رنج وغم مصائب و آلام میں مبتلا کرنے کے منصوبے بنائے جانے لگے۔اس پر آشوب اور سخت مصائب کی گھڑی میں پیغمبر خدا ﷺ نے اس مشکل کشا و حاجت روا اور مالک کل کے دروازے کو کھٹکھٹایا جو ایسی پر آشوب گھڑیوں میں اپنے بندوں کا حقیقی سہارا اور دستگیر ہوتا ہے۔ کیا ہی عجیب سماں اور درد و گداز میں ڈوبا ہوا وہ وقت تھا۔جب رحمت دوعالم ﷺ اللہ کے حضور اپنی فریاد لے کر گئے اور کیا پُر سوز تھی۔وہ دعا اور فریاد جو رحمت دوعالم ﷺ نے کعبے سے لپٹ کر غلاف کعبہ کو تھام کر اپنے مالک کے حضورؐ پیش کی!

ہاں۔ہاں حضور نے

درِ کعبہ پر

کعبہ کی دہلیز پر پیشانی رکھتے ہوئے

نہایت درد والحاح سے

نہایت ہی سوز گداز میں ڈوبی ہوئی آواز میں

☆ نبوت کی آواز ایک صدا بن کر۔التجا بن کر۔ایک استدعا بن کر۔ایک دعا بن کر۔ یوں صحن کعبہ میں گونجی۔

اللّٰھمّ اعزّ الاسلام بابی جھل ابن ھشامٍ او بعمر بن الخطاب!

☆ خداوند مکے میں دو عمر ہیں۔ایک ہشام کا بیٹا اور دوسرا خطاب کا بیٹا۔ان دونوں میں ایک مجھے دے دو، تا کہ دین کی عزت قائم ہو جائے، تا کہ دین کی دعوت میں قوت آجائے!

خطیب کہتا ہے

☆ مکّے میں دو عمر تھے دونوں ہی ظاہر قوت میں مشہور۔

☆ نبیؐ نے دونوں کا نام لے کر انتخاب خدا پر چھوڑ دیا۔

☆ کیونکہ خدا دل کے بھید جانتا ہے

خدا دل کی گہرائیوں کو جانتا ہے۔

نبوت کے ساتھیوں کا انتخاب خدا ہی کو کرنا ہے

خدا کے ہاں نبی کی مجلس ۔ نبیؐ کا ماحول ۔ نبیؐ کے رفقاء نبیؐ کے یار ۔ نبیؐ کے غم خوار ایک خاص صفت کے مالک ہیں ۔ اس لیے انتخاب عمرؓ کا معاملہ اس خدا کے سپرد کر دیا ہے ۔ جس نے ایسے عمرؓ کو چن کر دامن نبّوت سے وابستہ کرنا تھا۔

جو خدا کو پسند ہو

اور

مصطفٰے کو پسند ہو

☆ میرے خدا نے دونوں کے دلوں کو جانچا، پرکھا، نتیجہ عمر بن خطاب کے نام نکل آیا۔قلب عمر بن خطاب ان تمام صلاحیّتوں خوبیوں کا حامل نکلا جو مصطفٰے کو چاہیے تھا!

اس پر توحید کا بیج بویا جائے گا تو خوب جمے گا......رسالت کا بیج ڈالا جائے گا۔تو خوب مہکے گا۔ اس کا دل خدا اور رسول کے لیے سلامتی وقبولیت کا امین پایا......وہ دل خدا کے لیے عظمت رسالت کی خوشبوؤں کے لیے تھا!

اس دل میں اخلاص ۔ دین کی جھلک تھی ۔ رسالت کی محبت تھی ۔ اس دل میں توانائی تھی ۔ شوکت تھی وہی دل تھا جو اسلام کے لیے باعث فخر اور رسولؐ کے لیے عزیمتوں کا امین تھا۔اس لیے خداوند کریم نے اپنے محبوب کی دعا کو سن کر التجا کو سن کر فیصلہ فرما دیا کہ عمر بن خطاب میرے محبوب کی دعا ہے ۔ دعا کا ثمر ہے ۔ دعا کا مقصود ہے ۔ گویا عمر ابن خطاب ہی دعائے رسول ہیں ۔

ابوجہل کا اعلان

اِدھر اللہ کے رسول کعبہ کے غلاف کو تھامے خدا سے عمرؓ کو مانگ رہے تھے ۔ تاکہ اسلام کی عمر بڑھ جائے اور اُدھر ابوجہل اپنی بدبختی کا ۔ بدنصیبی کا مظاہرہ کر رہا تھا اور مکہ کی فضائیں میں اسکی آواز گونج رہی تھی کہ

جو محمد (ﷺ) کو قتل کرے گا ۔ میں اس کو سو اونٹ انعام میں دونگا ۔ خدا کی قدرت دیکھئے دعائے رسول کے دو کردار ۔

☆ عمرو بن ہشام......قتل محمد (ﷺ) کا اعلان سن کر قاتل کا روپ اختیار کرتا ہے!

☆ ایک عمر قتل کے لیے آمادہ کرتا ہے
☆ ایک عمر قتل کے لیے آمادہ ہوتا ہے
☆ مقصود دونوں کا ایک قتل محمد (ﷺ)

یہ سوچ کیوں ہے؟ اس لیے کہ **اجعل الالھۃ الٰھا واحد**..... سرکار دو عالم ﷺ کے خون کو اس سفا کی اور ظلم کے ساتھ کفار مکہ کیوں بہانا چاہتے ہیں۔ ایسا کون سا اختلاف تھا جو مشرکین کو حضور اکرم ﷺ کے قتل پر اکساتا تھا..... قرآن مجید اس کا جواب دیتا ہے کہ کفار مکہ یہ برداشت نہین کر سکتے تھے کہ ان کے دیوتاؤں اور معبودوں کی نفی کی جائے اور خدائے واحد کی توحید کا پرچار کیا جائے۔ وہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ ساتھ ہمارے معبودوں کی عبادت اور اختیار کو بھی تسلیم کا جائے۔ انہیں بھی حاجت روا اور مشکل کشا سمجھا جائے۔ انہیں بھی فریادرس اور دستگیر سمجھا جائے۔ انہیں بھی داتا اور مالک و مختار سمجھا جائے۔ وہ خدا کا انکار نہیں کرتے تھے، بلکہ خدا کے اختیار میں ان کو شریک سمجھتے تھے۔ ان کا یہی تقاضا تھا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے مسترد فرمایا دیا۔ ان کی انہی امیدوں پر حضورؐ نے کہہ کر پانی پھیر دیا کہ **الھکم الہ واحد** ...... **لااعبد ماتعبدون** ...... یہ پیغام رسول یہ مشن رسالت کفار و مشرکین کے لیے سوہان روح تھا۔ وہ اس پر آگ بگولا تھے۔ انہوں نے ہزار جتن کیے کہ کس طرح سرکار دو عالم ﷺ اس پروگرام سے دستبردار ہو جائیں مگر ان کا کوئی لالچ۔ کوئی دھمکی حضور اکرم ﷺ کو اپنے مشن اور خداوند قدوس کی توحید کے پرچار سے نہ روک سکی، تو وہ اس ننگی جارحیت پر اتر آئے۔

اور سفا کی سے فیصلہ کیا کہ محمد (ﷺ) کو قتل کر دیا جائے! چنانچہ قریش کی اس قرارداد کو سن کر عمر بن خطاب نے یہ فیصلہ کر لیا کہ یہ کام میں کروں گا اور محمد ﷺ کو قتل کر کے اس قصہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے گا۔

حفیظ جالندھری نے اس کا نقشہ شاعرانہ زبان میں کیا ہی احسن انداز سے کھینچا ہے!

؎ کوئی بولا غضب ہے اپنی طاقت گھٹتی جاتی ہے
کہ دنیا دین آبائی سے پیچھے ہٹتی جاتی ہے

....

یہی حالت رہی ایک دن ایسا بھی آئے گا
ہبل کے واسطے کوئی چڑھاوا نہ لائے گا

....

عمر بولے یہ قِصّہ چکا دیتا میں جا کر
کہ دیتا ہوں تمہیں سر ہادی اسلام کالا کر

عمرؓ تلوار بکف نکلے

عمر بن خطاب تلوار لے کر قتل پیغمبر کا ارادہ لے کر گھر سے روانہ ہوئے تو راستہ میں دعائے رسولؐ کے آثار پیدا ہونے شروع ہو گئے۔

عجیب آواز۔ خود حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں جب گھر سے روانہ ہوتو رستہ میں دیکھا کہ لوگ ایک بچھڑے کو ذبح کرنے کے لیے اکٹھے ہو رہے ہیں۔ میں بھی لوگوں کے ہجوم میں کھڑا ہو گیا تو اچانک بچھڑے کے پیٹ سے ایک آواز آتی ہے کہ

یا اٰل ذریحٍ. امرٌ. بخیعٌ. رجلٌ. یصیح. بلسانٍ فصیحٍ. یدعوا الیٰ شهادة ان لا الٰه الّا اللّٰه و انّ محمّد ارّسول اللّٰه.

(فتح الباری ج۷ باب اسلام عمر. زرقانی ج ۱)

☆ اے آل ذریح کامیاب امر ہے۔ ایک مرد ہے جو فصیح زبان کے ساتھ چیخ رہا ہے لوگوں کو اللہ وحدہ لاشریک کی شہادت اور حضرت محمد ﷺ کے رسالت پر شہادت کے لیے بلا رہا ہے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سمجھ لیا اور جان لیا کہ یہ آواز میرے لیے ہی آ رہی ہے اور مجھے ہی مخاطب کیا جا رہا ہے۔ اس آواز سے عمر بن الخطاب کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ دل کی فضا میں ہلچل مچ گئی۔

دل کی کیفیتیں بدلنے لگیں، مگر چونکہ ارادہ پختہ تھا اور فیصلہ کر کے گھر سے نکلے تھے اس لیے واپس نہ ہوئے بلکہ آگے بڑھ کر اپنے ارادے کی تکمیل کا فیصلہ کیا۔ ابھی کچھ فاصلہ طے کر کے آگے

بڑھے تھے کہ نعیم بن عبداللہ سے ملاقات ہوگئی۔

نعیم نے پوچھا......عمر اس تپتی ہوئی دوپہر میں کہاں کا ارادہ ہے کہ اس تیزی سے جارہے ہو!

عمرؓ نے کہا......محمد (ﷺ) کو قتل کرنے جارہا ہوں؟

ارید ان اقتل محمدا.

نعیم نے کہا......کیا بنی ہاشم تمہیں معاف کردیں گے تم ان کا مقابلہ کرسکو گے!

عمر بولے! معلوم ہوتا ہے کہ تم بھی صابی ہوچکے ہو! نعیم نے کہا۔

میری خیر ہے! تمہارے اپنے سعید اور بہن فاطمہ محمد کا اسلام قبول کر چکے ہیں ......محمد ﷺ کا دین ان کے دلوں میں داخل ہوچکا ہے تم کس کس کا مقابلہ کرسکو گے۔

خطیب کہتا ہے

☆ سرکار دوعالم ﷺ کے زمانے میں مشرکین مکہ صحابہ کرام کو صابی کہا کرتے تھے!

☆ اس دور کے مشرکین توحید پرستوں کو وہابی کہتے ہیں۔

☆ کس قدر مشترک ہے آج کے مشرک اور چودہ سو سال پہلے مشرک میں!

دونوں کی سوچ ایک

دونوں کا نعرہ ایک

مکے کے مشرکین نے توحید پرستوں کو صابی کہا

پندرھویں صدی کا مشرک توحید پرستوں کو وہابی کہتا ہے۔

پرواز ہے دونوں کی مگر ایک فضا میں

عمر غصّے میں لال پیلے ہوگئے اور حضرت نعیم ابن عبداللہ کے یہ کلمات سن کر حضور اقدس ﷺ کی طرف جانے کی بجائے سیدھے فاطمہؓ کے دروازے کی طرف چل دیے!

عمر بہن کے دروازے پر

عمرؓ نے جاتے ہی دروازہ کھٹکھٹایا......بہنوئی نے دیکھا عمر تلوار بکف ہے بدلے ہوئے تیور آنکھوں میں اترا ہوا! خون دیکھ کر سعیدؓ نے فاطمہؓ سے کہا عمر ہے؟ مگر نیت اچھی معلوم نہیں

ہوتی، فاطمہؓ نے کہا دروازہ کھول دو! عمرؓ کی تلوار ہمارے دلوں سے اسلام کی حقیقت اور توحید کی سچائی اور رسالت کی عظمت کو ختم نہیں کرسکتی۔ جس ماں کا دودھ عمرؓ نے پیا ہے اُسی کا دودھ میں نے پیا ہے۔ آج دیکھتی ہوں عمر کی مردانگی کام دیتی ہے یا میری محبت وعزیمت کام دیتی ہے!

فاطمہؓ کا دروازہ کھل گیا

اور عمرؓ کے لیے

ایمان کا دروازہ کھل گیا

گویا دعائے رسول عمرؓ کو فاطمہؓ کے دروازے پر لے گئی۔

رسولؐ کی دعا......عمر کے تعاقب میں ہے۔ دھیرے دھیرے۔ آہستہ آہستہ گھیر گھار کر دروازہ رسولؐ پر لے جائے گی!

عمرؓ فاطمہؓ کو مارنے کے لیے گئے خود مارے گئے۔

حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دروازہ کھولا تو عمر نے غصے سے کہا کہ یہ کیسی آواز تھی جو میں نے سُنی!

جواب دیا گیا قرآن کی آواز!

معلوم ہوتا ہے تم دونوں صابی (یعنی بے دین) ہو گئے ہو!

یہ کہہ کر بہنوئی کو اس قدر مارا کہ وہ زخموں سے چور چور ہو گئے!

فوطئه وطأً شيديداً

فاطمہ چھڑانے کے لیے آگے بڑھیں تو عمرؓ نے انہیں مار مار کر لہولہان کر دیا......اور کہا کہ یا بھائی کو رکھو

یا محمد کو رکھو

سیّدنا فاطمہؓ نے کہا کہ عمر؟ بھائی کو چھوڑ سکتی ہوئی

سچائی کو نہیں چھوڑ سکتی

اخوت کو چھوڑ سکتی ہوں

نبوت کو نہیں چھوڑ سکتی

سبحان اللہ

؎ یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں

ستم نہ ہو محبت میں تو کچھ مزا ہی نہیں

کوئی نئی جنگ نہیں۔

روز اوّل سے اسی طرح کی بارہا جنگیں لڑی گئیں!

عشق اور ظالم ہمشہ دست و گریبان رہے

عزیمت و ہزیمت کے ہزاروں معرکے ہوئے

محبت وعداوت ہمشہ دو بدو صف آرار ہے

مگر عشق جیت گیا

محبت سر بلند ہو گی

اور عزیمت نے میدان مارلیا

توحید کے پرستار سرفراز ہو گئے اور غیروں کے پجاری ہار گئے رہے نام اللہ کا۔

اِنَّ الَّـذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا

خدا توحید پرستوں کے ساتھ رہا۔

خدا محمد کے پروانوں کے ساتھ رہا۔

خدا اسلام کے دیوانوں کے ساتھ رہا۔

ہمیشہ فتح حق کی ہوئی

ہمیشہ ہار باطل کی ہوئی

....

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بو لہبی

حفیظ جالندھری کہتے ہیں

بہن بہنوئی کو آخر عمر اس قدر مارا
کہ زخموں سے نکل کر خون کی بہنے لگی دھارا
بہن بولی عمرؓ ہم کو اگر تو مار بھی ڈالے
شکنجوں میں کسے یا بوٹیاں کتوں سے نچوالے
مگر ہم اپنے دین حق سے ہرگز پھر نہیں سکتے
بلندی معرفت کی مل گئی ہے گر نہیں سکتے

حضرت عمر کا دل پسیج گیا

مظلوم کی آہ رنگ لائی اور فاطمہؓ کے جسم کا بہا ہوا خون شفق کی مانند تابندہ ہوا۔ عمر نے دیکھا کہ سختی رنگ ہی نہیں لا رہی۔ ایک نحیف و ناتواں بہن بھائی کے ظلم و ستم کا تنہا مقابلہ کر رہی ہے تقدیر نے کہا عمرؓ بس کر یہ تمہاری بہن ہے، تو محمد رسول اللہ ﷺ کی صحابیہ ہے۔ تیرے لاکھوں ظلم اس کی نظریے اور اس کے عقیدے کو نہیں بدل سکتے۔ زمین اپنی جگہ چھوڑ سکتی ہے۔ آسمان کی بلندیاں ختم ہو سکتی ہیں۔ چاند اور سورج بدل سکتے ہیں۔ مگر محمدؐ کے شاگرد اپنا عقیدہ اپنا سبق اپنا راستہ وابستگی نہیں بدل سکتے۔

نحن الذين بايعوا محمداً
على الجهاد ما بقينا ابداً

ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے تاحیات رسول اللہ کے دست مبارک پر جہاد کے لیے بیعت کر رکھی ہے......

ذہین سے نام آنکھوں سے آنسو ہو گئے جاری
عمر کے دل پہ اس نقشے سے عبرت ہو گئی طاری

....

کہا اچھا دکھاؤ مجھ کو وہ آیات قرآنی
سمجھ رکھا ہے جن کو تم نے ارشادات ربانی

....

بہن بولی بغیر غسل اس کو چھو نہیں سکتے
یہ سن کر اور حیرت چھا گئی منہ رہ گئے تکتے

....

سیّدنا فاطمہؓ سے حضرت عمرؓ نے کہا کہ اچھا مجھ کو وہ کتاب لاکر دکھاؤ تا کہ میں بھی اس کو دیکھ کر پڑھوں تو سیّدہ فاطمہؓ نے فرمایا کہ

اِنَّکَ رِجُسٌ......................تو ناپاک ہے

جب تک کفر اور شرک سے پاک نہیں ہوتا اس وقت تک قرآن پاک کو چُھو نہیں سکتا۔

☆ بہن نے کہا **انک رجس وانه لا یمسه الاالمطهرون فقم فتو ضّاء۔**

بے شک تو ناپاک ہے اور قرآن کو باوضو آدمی ہاتھ لگاتا ہے۔ سو تو کھڑا ہو وضو کر

خطیب کہتا ہے

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرؓ سے جو کہا کہ......**اِنَّکَ رِجُسٌ**

☆ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کے بدن پر کوئی ظاہری نجاست یا غلاظت تھی!

☆ **اِنَّکَ رِجُسٌ** کا مطلب یہ تھا کہ آپ کا عقیدہ ناپاک ہے۔ آپ کے خیالات ناپاک ہیں۔

☆ عقیدے کی ناپاکی تمام ناپاکیوں کی پریذیڈنٹ ہے۔

☆ جس کا عقیدہ ناپاک اس کا وجود بھی ناپاک

☆ جس کا عقیدہ پاک اس کا وجود بھی پاک

انما المشرکون نجسٌ......قرآن کریم نے مشرکین کو نجس کہا ہے۔

☆ اس لیے آپ کا فرض ہے کہ اپنے عقیدے کو شرک و بدعت کی نجاست سے پاک صاف رکھیں۔

☆ توحید کی خوشبو سے معطر و مشک بار رکھیں۔

قرآن نے عمرؓ کی دنیا بدل ڈالی

میں نے عرض کیا تھا کہ دعائے رسول عمرؓ کے تعاقب میں تھی اس لیے بتدریج کیفیات قلب عمر تبدیل ہوتی گئیں اور بالآخر عمرؓ نے وضو کیا۔ یا غسل کیا۔ قرآن ہاتھ میں سورہ طٰہٰ کی تلاوت شروع کی۔ جب اس آیت کریمہ کی تلاوت کی کہ

اِنَّنِیٓ اَنَااللّٰہُ لَآاِلٰہَ اِلَّآاَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ

میں ہی معبود برحق ہوں میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ پس میری عبادت کرو اور نماز کو میری یاد کے لیے قائم کرو!

لا الہٰ کی تلوار نے عمرؓ کے تمام منصوبوں کو فنا کر دیا۔ بھسم کر دیا۔ خاک میں ملا دیا۔

دعا غالب آ گئی۔ قلب عمر پر قرآن کی تاثیر چھا گئی...... گویا کہ تدبیر ناکام

گویا کہ تاثیر کا کامیاب

تدبیر کند بندہ........................تقدیر زند خندہ

حضرت عمرؓ کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا۔

ما احسن ھذا الکلام واکرمہ

کس قدر حسین قابل تکریم ہے یہ کلام

یہ کہتے ہوئے حضرت عمرؓ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب اشک رواں بہہ پڑا۔

اٹھے اور غسل کر کے لے لیا قرآن ہاتھوں میں

بھلی ساعت میں آئی دولت ایمان ہاتھوں میں

کلام پاک کو پڑھتے ہی آنسو ہو گئے جاری

خدائے واحد و قدوس کی ہیبت ہو گئی طاری

....

حضرت عمرؓ بولے............ مجھے محمد رسول اللہ ﷺ کے در اقدس پر لے چلو!

حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

ابشریاعمر. فانی ارجوان تکون دعوة رسول اللّٰه

عمر تجھے بشارت ہو۔ مجھے امید ہے کہ تم دعائے رسول کی اجابت ہو!

عمرؓ دربار رسالت میں

قرآن نے تقدیر عمر بدل کر رکھ دی۔کعبہ میں کی ہوئی رسول اللہ ﷺ کی دعا کام کرگئی............عمرو بن ہشام کا کردار ختم ہوگیا اس کی قسمت تاریک ہوگئی، مقدر کو تالے پڑ گئے۔ایمان کو اس کی نجاست سے دور رکھا گیا۔شرک و بدعت اس کی زندگی کا منشور بن گیا۔

عمرؓ کی قسمت کا ستارہ بلند ہوگیا۔قسمت نے بخت آوری کی خدا کی تقدیر نے یاوری کی عمر جیت گیا۔

خدا نے اپنے محبوب کی دعا کو قبول کرلیا۔ایک عمرؓ خطاب کا بیٹا اپنے محبوب کے لیے منتخب کرلیا۔

دوسرا عمرو بن ہشام اپنے محبوب سے دور کردیا۔ چند دنوں کے لیے نہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دور۔

خطیب کہتا ہے

☆ انتخاب عمرؓ انتخاب خدا ہے

☆ انتخاب عمرؓ مراد خدا ہے

☆ انتخاب عمرؓ دعائے مصطفٰے ہے

☆ انتخاب عمرؓ التجائے مصطفٰے ہے

☆ انتخاب عمرؓ عطائے خدا ہے

خدا کا اپنے نبی کو تحفہ عمرؓ

خدا کا امت مصطفوی کو تحفہ عمرؓ

خدا کا دین کو تحفہ عمرؓ

خدا کا اسلام کو تحفہ عمرؓ

عمرؓ کیا آئے اسلام کی عمرؓ بڑھ گئی

عمرؓ کیا آئے دین کی عمر بڑھ گئی

عمرؓ دعائے مصطفیٰ

عمرؓ عطائے خدا

......سبحان اللہ......

حقیقت یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بیٹے کے لیے دعا مانگی خدا نے ہاتھ خالی لوٹا دیے، لیکن یہاں جب حضورؐ نے عمرؓ کے لیے دعا مانگی، تو دامن بھر دیا گیا۔ عمر کے لیے ہدایت کے فیصلے کر دیے گئے کیونکہ نوحؑ کا بیٹا مفید نہ تھا اور عمرؓ اسلام کے لیے بے انتہا مفید۔

ان دنوں رسول اللہ ﷺ کوہ صفا کے دامن دار ارقمؓ میں مقیم تھے حضرت عمر وہاں پہنچے، گھر کے دروازے پر حضرت حمزہؓ اور حضرت طلحہ وغیرہ اصحاب رسول موجود تھے۔ در رسولؐ پر دستک دی گئی ......صحابہؓ نے حضرت عمرؓ کو اس حالت میں دیکھا تو جھجک گئے کہ عمرؓ اس وقت اور اس حالت میں اور اس دروازے پر کیسے اور کیوں؟ حضرت حمزہؓ نے دیکھا تو فرمایا کیا ہے؟ عرض کیا گیا کہ عمر تلوار بکف ہیں۔ فرمایا کوئی بات نہیں ہے دروازہ کھول دو، اگر آداب رسولؐ بجالائے گا۔ تو عزّت پائے گا، ورنہ اسی کی تلوار ہوگی اور اسی کا سر ہوگا۔

یکن قتله هینا علینا

حفیظ جالندھری کہتے ہیں کہ

کہا حمزہؓ نے جاؤ جس طرح آتا ہے آنے دو

اسے اندر بلاؤ جس طرح آتا ہے آنے دو

....

ادب ملحوظ رکھے گا تو خاطر سے بٹھائیں گے

نمونہ اس کو ہم خلق محمدؐ کا دکھائیں گے

....

اگر نیّت نہیں اچھی تو اس کو قتل کردوں گا

اُسی کی تیغ سے سر کاٹ کر چھاتی پہ رکھ دوں گا

بلاء نہیں دعا ہے

صحابہؓ کی مشاورت اور آواز سن کر سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ کیا بات ہے۔عرض کیا گیا کہ حضورؐ......عمرؓ تلوار بکف آئے ہیں اور دروازہ کھولنے کے لیے کہہ رہے ہیں۔گویا کہ عمر اس وقت ایک ابتلا اور بلا بن کر آئے ہیں۔آواز آتی ہے......**دروازہ کھول دو!**

خطیب کہتا ہے

یہ بلا نہیں حضور کی دعا آرہی ہے۔

یہی آرزوئے محمد تھی

یہی جستجوئے محمد ہے۔

یہی جستجو اسلام ہے

یہی آبروئے اسلام ہے

یہ خود آئے نہیں لائے گئے

یہ خود مانگنے والا محمد (ﷺ) ہے

بھیجنے والا خدا ہے

خلیل اللہ نے اسی مقام پر حبیب اللہ کو مانگا تھا

خدا نے خلیل اللہ کو حبیب اللہ عطا کردیا

حبیب اللہ نے اسی مقام پر عمرؓ کو مانگا تھا

خدا نے اپنے حبیب کو عمرؓ عطا کردیا

محمد مصطفےٰ مراد خلیل ہیں

فاروق اعظمؓ مراد حبیب ہیں

دروازہ کُھل گیا

حضرت عمرؓ حضورؐ اقدس کے قریب ہوتے ہیں تو آپ نے اپنے دست مبارک سے عمرؓ کے کرتے کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور فرمایا کہ اے خطاب کے بیٹے اسلام قبول کر۔

اور ساتھ ہی ...... زبان نبوت نے بارگاہِ خداوندی میں عجز و نیاز سے مانگنا شروع کر دیا۔ اور فریاد نبوی ان الفاظ کا رنگ اختیار کر گئی اور بے اختیار زبان پر یہ دعا جاری ہوگئی۔

اللھم ھذا عمر ابن الخطاب اللھم اعز الدین بعمر ابن الخطاب

۔اے اللہ یہ عمر بن خطاب حاضر ہے۔ اے اللہ اس سے اپنے دین کو عزت دے!

وار چل گیا۔ عمر مغلوب ہو گئے۔ رسول اللہ سن کر مسکرائے اور فرمایا

یلا لو دیکھ لیں دھن میں ہے ابن خطاب آیا
کہا چادر کا دامن کھینچ کر کیوں اے عمرؓ کیا ہے
چلا تھا آج کس نیت سے کس نیت سے آیا ہے
عمرؓ کے جسم پر اک کپکپی سی ہو گئی طاری
وہیں سر جُھک گیا آنکھوں سے آنسو ہو گئے جاری
ادب سے عرض کی حاضر ہوا ہوں سر جھکانے کو
خدا پر اور رسول پاک پر ایمان لانے کو

....

عمر بن خطاب کا دامن کھینچ کر جب رسول نے اللہ کے حضورؐ عرض کیا کہ

اللھم ھذا عمر ابن الخطابُ

گویا کہ اس کا مطلب یوں بنا کہ یا اللہ یہ عمرؓ تیرے دربار میں پیش ہے اب جانے نہ پائے۔

حضرت عمرؓ یہ سنتے گئے اور زبان پر کلمہ جاری ہو گیا۔

اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ و انک رسول اللّٰہ

ایمان عمرؓ کا سن کر رسول اللہ نے نعرۂ تکبیر بلند کر دیا

فکبر النبیّ ﷺ و اهل البیت تکبیرة سمعت من اعلیٰ مکّة. (الریاض النضرة ج اول)

نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام نے اس زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا کہ عوالی مکہ میں سنا گیا۔

اسد الغابۃ اور ابن عساکر علامہ شبلی نعمانی نے نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ بے ساختہ اللہ اکبر پکار اُٹھے اور ساتھ ہی صحابہ کرامؓ نے مل کر اس زور سے اللہ اکبر کا نعرہ مارا کہ مکہ کی تمام پہاڑیاں گونج اُٹھیں۔

خطیب کہتا ہے

☆ اس سے معلوم ہوا کہ جب عمرؓ کے ایمان کا تذکرہ ہو، تو نعرہ تکبیر بلند کرنا سنت رسول ہے۔

☆ حضرت عمرؓ کے ایمان کا سن کر نعرہ تکبیر بلند کرنا سنت صحابہ کرامؓ ہے

سامعین گرامی! سنت رسول اور سنت صحابہ کو زندہ کرنے کے لیے اس زور سے نعرہ تکبیر بلند کریں کہ تمام علاقہ گونج اُٹھے......نعرہ تکبیر اللہ اکبر

☆ رسالت کا نعرہ بھی نعرہ تکبیر ہے۔

☆ نعرہ رسالت ہندوستانی مولویوں کی ایجاد اسوہ رسول اور اسوۂ اصحاب رسول میں اس کی کوئی نظیر اور دلیل نہیں ہے۔

من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد

جو شخص کسی نئے امر کو دین ایجاد کرے جو کہ دین میں سے نہ ہو تو وہ مردود ہے

ملاء اعلیٰ میں مسرت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ اسلام لائے تو جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا **یا محمد لقد استبشر اهل السماء باسلام عمر** یعنی اے محمد بلاشبہ آسمان والے ملائکہ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے خوش ہیں......(طبقات)

عزت وشوکت اسلام

حضرت عمرؓ کے مسلمان ہونے سے پہلے گو چالیس پچاس کے لگ بھگ افراد مسلمان ہو چکے تھے لیکن اسلام کمزور تھا کہ مسلمان کُھل کر اسلام کا اعلان نہیں کر سکتے تھے اور نہ ہی اعلانیہ کوئی عبادت کر سکتے تھے۔آپ نے اسلام لاتے ہی سرکار دو عالم ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ نماز کہاں ادا کی جاتی ہے۔فرمایا۔اندر......عرض کیا کہ حضورؐ آج سے نماز صحن میں ہوگئی۔چنانچہ آپ نے اعلان کے ساتھ صحن کعبہ میں نماز پڑھی۔مکہ میں برملا اسلام کا چرچا شروع ہوگیا۔

چنانچہ طبقات میں ہے کہ **فظهر الاسلام بمكة** نہ صرف اسلام کا برملا اظہار ہوا بلکہ اسلام کی اعلانیہ دعوت وتبلیغ کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا۔حضرت صہیب بن سنان رومی کہتے ہیں **فلما اسلم عمر ظهر الاسلام ودعى اليه علانية** (طبقات ۲۶۹)

اللہ کی عبادت علانیہ ہونے لگی

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

عند المبعث شديداً على المسلمين ثمّ اسلم و كان اسلامه فتحًا على المسلمين و فرجاً لهم من الضيق قال عبدالله بن مسعودٍ و ما عبدنا الله جهرةً حتّٰى اسلم عمر. (اصابه ذكر عمر)

حضرت عمرؓ کے مسلمان ہونے سے پہلے صحابہ کرام کھل کر اللہ کی عبادت نہیں کر سکتے تھے۔حضرت عمر مشرف با اسلام ہوئے تو انہیں اس مصیبت سے نجات ملی اور وہ اعلانیہ حرم کعبہ میں اللہ کی نماز ادا کرنے لگے!

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک اور ارشاد گرامی ہے کہ

مازلنا اعزة منذا سلم عمر (طبقات ۲۷۰)

یعنی حضرت عمر کے ایمان لانے کے بعد ہم ہمیشہ معزز وغالب رہے۔

☆ ایک روایت میں ہے کہ ہم بیت اللہ میں نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے یہاں تک کہ عمر اسلام لائے تو کفار ومشرکین سے لڑے

فلمااسلم عمرقاتلهم حتی تر کونا فصلینا (طبقات ج۳)

یہاں تک کہ انہوں نے ہمیں روکنا چھوڑ دیا اور ہم نے صحن کعبہ میں نماز پڑھنا شروع کر دی۔

☆ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے ایمان لے آنے کے بعد ہم بیت اللہ شریف کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھنے لگے۔

وطفنابالبیت واتتصفنا ممن غلظ علینا. (طبقات ج۳)

اور ہم بیت اللہ کا طواف کرنے لگے اور جس نے ہم پر سختی کی ہم نے بھی اس سے سختی سے نپٹا،

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ رضی اللہ کے اسلام لانے کے بعد

ثم صلینا فی المسجد ظاهرا (مشکوۃ مناقب عمر)

پھر مسجد حرام میں ہم نے کھل کر نماز پڑھنا شروع کر دیا۔

حضرت عمرؓ کے ایمان سے کافروں میں طوفان برپا ہو گیا

بخاری شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے پر مشرکین مکہ نے آپ کے گھر کے پاس جمع ہو کر ہنگامہ بھی کیا۔ مشرکین کا یہ اجتماع اس قدر عظیم تھا کہ مکہ کی تمام وادی لوگوں سے بھر گئی۔ **قد سال بهم الوادی** اوران تمان مشرک غنڈوں نے حرم میں حضرت عمرؓ پر حملہ کر دیا۔ حضرت عمرؓ نہایت جوان مردی اور جرأت سے مقابلہ کرتے رہے یہاں تک سورج سر پر آ گیا۔

فشاوروه فقاتلهم حتی رکدت الشمس علی رؤوسهم

(ریاض النضرہ جلداول)

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ **فمازلت اضرب ویضر بونی حتی اعز اللّٰہ بنا الاسلام** (ریاض النصرہ) میں انہیں مارتا رہا وہ مجھے مارتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے اسلام کو عزت بخشی!

☆ ایک روایت میں ہے حضرت عائشہ روایت فرماتی ہیں کہ حضرت عمر اسلام لانے کے بعد

حرم میں گئے۔ بیت اللہ کا طواف کیا، پھر قریش کے پاس گئے۔ابوجہل کے سامنے کلمہ شہادت پڑھا پھر کیا تھا مشرکین آپ پر ٹوٹ پڑے اور آپ رئیس المشرکین عقبہ پر ٹوٹ پڑے اس پر چڑھ بیٹھے اور اسے مارنے لگے! اور اپنی انگلیاں اس کی آنکھوں میں گاڑھ دیں۔وہ چیخنے اور چنگھاڑنے لگا، تو دوسرے لوگ حضرت عمرؓ سے ہٹ گئے۔حضرت عمرؓ بھی کھڑے ہوگئے اور جب بھی کوئی ان کے قریب جاتا، تو اس کو پکڑ لیتے اور خوب پٹائی کرتے۔حتیٰ کہ لوگ آپ سے دور ہٹ گئے اور پھر تمام مشرکین کے پاس گئے اور اپنے ایمان کا اظہار کیا ان سب پر غالب ہوکر پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ اب آپ کو کس بات نے روک رکھا ہے سرکار دو عالم ﷺ حضرت عمرؓ کی درخواست پر باہر تشریف لائے حضرت عمرؓ آگے آگے تھے اور حضرت حمزہ بھی ساتھ تھے کہ بیت اللہ کا طواف کیا اور علانیہ نماز ظہر ادا کی!

فخرج رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم وعمر امامہ وحمزہ ابن عبد المطلب حتیٰ طاف باالبیت وصلیّٰ الظھر معلناً (ریاض النصرہ)

دعائے رسول حرف بحرف قبول ہوئی

حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے قبل مسلمان ضعیف وکمزور مطعون ومظلوم تھے اپنے اسلام کو ظاہر تک نہیں کرسکتے تھے۔آپ اسلام لانے کو بعد مشرکین سے لڑے۔حتیٰ کہ صحابہ کرام کو عزت وقوت ملی نہ صرف انہوں نے اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ بلکہ دوسروں کو بھی کھل کر دعوت اسلام دینے لگے! نبی کریم ﷺ کی دعا حرف بحرف مقبول ومستجاب ہوئی۔حضرت عمرؓ نہ صرف اسلام لائے ، بلکہ ان کی ذات سے مسلمان کو عزت وشوکت حاصل ہوگئی، نہ صرف عہد نبوت میں بلکہ ان کے عہد خلافت میں اسلام کو چار دانگ عالم میں غلبہ واقتدار نصیب ہوا۔درحقیت قبول اسلام کے بعد ان کی پوری زندگی دعائے نبوی کی قبولیت کا اثر دثبوت اور اسلام کی عزت وشوکت کا مظہر بنی اور یہ ایسی حقیقت ہے جس کا انکار کوئی بدترین دشمن صحابہ کرے ورنہ پوری دنیا اس کا اعترف کرتی ہے۔

مراد رسولؐ

چونکہ حضرت عمرؓ کو نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے مانگ کرلیا تھا۔آپ دعائے رسول کی

قبولیت اجابت کا نتیجہ ہیں۔اس لیے جہاں دوسرے تمام صحابہ کرامؓ سرکار دو عالم ﷺ کے مرید ہیں وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضورؐ کی مراد ہیں۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ازالۃ الخفاء میں تحریر فرمایا ہے......عمرؓ......مراد بود نہ مرید

فاروق اعظمؓ کا سرکاری خطاب

سرکار دو عالم ﷺ دار ارقم میں تھے تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ جب ہم حق پر ہیں تو یہ اخفاء کیوں؟

والذی بعثک باالحق لنخرجنّ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ہم ضرور آپ کو دار ارقم سے باہر نکال لیں گے۔پس ہم آپ کو لے کر مسجد میں داخل ہوئے۔قریش نے مجھے اور حمزہؓ کو دیکھا تو سخت غمگین اور رنجیدہ ہوئے۔اسی وجہ سے رسول اللہ نے حضرت عمرؓ کو فاروق کا لقب عنایت فرمایا۔

فسمانی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یومئذٍ الفاروق فرق اللّٰہ بی بین الحق والباطل (ریاض النصرہ)

پس اس دن رسول اللہ اکرم ﷺ نے میرا لقب فاروق رکھ دیا۔اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے حق و باطل میں تفریق فرمائی!

☆ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا۔کہ حضرت عمرؓ کا لقب فاروق کس نے رکھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ

من سمی عمر الفاروق قالت النبی علیہ السلام.

حضرت علیؓ تو فرمایا کرتے تھے کہ لقب فاروق حضرت عمرؓ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔

ذالک امرءٌ سماہ اللّٰہ الفاروق .فرق بہ بین الحق والباطل.

خطیب کہتا ہے

☆ حضرت عمرؓ کے ایمان لانے سے دار ارقم میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

☆ حضرت عمرؓ کے ایمان لانے کی مسرت میں رسول اللہ (ﷺ) نے سب سے پہلے نعرہ

تکبیر بلند کیا۔

☆ حضرت عمرؓ کے ایمان لانے سے مسرت میں صحابہ کرامؓ نے تکبیر کا نعرہ بلند کیا۔

☆ آج جہاں بھی حضرت عمر کے ایمان لانے کا تذکرہ ہو۔تو مسلمانوں کو چاہیے کہ نعرۂ تکبیر بلند کریں!

☆ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی بڑائی کھلے بندوں میں بیان ہوگی!

☆ حضرت عمرؓ ایمان لائے تو آسمان پر فرشتوں میں بھی خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

☆ حضرت عمرؓ ایمان لائے تو جبریلؑ امین نے حاضر ہو کر رسول اللہ کو مبارک دی!

☆ حضرت عمرؓ کے ایمان لانے سے اعلانیہ عبادت ہونے لگی۔

☆ حضرت عمرؓ کے ایمان لانے سے کعبہ کا دروازہ کُھل گیا۔

☆ حضرت عمرؓ کے ایمان لانے سے اسلام کا دبدبہ دنیائے کفر پر چھا گیا۔

☆ حضرت عمرؓ کے ایمان لانے سے مشرکین مکہ بدحواس ہو گئے۔

☆ حضرت عمرؓ کے ایمان لانے سے اسلام کا انقلابی دور شروع ہو گیا۔

☆ حضرت عمرؓ کے ایمان لانے سے لات وعزیٰ کے پجاریوں میں صف ماتم بچھ گئی۔

☆ حضرت عمرؓ کے ایمان لانے سے رسول اللہ کعبے میں داخل ہوئے۔

☆ حضرت عمرؓ کے ایمان لانے سے کعبے کو حقیقی توحید پرستوں کی زیارت ہوئی۔

☆ حضرت عمرؓ کے ایمان لانے سے خدا کی تکبیر بلند ہوئی۔

☆ حضرت عمرؓ کے آنے سے معمار کعبہ حضرت خلیل اللہ کا مشن روشن ہوا۔

☆ عمرؓ کیا آئے اسلام پر بہاریں آگئیں۔

صحن چمن کو اپنی بہاروں پہ ناز تھا
وہ آئے تو ساری بہاروں پہ چھا گئے

....

☆ عمرؓ دعائے مصطفےٰ بن کر آئے

☆ عمرؓ عطائے خدا بن کر آئے

☆ عمرؓ مرادِ رسولؐ بن کر آئے

☆ عمرؓ نبیؐ کی دعا کا خلاصہ

☆ عمرؓ دشمن کے لیے للکار بن کر آئے

☆ عمرؓ صحابہ کے لیے بہار بن کر آئے

☆ اے دشمن فاروقؓ.........عمرؓ کو ماننا ہی پڑے گا

☆ اے دشمن فاروقؓ.........عمرؓ نے نبیؐ کا در کھلوایا

☆ اے دشمن فاروقؓ.........عمرؓ نے نبیؐ کو صحن حرم میں پہنچایا

☆ اے دشمن فاروقؓ.........عمرؓ نے اسلام کو بام ثریا تک پہنچایا

☆ اے دشمن فاروقؓ.........عمرؓ نے عبادت خداوندی کو اعلانیہ کرایا۔

☆ اے دشمن فاروقؓ.........عمرؓ کے ایمان پر ملائکہ نے مسرت کا اظہار فرمایا۔

☆ اے دشمن فاروقؓ.........عمرؓ آنے سے عرش وفرش صدائے تکبیر سے گونج اُٹھے۔

☆ اے دشمن فاروقؓ.........عمرؓ کے آنے سے کفر کا منہ کالا ہو گیا۔

☆ اے دشمن فاروقؓ.........عمرؓ کے آنے سے اسلام کا بول بالا ہو گیا۔

اے دشمن فاروقؓ! عمرؓ نے قیصر وکسریٰ کے بیخ و بن اکھیڑ دیئے۔

عمرؓ کی آمد سے خدا خوش

عمرؓ کی آمد سے مصطفےٰ خوش

عمرؓ کی آمد سے یاران مصطفےٰ خوش

عمرؓ کی آمد سے مرتضیٰ خوش

عمرؓ کی آمد سے ملاء الاعلیٰ خوش

اے دشمن فاروقؓ!

تو کیوں ناراض ہے

کیا فاروق اعظمؓ سے لات وعزیٰ کے پجاری ناراض تھے۔

اس لیے؟

کیا فاروق اعظم کے آنے سے شیطان ناراض تھا اس لیے

اے دشمن فاروق......ایمان فاروق اعظم سے تیرا منہ کیوں کالا ہے۔

سامعین گرامی قدر! میں نے نہایت تفصیل سے سید نا فاروق اعظم کے ایمان افروز اور کفر سوز واقعات سے آپ کے دل کو گرمایا اور قلب وجگر کو ایمان کو حلاوت ذکر فاروق کی لذت سے بہرور کیا۔ میری دعا ہے کہ سیدنا فاروق اعظم کے دیوانے ان کے عشق کی خوشبو کو عام کریں اور گلشن گلشن۔قریہ قریہ۔بستی بستی ذکر فاروق سے گونج اٹھے۔

و اٰخر دعوٰنا ان الحمد اللّٰہ رب العالمین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

فضائل سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ ......حضرت عثمانؓ قرآن کی نظر میں

☆ ......حضرت عثمانؓ مصطفیٰ کی نظر میں

☆ ......حضرت عثمانؓ مرتضیٰ کی نظر میں

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ. بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

هل يستوی هو و من يامر بالعدل و هو علیٰ صراطٍ مستقيم...... لكلّ نبیٍّ رفيقٌ و رفيقی فی الجنّة عثمان.

کیا ایسا شخص اور وہ شخص دونوں برابر ہوسکتے ہیں جو لوگوں کو حدِ اعتدال پر قائم رہنے کی تلقین کرتا ہو اور خود بھی انصاف اور سیدھے راستے پر قائم ہو!

☆ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ حضرت عثمانؓ کی شان میں نازل ہوئی۔

حضرات گرامی! آج تقریر کا موضوع حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل اور مناقب پر مشتمل ہے۔ جب میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل اور آپ کی سیرت طیّبہ پر نظر ڈالتا ہوں تو مجھے عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل تین حصوں میں تقسیم نظر آتے ہیں۔ فضائل کا ایک باب تو قرآن میں نظر آتا ہے دوسرا باب سرکار دو عالم ﷺ کی احادیث مبارکہ میں نظر آتا ہے اور تیسرا باب حضرت علی مرتضیٰ کے ارشاداتِ عالیہ میں نظر آتا ہے۔ میں انشاء اللہ تینوں ابواب کی جھلکیاں آپ کو دکھاؤں گا۔ تاکہ آپ کے قلب ونظر عظمت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منوّر اور روشن ہوسکیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے شرح صدر سے بیان کرنے کی توفیق نصیب فرمائے!

حضرت عثمانؓ قرآن کی نظر میں

حضرات گرامی !ایک مرتبہ سرکار دو عالم ﷺ عمرہ کی غرض سے صحابہ کرام کو ساتھ لے کر مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوئے جب آپ حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ آپ کو کس قیمت پر مکہ مکرمہ نہیں جانے دیں گے اور اگر مسلمانوں نے حدیبیہ سے آگے بڑھنا چاہا، تو ایک خوفناک جنگ چھڑ جائے گی۔سرکار دو عالم ﷺ نے حدیبیہ پر پڑاؤ ڈال لیا اور حالات کا جائزہ لینے کے لیے حضرت عثمان غنیؓ کو سفیر بنا کر مکہ مکرمہ بھیج دیا۔ تاکہ مشرکین مکہ کے عزائم معلوم کر کے کوئی نتیجہ قدم اٹھایا جاسکے۔

حضرت عثمانؓ سفیر رسولؐ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفیر رسولؐ کی حیثیت سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ مشرکین مکہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر آپ طواف حرم کرنا چاہیں تو اس کی اجازت تو ہم آپ کو دے سکتے ہیں، مگر رسول اللہ (ﷺ)اور اصحاب محمدؐ کے لیے مکہ مکرمہ میں داخلے کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور نہ اس کی اجازت دی سکتی ہے! یہ بات چیت چل ہی رہی تھی کہ مسلمانوں میں کس طرح یہ بات پہنچ گئی کہ حضرت عثمان غنیؓ کو مکہ مکرمہ میں قتل کر دیا گیا۔اس پر سرکار دو عالم ﷺ نے مسلمانوں کو جمع فرما کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے بیعت فرمائی! چنانچہ ترمذی شریف میں آتا ہے کہ

كان عثمان سفير رسول الله ﷺ الٰى مكّة فبايع النّاس فقال رسول الله ﷺ انّ عثمان فى حاجة اللّٰه و حاجة الرّسول فضرب باحدىٰ يديه على الاخرىٰ فكانت يد رسول اللّٰه ﷺ بعثمان خيراً من ايديهم لانفسهم.

(ترمذی. مناقب عثمانؓ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رسول ﷺ کے سفیر بن کر مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔

لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

عثمانؓ اللہ اور رسول کے کام کے لیے گیا ہے۔آپ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھا کہ اللہ کے رسول کا ہاتھ دوسرے ہاتھوں سے افضل تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

فلو كان احدٌ اعزّ ببطن مكّة من عثمان لبعث مكانه فبعث رسول اللّٰه ﷺ عثمان. كانت بيعة الرضوان بعد ما ذهب عثمان الٰى مكّة فقال رسول اللّٰه ﷺ بيدهٖ اليمنٰى هٰذه يد عثمان فضرب بها علٰى يدهٖ فقال هٰذهٖ بعثمان. (بخارى)

اگر سرزمین مکہ میں عثمان سے بڑھ کر کوئی معزز ہوتا تو حضورؐ اُن کی بجائے اس کو روانہ فرماتے۔اس لیے حضور نے اہل مکہ کے پاس عثمانؓ کو بھیجا۔اوران کے مکہ جانے کے بعد بیعت رضوان عمل میں آئی تو حضور نے اپنے دائیں ہاتھ کو فرمایا۔یہ عثمان کا ہاتھ ہے پھر اپنے اس ہاتھ کو اپنے دوسرے ہاتھ پر مارااور فرمایا کہ یہ عثمانؓ کی بیعت ہے(بخاری مناقب عثمانؓ)

خطیب کہتا ہے

☆ حدیبیہ میں عظمتوں کا تاج عثمان رضی اللہ عنہ کے سر پر رکھ دیا گیا۔

☆ حضرت عثمانؓ کو حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے سفیر ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

☆ حضرت عثمانؓ کے ہاتھ کو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ قرار دیا۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے چودہ سو صحابہؓ سے حضرت عثمان کا بدلہ لینے کے لیے جان کی بازی لگانے کی بیعت لی۔

☆ حدیبیہ کی منڈی میں عثمانؓ کی قیمت لگ گئی۔

☆ چودہ سو صحابہؓ عظمت کے امین بن گئے۔

☆ عثمانؓ کی جان اس قدر قیمتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس پر صحابہؓ کو قربان کرنا منظور کرلیا،مگر عثمانؓ کا بدلہ لیے بغیر واپس جانا منظور نہیں فرمایا۔

ذالک فضل اللّٰه يوتيه من يشاء

قرآن نے عظمت عثمانؓ کی گواہی دی

جب سرکار دو عالم ﷺ حضرت عثمان غنیؓ کی طرف سے بیعت لے چکے تو قرآن نازل ہوتا ہے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عظمت پر ایک لازوال مہر تصدیق ثبت کرتا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ . (پ ۲۶)

یقیناً اللہ راضی ہو گیا ان لوگوں سے جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر درخت کے نیچے بیعت کی!

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو بھی اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ عنایت فرمایا جو حضرت عثمانؓ کا کفار سے انتقام لینے کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاک پیغمبر کے دست مبارک پر بیعت کر رہے تھے!

خطیب کہتا ہے

سامعین توجہ ہے؟......تو عرض کروں؟

خدا رسول اللہ سے راضی

خدا اصحاب رسول سے راضی!

یہ تو سمجھ میں آرہا ہے یہ ایک ہی بات ہے!

یہ شجرہ کا تذکرہ قرآن نے کس طرح آ گیا؟

یہ درخت کا ذکر قرآن میں کس طرح کر دیا؟

درخت بھی ببول کا!

درخت بھی کانٹوں والا!

خطیب کو اجازت ہو تو عرض کرے؟

خطیب کہتا ہے کہ جس درخت کے نیچے صحابہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عظمت کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک پر بیعت فرمائی وہ درخت بھی اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند آیا کہ اس کا تذکرہ بھی قرآن میں کر دیا گیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ جو عثمانؓ کا یار

وہ قرآن کا یار

نسبت عثمانؓ سے درخت بھی اونچا ہو گیا

نسبت عثمانؓ سے پست بھی بالا ہو گیا

تیرے باغ میں کلیوں کا بوٹا۔گلاب کا بوٹا۔موتیئے کا بوٹا،قرآن میں شجرہ کا بوٹا۔جس سے محبت رسولؐ۔محبت صحابہ اور محبت عثمانؓ کی خوشبو پھوٹتی ہے۔سبحان اللہ

عظمت عثمانؓ پر قرآن کی دوسری شہادت

حضرات گرامی! حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بارگاہ خداوندی میں جس اعزاز اور عظمت کے مستحق پائے گئے۔قرآن حکیم نے نہایت روشن اور کھلے انداز سے اس کو بیان فرمایا ہے۔ارشاد ہوتا ہے کہ **فمن هو قانت انآء اليل ساجد او قائمايحذر الا خر ويرجوارحمة ربه.**

بھلا جو شخص اوقات میں سجدہ وقیام یعنی نماز کی حالت میں عبادت کرتا ہے آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے پرودگار کی رحمت کی امید کرتا ہے

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس آیت کا مصداق اور مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں۔آپ نے فرمایا کہ **هو عثمان ابن عفان .البدايه**

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان غنیؓ کی چار پسندیدہ اداؤں کا تذکرہ فرمایا ہے۔

☆ **ساجداً**

☆ **قائماً**

☆ **يحذر الاخرة**

☆ **يرجو رحمةربه**

آپ کو معلوم ہے کہ بندے کو اپنے پروردگار سے زیادہ قُرب کس وقت نصیب ہوتا ہے؟

قرآن نے بتایا کہ خدا کا مقرب ترین بندہ بننے کے لیے خدا کے حضور سجدہ کرنا پڑتا ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قرب خداوندی کے ایسے سجدے حاصل تھے۔جن کی گواہی خود خداوند قدوس دے رہے ہیں۔

ذالک فضل اللّٰه يوتيه من يشاء

☆ **قائماً** ....اللہ کے حضور قیام کرنا خداوند قدوس کے دربار عالیہ میں نہایت پسندیدہ ادا ہے اور قیام کی یہ ادا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خصوصی طور پر حاصل تھی۔ یہ قیام محض نہیں تھا۔ یہ قیام ذکر وشکر اور رضائے الٰہی کے حصول کے لیے تھا۔ اسی قیام سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ رات کی تاریکیوں میں اکتساب نور کرتے تھے۔ اسی قیام سے حضرت عثمانؓ اپنے رب کی رضا حاصل کرتے تھے۔ اسی قیام سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنے ربّ کا عرفان حاصل کرتے تھے۔ اسی قیام سے حضرت عثمانؓ نے عرفان قرآن وجدان قرآن اور سوز قرآن کی دولت حاصل کی!

قرآن کے ساتھ یارانہ۔ راتوں کا رونا۔ قرآن کے سمندر میں غوطہ زن ہونا۔ قرآن کے معارف وحقائق سے مالا مال ہونا اسی قیام سے حاصل ہوا۔ سبحان اللہ

اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی قیام کی ادا کو پسند فرما کر قرآن میں اس کا تذکرہ فرمایا تاکہ جب تک قرآن رہے۔ عثمانؓ کے سجدوں اور قیام کی چار دانگ عالم میں دھوم مچی رہے............

ماشاءاللہ

☆ **یحذر الاخرۃ** ......دنیا کے تمام اعمال میں فکر آخرت کو غلبہ حاصل ہو جائے تو یہ حاصل زیست ہوتا ہے اور یہ زندگی کا نچوڑ ہوتا ہے اور زندگی کا لازوال سرمایہ ہوتا ہے۔

فکر آخرت ہو تو اعمال میں نکھار آتا ہے
فکر آخرت ہو تو کردار میں نکھار آتا ہے
فکر آخرت ہو تو افعال میں نکھار آتا ہے
فکر آخرت ہو تو احوال میں نکھار آتا ہے

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو فکر آخرت میں کس درجہ کمال حاصل تھا۔ اس پر مجھے کچھ کہنے ضرورت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فکر آخرت پر مہر تصدیق ثبت فرما دی!

جب تک خدا کی دھرتی پر رہے ان کا ہر عمل فکر آخرت کا آئینہ دار رہا......کروڑوں روپے کا

سامان اللہ کے راستے میں قربان کردینا۔

مسلمانوں کے لیے ہر وقت اپنی سخاوت کے دروازے کھلے رکھنا رسول اللہ ﷺ پر بے دریغ خرچ کرنا اور صحابہ کرام کے لیے دن رات خزانے لٹانا۔

☆ حضرت علی مرتضیٰؓ کی شادی کے اخراجات برداشت کرنا۔

☆ ہر مشکل وقت اسلام کی سربلندی کے لیے اپنی تجوریوں کے منہ کھول دینا۔

☆ قبر کے ذکر پر آنسوؤں سے داڑھی کا تر ہوجانا۔ یہ سب فکر آخرت کے غلبہ کی تصویریں تھیں۔

☆ یہی ادائیں تھیں جس سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بارگاہ خداوندی میں مقرب ومقبول ہوئے۔

؎ یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

☆ **یرجو رحمۃ ربہ**

☆ آپ خود ہی اندزہ فرمائیے کہ جس کو خداوند قدوس ارشاد فرمائیں کہ وہ میری رحمت کی تلاش میں رہتا ہے۔ وہ کس طرح رحمت رب سے محروم ہوسکتا ہے۔

☆ دن میں رحمت رب کی تلاش
رات میں رحمت رب کی تلاش
قیام میں رحمت رب کی تلاش
سجود میں رحمت رب کی تلاش
خلوت میں رحمت رب کی تلاش
جلوت میں رحمت رب کی تلاش
سفر میں رحمت رب کی تلاش
حضر میں رحمت رب کی تلاش

مکہ میں رحمت رب کی تلاش

مدینہ میں رحمت رب کی تلاش

حضرت عثمانؓ کو رحمت رب کی تلاش تھی تو رحمت کو پالیا۔

حضرت عثمانؓ نے خدا کی رحمتوں کے خزانے لوٹ لیے۔

حضرت عثمانؓ نے خدا کی رحمتوں کو اس کثرت سے لوٹا کہ آپ کی عرش فرش پر دھوم مچ گئی۔

خدا نے بھی آپ کو بے حد نوازا۔

مصطفٰے نے بھی آپ کو بے حد نوازا۔

عثمان غنی پر نگاہ نبّوت کی کرم نوازی!

حضرات گرامی! صرف قرآن ہی نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عظمتوں کے سکے نہیں بٹھائے، بلکہ نگاہ بنوت نے حضرت عثمانؓ کو ہمیشہ سر بلند وسرفراز فرمایا۔ وہ تمغات واعزازات فرمائے گئے۔ کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عظمت کو چار چاند لگ گئے!

ذوالنورین کا سرکاری تمغہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سرکار دوعالم ﷺ کے ساتھ انتہائی قریبی تعلقات ویگانگت کی وجہ سے ذوالنورین کا معزز لقب ملا جس کی وجہ سے آپ امتیازی حیثیت کے حامل ہوگئے۔ اسی لیے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمانؓ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ

ذالک امرءٌ یدعٰی فی الملاء الاعلٰی ذوالنّورین کان ختن رسول اللّٰہ ﷺ ابنتیه. (تاریخ الخلفاء)

یہ وہ جوان ہے جو ملاء الاعلی میں ذوالنورین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کا داماد تھا اور اس کے نکاح میں حضورؐ کی دو صاحبزادیاں آئیں۔

دامادیٔ رسول کا اعزاز

دنیا جانتی ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جہاں اور بے شمار عظمتیں عطا فرمائیں وہیں پر انہیں سرکاردوعالم ﷺ کے داماد ہونے کے شرف سے بھی سرفراز فرمایا سرکاردوعالم ﷺ کی دوصاحبزادیاں سیّدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم آپ کے عقد میں آئیں اور یہ شرف پوری امت میں صرف اور صرف حضرت عثمانؓ کو حاصل ہوا کہ پیغمبر آخرالزماں کی دو صاحبزادیاں سے نکاح اور شرف زوجیت کا امتیازی تمغہ آپ کو حاصل ہوا۔

ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء

عن ابی ھریرۃؓ انّ رسول اللّٰہ ﷺ قال بعثمان ھٰذا جبریل یخبرنی انّ اللّٰہ قدذوّجک امّ کلثومٍ بمثل صداق رقیّۃ. (ابن ماجه)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اے عثمانؓ یہ جبریل امین میری طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبرلائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نکاح اُمّ کلثوم سے کردیا ہے۔مہر رقیہ کے مثل۔

عن علیّ رضی اللّٰہ عنه قال سمعت النّبی ﷺ یقول بعثمان لو انّ لی اربعین ابنۃً لزوّجتک واحدۃً بعدواحدۃٍ حتّٰی لا یبقٰی منھنّ واحدۃٌ

(ابن عساکر صواعق محرقه)

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ اے عثمانؓ اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے ان کا نکاح تیرے ساتھ کرتا۔حتی کہ کوئی باقی نہ رہتی!

خطیب کہتا ہے

☆ حضرت عثمان غنیؓ کا حضورؐ کی بیٹیوں سے نکاح فرشی بھی تھا اور عرشی بھی تھا!

☆ حضرت عثمانؓ کے نکاح کی خبر جبریل امین نے دی۔

☆ نکاح عثمانؓ خدا کی پسند

☆ نکاح عثمانؓ مصطفیٰ کی پسند

☆ نکاح عثمانؓ جبریل کی پسند

☆ عجیب بات ہے!

کسی کا رشتہ والد نے کرایا

کسی کا رشتہ والدہ نے کرایا

کسی کا رشتہ احباب نے کرایا

کسی کا رشتہ اقارب نے کرایا

مگر عثمانؓ میں آپ کے قربان۔ آپ کا رشتہ خدا نے کرایا۔

خدا جو رشتہ کرائے گا۔ وہ تمام پہلوؤں سے مکمل ہوگا۔

خاوند بھی پاک...... بیوی بھی پاک

خاوند بھی کامل...... بیوی بھی کامل

خاوند کا نسب بھی اعلیٰ...... بیوی کا نسب بھی اعلیٰ

خاوند بھی اللہ کا پیارا...... بیوی بھی اللہ کو پیاری

خاوند بھی جنتی...... بیوی بھی جنتی

..................سبحان اللہ..................

کیا شان ہے عثمانؓ کی!

اگر چالیس بیٹیاں بھی ہوں اور یکے بعد دیگرے دنیا سے رخصت ہوتی جائیں تو اسی ترتیب سے عثمانؓ کو دامادی رسولؐ کا شرف حاصل ہوتا رہے گا،

کیونکہ...... حضورؐ جیسا عثمانؓ کے لیے کوئی سُسر نہیں ہوگا۔

عثمانؓ جیسا حضورؐ کے لیے کوئی داماد نہیں ہوگا۔

سبحان اللہ

غزوۂ تبوک کا سیٹھ

غزوۂ تبوک اسلام میں تاریخی حیثیت سے مشہور ہے۔اس غزوہ میں مسلمان نہایت ہی مفلوک الحال اور تنگی داماں میں مبتلا تھے۔سخت گرمی۔موسم ناخوشگوار اور طویل مسافت جنگ کا سامان مفقود۔سامان رسد ندارد اور کھانے پینے کی اشیاء ناپید۔سورج کا جوبن۔سواری اور سفر کا سامان ندارد مگر اس پر جذبہ جہاد موجزن توحید خداوندی کے پرچم بلند کرنے کا اضطراب اور طبعیتوں میں ذوق جہاد کا جذبہ تابندہ ودرخشدہ !اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے ہر مسلمان سراپا اضطراب! سرکار دوعالم ﷺ صحابہ کی بے سروسامانی کے لیے فکر مند آپ چاہتے تھے کہ مجاہدین کو فوج بنویؐ کے سپاہیوں کو تکلیف نہ ہو۔کھانے کا انتظام ہوجائے۔راستے میں ایسی کوئی تکلیف نہ ہونے پائے جس سے صحابہ کرام کو کھانے پینے کی چیزیں بھی دستیاب نہ ہوسکیں۔سرکار دوعالم ﷺ نے انہی پریشان گھڑیوں میں زبان نبوت سے اعلان فرمایا......کہ **من جهز جيش العسر فله الجنة** ......ہے کوئی شخص جو اس تنگ اور مشکل گھڑی میں اس لشکر کو سامان فراہم کرے تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔

یہ اعلان سنتے ہی مدینہ کے سیٹھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت بیدار ہوگئی اور آپ نے اعلان نبوت سن کر اس قدر سامان رسد سرکار دوعالم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا کہ حضورؐ نے وفور مسرّت سے اعلان فرمادیا کہ آج کے بعد **ماضر عثمان ماعمل بعد هذا اليوم. مستدرک حاکم.**

یعنی آج کے بعد عثمانؓ کا کوئی عمل اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔

☆ غزوۂ تبوک میں جانے والے مجاہدین اسلام اصحابؓ رسولؐ کی فوج تیس ہزار پیادہ اور دس ہزار سوار تھے۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دس ہزار کے لیے سامان مہیا کیا اور اس اہتمام سے کیا کہ اس کے لیے ایک ایک تسمہ ان کے روپے سے خریدا گیا۔

☆ ایک ہزار اونٹ ستر گھوڑے۔سامان رسد کے لیے ایک ہزار دینار حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں نقد پیش کیا۔حضور ﷺ !اس سخاوت اور فیاضی سے اس قدر خوش تھے کہ اشرفیوں کو دست

مبارک سے اچھالتے تھے اور فرماتے تھے **ماضر عثمان ماعمل بعد هذا اليوم.**

(مستدرک حاکم جلد دوم ترمذی ابواب المناقب)

یعنی آج کے بعد عثمانؓ کا کوئی کام اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔

☆ **ماعلیٰ عثمان ماعمل بعد هذهٖ ماعلیٰ عثمان ماعمل بعد هذهٖ. مشکوه . مفهوم**

☆ عثمان کے اس عمل کے بعد اس کو کوئی عمل نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ **الستم تعلمون انه قال من جهز جيش العسرة فله الجنة مجهزتهم .**

کیا تمہیں معلوم نہیں ہے جب نبی اکرم ﷺ نے (غزوۂ تبوک) کی تنگی کے وقت خرچ کرنے والے کو جنت کی بشارت دی تھی تو میں نے ساز و سامان خدمت نبوی میں پیش کیا تھا!

☆ حضرت عبداللہ بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جیش عسرہ کے لیے ایک ہزار اشرفی لا کر حضرت عثمانؓ نے حضور ﷺ کی جھولی میں ڈال دیں۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ ان اشرفیوں کو جھولی میں ڈال کر اُلٹ پلٹ رہے تھے اور فرماتے تھے۔

☆**ماضر عثمان ماعمل بعد هذا اليوم مرتين. مشكوٰة**

آج کے بعد عثمانؓ جو چاہے کرے کوئی کام ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ آپ نے دو مرتبہ یہ ارشاد فرمایا۔

خطیب کہتا ہے

☆ لوگ کہتے ہیں کہ یہ میرے دکھ کا ساتھی ہے۔ میں اس کو نہیں چھوڑ سکتا!

☆ کٹھن وقت کا یار ہے اس کو کیسے چھوڑوں؟

☆ مشکل وقت کی یاری۔ جان سے پیاری

☆ اگر مشکل وقت کے یار کو آپ فراموش نہیں کر سکتے۔ تو مشکل اور مصائب کی گھڑیوں میں وفا کرنے والوں کو خدا اور حضور بھی نہیں چھوڑتے۔

☆ وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِالصّٰبِرِيْنَ

☆ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ

☆ آپ کی یاری پکی......تو خدا کی یاری کیسے کچی

☆ حضرت عثمان غنی بازی لے گئے ۔تم روتے رہو چلاتے رہو۔سر پیٹتے رہو۔کپڑے پھاڑتے رہو۔حسداور عناد کی آگ میں جل بھن کر کوئلہ ہوتے رہو۔عثمان غنیؓ جنت میں مزے لے رہا ہے......سبحان اللہ

☆ عثمان غنیؓ تواس قدر جنتی ہے کہ آج بھی وہ مدینہ منورہ کے جس قبرستان میں آرام فرما رہے ہیں اس کو بھی جنت البقیع کہا جاتا ہے۔

☆ تمہارے فیصلے حشر میں ہوں گے اور پھر حشر کا پتہ چلے گا۔

☆ عثمان غنیؓ کا جنت کا فیصلہ ہو چکا اور پھر انہیں جنت مل چکی ہے وہ اس میں مزے لوٹ رہے ہیں تمہارا دامن بغض عثمانؓ سے آلودہ ہے۔ یہاں بھی تباہ وہاں بھی تباہ۔

مسلمانوں کے لیے پانی ہی پانی

مدینہ طیبہ آ کر مسلمانوں کو پانی کی سخت تکلیف ہوئی پینے کے پانی کا ایک کنواں بیر رومہ کے نام سے مشہور تھا۔جو ایک یہودی کی ملکیت تھا۔اس بدبخت یہودی نے اس ذریعہ معاش بنا رکھا تھا۔آپ سے مسلمانوں کی تکلیف نہ دیکھی گئی ۔آپ نے فرمایا کہ کون ہے ۔جو بیر رومہ کو خریدے اور اس میں اپنا ڈول دوسرے مسلمانوں کے ڈول کی طرح ڈالے (یعنی اسے وقف کردے)اسے جنت میں اس سے بہتر ملے گا اور بخاری کی روایت میں ہے فـــلـــــــــه الجنةُ......(بخاری)

فاشتر یتها و جعلتها للمسلمین. مرقاةشرح مشکوٰة

حضرت عثمانؓ نے کہا کہ میں نے اسے خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔حضرت ملا علی

قاری حنفی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں۔ فاشتراھا بخمسة وثلاثين الف درهم حضرت عثمانؓ نے بیر رومہ پینتیس ہزار درہم میں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔

خطیب کہتا ہے

☆ کسی پیاسے کو پانی پلانا اس دور میں بھی ثواب سمجھا جاتا ہے۔

☆ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہاں راستوں میں چوراہوں میں ہینڈ پمپ لگائے جاتے ہیں اور پرانے وقتوں میں مسافروں کے لیے شاہراہوں پر کنوئیں کھودے جاتے تھے!

☆ کیوں؟ محض اس لیے کہ جو پیاسے کو پانی پلائے گا۔ وہ بخشا جائے گا۔

☆ اگر آج پندرہویں صدی میں پیاسوں کو پلانے سے جنت ملتی ہے، تو آج سے صدیوں پہلے پیاسوں کو پانی پلانے سے جنت ملتی ہے۔

☆ خدا کا جو قانون اس وقت ہے وہ اس وقت بھی تھا۔

☆ اگر آج کے ملنگوں کے لیے بھنگیوں۔ چرسیوں کے لیے سبیلیں لگائی جاتی ہیں اور سمجھا جاتا ہے کہ اس سے سبیلیں لگانے والے بخشے جائیں گے۔

حالانکہ اعمال وکردار سے لگانے والے پینے والے دونوں تہی دامن ہوتے ہیں تو

☆ اہل مدینہ کو پانی پلانا

☆ اصحاب رسولؐ کو پانی پلانا

☆ خود رسول اللہ کو ﷺ کو پانی پلانا

☆ اہل بیت ازواج مطہرات کو پانی پلانا

☆ فاطمۃ الزہراؓ کے گھرانے کو پانی پلانا

☆ اس مدینے کے سیٹھ۔ فی سبیل اللہ سخاوت کرنے والے عظیم مخیرّ اور سخاوت کے بادشاہ حضرت عثمان غنیؓ کے لیے بیر رومہ جنت کا چشمہ ثابت ہوگا۔ اور جنت میں بشارت نبوی کے مطابق اس سے بڑھ کر ان کے لیے چشمہ صافی کا انتظام ہوگا۔

☆ کیا شان ہے حضرت عثمانؓ کی تمام مدینہ میں ان کے فیض کا چشمہ جاری ہے!

فَلَهُ الْجَنَّه

☆ جنت عثمان غنیؓ کے لیے واجب ہوگئی۔

☆ معاف کرنا حضرت عثمانؓ کو جنت کی الاٹ منٹ کسی سنّی عالم۔فقیر نے نہیں دی۔ بلکہ جنت کا سرٹیفکیٹ حضرت عثمان غنیؓ کو زبان نبوت نے دیا ہے۔کیا عظمت ہے!

عطا کرنے والے پیغمبر

لینے والے حضرت عثمانؓ

شیطان اور اس کے اعوان پریشان

مسجد نبوی کی توسیع

مسجد نبوی اللہ کا گھر ہے۔سرکار دو عالم ﷺ کی مسجد شریف ہے۔وہاں ایک نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے سے پچاس ہزار نماز کا ثواب ملتا ہے سرکار دو عالم ﷺ نے جب مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی،تو اس وقت ابتداء میں بہت چھوٹی تھی۔ایک زمین کا ٹکڑا ساتھ پڑا تھا۔سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کون ہے جو فلاں آدمی سے زمین کا ٹکڑا خرید کر مسجد میں شامل کر دے اسے جنت میں اس سے بہتر ملے گا۔حضرت عثمانؓ نے اپنی جیب سے پچیس ہزار درہم ادا کر کے وہ زمین خرید لی اور مسجد کے لیے اسے وقف کر دیا۔

(ترمذی)

خطیب کہتا ہے

☆ مسجد نبوی کی وسعتیں حضرت عثمانؓ کی مرہون منّت۔

☆ مسجد نبوی کی بہاروں میں عثمان غنیؓ کا حصہ

☆ مسجد نبوی کے میناروں میں عثمان غنیؓ کا حصہ

☆ مسجد نبوی کی اذانوں میں عثمان غنیؓ کا حصہ

☆ جو لوگ بغض عثمانؓ میں جلے بُھنے جاتے ہیں،وہ مسجد نبویؐ میں جائیں۔

وہ مسجد نبویؐ میں نمازیں کیوں پڑھتے ہیں

وہ مسجد نبویؐ میں سجدے کیوں کرتے ہیں

ذرا دیکھیں تو سہی

جہاں تم قیام کرتے ہو

جہاں تم سجود کرتے ہو

جہاں تم نمازیں پڑھتے ہو

جہاں تم نوافل ادا کرتے ہو

جہاں تم تہجد پڑھتے ہو

یہ تو وہ جگہ ہے۔ یہ تو وہ زمین ہے جو حضرت عثمان غنیؓ نے خرید کر مسجد نبوی میں شامل کی تھی۔

جب تمہارا حضرت عثمانؓ سے تعلق ہی نہیں۔

جب تمہارا رگ وریشے میں عثمانؓ کی عداوت بھری ہوئی ہے۔تو تم کس منہ اس مسجد کی طرف رُخ کرتے ہو جس کی بنیادوں میں حضرت عثمانؓ کی سخاوت کا حصہ ہے۔

شرم تم کو نہیں آتی

تعمیر مسجد نبویؐ میں عثمانی کردار

تمہاری امام بارگاہ زمیندار بناتے ہیں۔تاجر بناتے ہیں۔تمہارے سیم وزر کے پجاری بناتے ہیں۔لیکن آئیں ذرا مسجد نبویؐ کی تعمیر وتوسیع کا نقشہ دیکھیں۔سرکار دوعالم ﷺ کے زمانہ میں مسجد نبویؐ کچی تھی۔دیواریں چھوٹی اور کچی اینٹوں سے بنائی گئی تھیں۔چھت اور ستون کھجور کے تھے۔چھت اور دیواروں کو کچی مٹی سے لیپا گیا تھا۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مسجد نبویؐ کی توسیع وتعمیر میں ایک تاریخی کردار ادا کیا۔

بنٰی جداره بالحجارة المنقوشة وجعل عمده من حجارةٍ منقوشة وسقفه بالساج.

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب بنیان المسجد)

اس کی دیواریں منقش پتھروں اور گچ سے بنوائیں اور اس کے ستون منقش پتھروں سے بنوائے

اور ہاتھی دانت کی چھت بنوائی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نہایت اہتمام کے ساتھ تعمیر کا کام شروع کیا۔نگرانی کے لیے تمام عمال طلب کیے اور خود شب وروز مصروف کار رہتے تھے! غرض دس مہینوں کی مسلسل جدوجہد کے بعد اینٹ چونا اور پتھر کی ایک نہایت خوش نما اور خوبصورت و مستحکم عمارت تعمیر ہوگئی۔ وسعت میں کافی اضافہ ہوگیا اور مسجد نبویؐ خوبصورتی اور تعمیر میں بھی ایک نادر صورت اختیار کرگئی۔

سبحان اللہ

خطیب کہتا ہے

☆ اپنے محبوب کی مسجد کو عثمان غنیؓ نے چار چاند لگا دیے۔

☆ جو شخص ایک عام مسجد تعمیر کرتا ہے اس کے لیے جنت کا وعدہ ہے!

☆ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مسجد نبویؐ تعمیر کر کے جنت کے اعلیٰ مقام پر اپنا گھر بنایا۔

☆ جو لوگ آج بھی معمار مسجد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرتے ہیں۔

اللہ کی شان دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے مسجد کی تعمیر کا کام ہی چھین لیا۔

☆ عثمانؓ کے دشمن تعمیر مسجد سے دور

عثمانؓ کے دشمن تزئین مسجد سے دور

عثمانؓ کے دشمن ۔محلات تو بنا سکتے ہیں وسیع وعریض بنگلوں اور کوٹھیوں پر سرمایہ خرچ کر سکتے ہیں ،مگر مسجدوں کی تعمیرات کے قریب انہیں نہیں جانے دیا جاتا......اس لیے باڑے بنائیں گے ۔امام باڑے تو بنائیں گے ۔مگر مساجد نہیں بنائیں گے ۔نہ تو مسجد تعمیر کریں گے اور نہ مسجد جائیں گے۔

قدرت کی سزا

دشمن عثمانؓ سے قرآن بھی چھین لیا

دشمن عثمانؓ سے حفظ قرآن بھی چھین لیا

دشمن قرآن سے مساجد بھی چھین لیا

دشمن عثمانؓ سے تعمیر مساجد کی سعادت بھی چھین لیا

دشمن عثمانؓ سے مکہ بھی چھین لیا

دشمن عثمانؓ سے مدینہ بھی چھین لیا

دشمن عثمانؓ سے حب اصحاب کا سینہ بھی چھین لیا

ہاتھ میں مکدر تھما دیا۔ دل میں بغض صحابہ کی تاریکی ڈال دی۔ چہرہ بے نور کر دیا اور مستقبل میں کانٹے اور آگ بھر دی۔

اعاذنا اللّٰہ تعالیٰ

حضرات گرامی۔ اگر آپ سرسری نظر سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حیات طیبہ اور سیرت طیبہ کا جائزہ لیں تو اس میں آپ کو روشنی نظر آئے گی۔ خداوندی قدوس اور سرکار دو عالم ﷺ کے ہاں ان کا تقدس اور سر بلندی اور سرفرازی اس قدر بلند نظر آئے گی کہ اس کی روشنی سے پوری دنیا مستنیر نظر آتی ہے۔

عثمانی گلدستہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب کا گلدستہ کچھ یوں بنتا نظر آتا ہے۔

☆ حدیبیہ کا تاج دار عثمانؓ

☆ محمد رسول اللہ کا انتہائی محبوب غمگسار عثمانؓ

☆ محمد رسول اللہ کا داماد عثمانؓ

☆ سیدہ رقیہ وام کلثوم کا سردار عثمانؓ

☆ محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل شدہ وحی کی کتابت کا شرف آپ کو حاصل ہے۔

☆ آپ سابقین اولین میں سے ہیں۔

☆ آپ اول المہاجرین کا تمغہ حاصل کر چکے ہیں۔

☆ آپ ذو ہجرتین ہیں۔ یعنی آپ نے دو ہجرتیں فرمائی ہیں۔ ایک حبشہ کی طرف اور دوسری مدینہ کی طرف۔

☆ آپ ذوالنورین کے لقب سے مشرف ہیں۔

☆ آپ سے آخری وقت تک سرکار دو عالم ﷺ رضامند اور خوش رہے۔

☆ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مقرر کردہ شوریٰ کے رکن تھے۔

☆ آپ کے ہاتھ پر حضرات مہاجرین وانصار نے بالاتفاق بیعت کی۔

☆ آپ تیسرے خلیفہ اور امام تھے۔ جن کی اتباع شریعت میں مطلوب ومقصود ہے۔

☆ جامع قرآن اور محافظ قرآن کا تاج آپ کے سر کی زینت بنا۔

☆ سرکار دو عالم ﷺ نے آپ کی شہادت کی خبر دی۔

☆ اسلام قبول کرنے میں حضرت عثمانؓ کا چوتھا نمبر تھا۔

☆ آپ نے کبھی گانا نہیں سُنا۔

☆ آپ نے کبھی لہو ولعب کی تمنا تک نہیں کی۔

☆ جب سے حضور ﷺ کی بیعت دائیں ہاتھ سے کی۔ پھر اس ہاتھ سے کبھی حساس مقامات کو نہیں چھوا

☆ ہر جمعہ کو غلام آزاد کرتے تھے۔ زندگی بھر یہی معمول رہا۔

☆ عہد جاہلیت میں کبھی زنا کے قریب نہیں گئے۔

☆ کبھی چوری نہیں کی!

☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عہد رسالت میں پورا حفظ قرآن کرلیا تھا۔

☆ آپ تہجد میں پورا قرآن حکیم ختم کرلیا کرتے تھے۔ اور پوری رات شب بیداری میں کاٹتے۔

حضرات گرامی! یوں قرآن وحدیث اور اسلامی لٹریچر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے بے شمار دلائل موجود ہیں مگر میں نے اختصار کے ساتھ ان کا ایک گلدستہ بنا کر آپ کی خدمت میں پیش کردیا ہے۔ آپ ایک ایک پھول کی خوشبو سونگھتے جائیں۔ آپ کا ایمان معطر اور مشکبار ہو جائے گا، بلکہ اس کی خوشبو سے پورا ماحول مہک اٹھے گا۔

و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فضائل سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ. بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قال النبی ﷺ انا دار الحکمة و علیٌّ بابها. (ترمذی)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے!

حضرات گرامی! آج کی تقریر کا موضوع سیّدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب پر مشتمل ہوگا۔حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ چوتھے خلیفہ راشد اور مسلمانوں کے مقتدا و پیشوا ہیں۔آپ کے فضائل ومناقب بیان کرنے کے لیے بہت ہی مشکل وادی سے گزرنا پڑتا ہے کیونکہ آپ کی ذات گرامی کے متعلق دو غلط نظریے شروع سے چلے آرہے ہیں۔جواب مستقل فرقوں کی شکلیں اختیار کر چکے ہیں ۔ ہر فرقہ اپنے نظریات کو ثابت کرنے کے لیے جھوٹے سچے بے سروپا دلائل قائم کرکے اپنے نظریات کی سچائی ثابت کر رہا ہے اس پر مناظرے ہو رہے ہیں۔ بحثیں جاری ہیں۔جنگ وجدال شروع ہے۔امت میں انتشار و تفریق کے بیج بوئے جا رہے ہیں اس طرح حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس قدر تضادات پیدا کر دیے گئے ہیں کہ ایک حق کا متلاشی جب تک کتاب وسنت کی صحیح رہنمائی حاصل نہیں کرے گا۔اس وقت تک علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی وہ تصویر سامنے نہیں آسکے گی جو خدا اور رسولؐ نے ان کے بارے میں امت کو بتائی تھی ۔یا دکھائی تھی ۔سرکار دو عالم ﷺ نے شروع میں ہی حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو فرما دیا تھا کہ اے علیؓ تیرے بارے میں دو طبقے پیدا ہوں گے جو دونوں ہی گمراہ ہوں گے!

ان میں ایک

☆ محبّ مفرط ہوگا..........آپ کی ذات کے متعلق اس قدر غلو کا شکار ہو جائے گا کہ حضرت

علی رضی اللہ عنہ کو خدائی کا منصب دے دے گا اور وہ تمام اختیارات جو اللہ تعالیٰ کی ذات کا خاصہ ہیں سب کے سب علی مرتضٰی میں نہ صرف مانے گا، بلکہ دوسرں کو بھی ماننے پر مجبور کرے گا اور دوسرا طبقہ ہوگا۔

مُبْــغِــض ....وہ اس قدر گستاخ اور بے ادب ہوگا کہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ پر بہتان طرازی کرے گا۔ بے ادبی کریگا۔ گستاخی پر اُتر آئے گا۔اس طرح وہ دونوں طبقے راہ ہدایت سے ہٹے ہوئے ہوں گے! آپ کو معلوم ہی ہے کہ اس وقت یہ دونوں طبقے موجود ہیں۔

☆ حد سے زیادہ غالی وہ رافضیوں کے نام مشہور ہیں

☆ گستاخ اور بے ادب۔ وہ خارجیوں کے نام سے پہچانے جاتے ہیں

اہل سنت والجماعت اور علیؓ

اہل سنت والجماعت کا نظریہ حضرت مرتضی رضی اللہ عنہ کے بارے میں قائم کیا گیا ہے وہی حق ہے۔ وہی پوری امت کے جذبات کا ترجمان ہے۔ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ ہیں اور آپ کے سر پر خلافت راشدہ کا تاج حضرت عثمان غنیؓ کے بعد رکھا گیا تھا۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد آپ پوری امت میں افضل ہیں۔اس بنیاد پر آپ کے بے شمار فضائل ومناقب ہیں۔ کتاب وسنت اور اسلامی لٹریچر کے کروڑوں صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔اس وقت میں آپ حضرات کے سامنے مختصر طور پر ان فضائل کو بیان کروں گا جو قرآن اور زبان رسالت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں بیان فرمائے ہیں۔

شان مُرتضٰی کا اجمالی نقشہ

حضرات گرامی! تقریری تفصیلات میں جانے سے قبل میں ان اجمالی فضائل کا نقشہ آپ کو دکھا دوں جو میں نے اس وقت آپ کے سامنے بیان کرنے ہیں۔اس کے بعد تفصیل سے کتاب وسنت کی روشنی میں ایک ایک کی جھلکیاں پیش کرتا چلا جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ شرح صدر سے مجھے بیان کرنے کی توفیق نصیب فرمائے!

☆ بچپن میں نبوت پر علیؓ نثار ہو گیا۔
☆ حضور کے لیے تبلیغی اجتماع کا انچارج علی مُرتضیٰ تھا۔
☆ ہجرت کی رات کا تاریخ ساز مجاہد حضرت علی رضی اللہ عنہ
☆ دار حکمت کا دروازہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
☆ دامادِ رسولؐ حضرت علی رضی اللہ عنہ
☆ فاتح خیبر حضرت علی رضی اللہ عنہ
☆ صاحب ذو الفقار حضرت علی رضی اللہ عنہ
☆ علم نحو و صرف کا بانی حضرت علی رضی اللہ عنہ
☆ تصوف کے تمام سلسلوں کے بانی حضرت علی رضی اللہ عنہ
☆ اقضاھم علی رضی اللہ عنہ
☆ انفاق فی سبیل اللہ اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
☆ شہید فی سبیل اللہ علی رضی اللہ عنہ
☆ حضور کا ویر بھائی علی رضی اللہ عنہ

علیؓ کی بچپن میں نبوت پر جانثاری

حضرات گرامی! حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا سن مبارک ابھی دس سال کا تھا کہ ان کے شفیق مربی کو دربارِ خداوندی سے نبوت کا خلعت عطا ہوا۔ چونکہ حضرت علیؓ کو حضور ﷺ نے ابی طالب کے کثیر العیال ہونے کی وجہ سے اپنی کفالت اور تربیت میں لے لیا تھا۔ اس لیے حضرت علیؓ آپ کے ساتھ ہی رہتے تھے۔ اس لیے ان کو اسلام کے مذہبی مناظر سب سے پہلے نظر آئے ، چنانچہ ایک دن سرکار دو عالم ﷺ اور حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کو مصروف عبادت دیکھا۔ اس موثر نظارہ نے اثر کیا۔ بچپن کی معصومانہ ادا سے پوچھا۔ آپ دونوں کیا کر رہے تھے سرکار دو عالم ﷺ نے نبوت کے منصب گرامی کی خبر دی اور کفر و شرک کی خرابی بیان کر کے توحید کی دعوت دی ۔ حضرت علیؓ کے کان ایسی باتوں سے آشنا نہ تھے حیران ہو کر عرض کیا اپنے والد ابی طالب سے

دریافت کروں گا۔

چونکہ فطرت سنور چکی رحمت الٰہی شامل ہوئی اس سے زیادہ غور وفکر کی نوبت نہ آئی اور دوسرے دن ہی بارگاہ نبوت میں حاضر ہوکر مشرف با اسلام ہو گئے۔

خطیب کہتا ہے

☆ علی مرتضیٰؓ اس وقت اسلام لے آئے۔جب ابوبکر صدیقؓ، خدیجہ الکبریٰ اور زید بن ثابت ایمان لائے تھے!

☆ والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار

☆ جنت میں جب الاٹ منٹ ہوگئی، تو سب سے پہلے جن خوش نصیب اور بخت بلند قدوسی صفات شخصیات کو جنت کی الاٹ منٹ کی پرچی ملے گی۔ان میں علی مرتضیٰؓ کا اسم گرامی ممتاز ونمایاں ہوگا۔

☆ پوری دنیا کے بچوں کے سر فخر سے بلند ہوگئے کہ ایمان کی سبقت میں علی مرتضیٰؓ نے ان کی نمائندگی کا حق ادا کر دیا۔

عمر کے اعتبار سے بچہ تھا

ایمان کے اعتبار سے پکا تھا

☆ میرے محبوب کا بچپن سے ساتھی

بچپن سے جانثار

بچپن سے غم خوار

بچپن سے فدائی

کون ....؟............ پہچانا آپ نے ......؟ سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کیوں جناب ہوگیا نا...... بچپن میں سرکار دوعالم ﷺ کا جانثار اور فداکار۔کاشانہ اقدس کا تربیت یافتہ شب وروز نبوت کے اثرات وثمرات کو سمیٹنے والا حضرت علیؓ مرتضیٰ نبوت پر فدا...... سبحان اللہ......

شروع سے آپ کا...... آخر تک آپ کا...... فدائی۔شیدائی

تبلیغی اجتماع کا انچارج علیؓ

منصب نبوت عطا ہونے کے بعد سرکار دو عالم ﷺ نے تین برس تک علانیہ دعوت اسلام کی صدا بلند نہیں فرمائی۔ بلکہ پوشیدہ طریقہ پر خاص لوگوں کو اس کی ترغیب دیتے رہے۔ چوتھے سال بعد اسلام کے اعلان عام اور سب سے پہلے قریبی رشتے داروں میں اس کی تبلیغ کا حکم ہوا کہ **وانذر عشیر تک الاقربین**۔ اپنے قریبی اعزا کو (عذاب الٰہی) سے ڈراؤ۔ سرکار دو عالم ﷺ نے اس حکم کے موافق کوہ صفا پر چڑھ کر اپنے خاندان کے سامنے دعوت اسلام کی صدا بلند کی، لیکن برسوں کا رنگ ایک دن کے صیقل سے دور نہیں ہو سکتا تھا۔ ابولہب نے کہا **تبا لک** اسی لیے تو نے ہمیں جمع کیا تھا؟ اس سے بعد سرکار دو عالم نے ایک مرتبہ پھر اپنے خاندان میں تبلیغ اسلام کی کوشش فرمائی۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دعوت کے انتظام کی خدمت پر مامور کیا۔

حضرت علیؓ کی عمر اس وقت مشکل سے چودہ پندرہ برس کی تھی، لیکن انہوں اس کمسنی کے باوجود نہایت اچھا انتظام کیا۔ دستر خوان پر بکرے کے پائے اور دودھ تھا۔ دعوت میں کل خاندان شریک تھا۔ جن کی تعداد تقریباً چالیس افراد تھی۔ حضرت حمزہؓ عباسؓ ابی لہب اور ابی طالب بھی شریک شرکاء میں تھے۔ لوگ کھانے سے فارغ ہو چکے تو سرکار دو عالم ﷺ نے اٹھ کر فرمایا کہ یا بنی عبد المطلب! خدا کی قسم میں تمہارے سامنے دنیا و آخرت کی بہترین نعمت پیش کرتا ہوں۔ بولو تم میں سے کون میرا اس شرط پر ساتھ دیتا ہے کہ وہ میرا معادن و مدگار ہوگا اس کے جواب میں سب چپ رہے۔ صرف شیر خدا علی مرتضیٰ کی آواز بلند ہوئی کہ گو میں عمر میں بہت چھوٹا ہوں اور مجھے آشوب چشم کا عارضہ ہے اور میری ٹانگیں پتلی ہیں تاہم میں آپ کا دست و بازو ہوں گا......سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ اچھا تم بیٹھ جاؤ۔ پھر لوگوں سے خطاب فرمایا۔ لیکن کسی نے جواب نہیں دیا......حضرت علیؓ پھر اٹھے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے اس دفعہ بھی ان کو بٹھا دیا۔ یہاں تک کہ جب تیسری دفعہ بھی اس بار گراں کا اٹھانا کسی نے قبول نہ کیا تو اس دفعہ بھی حضرت علیؓ نے جانثاری کے لہجے میں انہی الفاظ کا اعادہ کیا......تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو بیٹھ جا تو میرا بھائی ہے۔......(طبری)

خطیب کہتا ہے

☆ قریش نے جب حضورؐ کو مایوس کیا تو حضرت علیؓ امید کی کرن بن کر ابھرے

☆ نبوت کے لیے تین بار تصدیق وتائید کا عہد کیا۔

☆ حضرت علیؓ اہل مکہ میں قرابت داروں پر سبقت لے گئے۔

☆ گویا کہ حضرت علیؓ نے اس پہلے تبلیغی اجتماع کے ثمرات و برکات سے دامن بھر لیا۔

☆ معلوم ہوا سری پائے کھانے والے عاشق اور ہوتے اور جان کی بازی لگانے والے عاشق اور ہوتے ہیں۔

☆ نبیؐ کے دستر خوان سے مزے لوٹنے والے اور ہوتے۔ نبیؐ کا حق نمک ادا کرنے والے اور ہوتے ہیں۔

☆ حلوے مانڈے صاف کرنے والے اور ہوتے ہیں۔اور بھوکے پیاسے رہ کر پیغام رسالت کو بلند کرنے والے اور ہوتے ہیں۔

☆ دودھ پینے والے مجنوں اور ہوتے ہیں جان دینے والے مجنوں اور ہوتے ہیں۔

☆ سامعین......دیکھا آپ نے ابولہب مشرک کا کردار پتھر مارنے میں بھی دیر نہیں کی!
اور دستر خوان کی ہڈیاں چوسنے میں بھی دیر نہیں کی!

☆ یہ ہڈیاں چوسنا۔بوٹیاں توڑنا یتیموں کے مال پر ہاتھ صاف کرنا انجمن مشرکین لمیٹڈ کے منشور کا خصوصی حصہ ہے۔

☆ توحید کو نہیں مانا۔رسالت کی تصدیق نہیں کی۔مگر ہڈیاں چوسنے کے لیے بے ایمان فوراً آ گیا۔

☆ لیکن قربان جاؤں علیؓ تیری بہادری کے تیرے عشق رسالت کے کہ تو نے دعوت کے دن رسالت کی تائید کا حق ادا کر دیا۔

☆ اس لیے نبیؐ نے بھی حضرت علیؓ کو اخوۃ مصطفےٰ کا بے مثال تمغہ عطا فرما دیا۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

حضرت علیؓ نے ہجرت رات تاریخی کارنامہ سرانجام دیا

حضرات گرامی! کسے علم نہیں کہ سرکاردوعالم ﷺ جس رات مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمارہے تھے۔وہ آپ کی زندگی کی کٹھن اور پرآشوب رات تھی۔دشمنوں نے آخری حربہ استعمال کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ان کا ارادہ ہی نہیں بلکہ مکمل تیاری تھی کہ آج کاشانہ محمد پر حملہ کرکے آپ کو قتل کردیا جائے ہمیشہ کے لیے حق وصداقت کی آواز کو خاموش کردیا جائے۔مگر خداوندقدوس کو کچھ اورہی منظور تھا۔دشمنوں کے منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے۔میرے اللہ نے جبریل کو بھیج کراپنے محبوب کو دشمن کے ارادوں سے باخبر کردیا۔سرکاردوعالم نے اس تاریخی رات میں دوفیصلے کیے۔

☆ ایک دوست کو ساتھ لے جانے کا فیصلہ کیا تاکہ راستہ کے دشمنوں اور مصائب کا مقابلہ ہوسکے!

☆ ایک دوست کو مکہ میں چھوڑنے کا فیصلہ کیا تاکہ مکہ کے دشمن کو کردار نبوت پر انگشت نمائی کا موقع نہ مل سکے!

☆ تاریخ عزیمت واستقلال گواہ ہے کہ دونوں ہی رسول اللہ ﷺ کے رفیق وفادار بھی ثابت ہوئے اور جانثار بھی ثابت ہوئے!

☆ ایک نے مکہ کے دشمنوں کی تسلی کی۔

☆ دوسرے نے راستے کے دشمنوں کی تسلی کی۔

☆ مکے میں رہنے والے ساتھی کو نبوت کا بستر مل گیا۔

☆ مدینے کے ہمراہی کو وجود مطہر کا تحفہ مل گیا۔

☆ صدیقؓ بھی مالدار

☆ علیؓ بھی مالدار

خطیب کہتا ہے

کفر نبیؐ کے دروازہ پر

☆ وہ دیکھو کاشانہ نبوت کا گھیراؤ ہوگیا۔کفر نبی کے دروازے پر اپنی پوری قوت لے کر آگیا۔رات کی پہلی تہائی گزری تھی اندھیرا چھا گیا تھا۔کہ قریش کی منتخب جماعت کاشانہ نبوت کے دروازہ پر جمع ہوگئی تھی اور اس انتظار میں تھے کہ حضورؐ سو جائیں اور یہ سب آپ پر حملہ کردیں۔امان بن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قریش کی یہ جماعت۔ابوجہل ابن عاص عقبہ بن معیط۔نضر بن حارث۔امیہ بن خلف زمعہ بن مسعود۔طیمہ بن عدی ابولہب۔ابی بن خلف وغیرہ ہم پر مشتمل تھی۔لیکن علامہ حلبی لکھتے ہیں کہ وہ سو مقتدر قریشی تھے۔

وھم مائۃ رجل من صنادید قریش

سیرت حلبیہ ج ثانی

وہ قریش کے سو بہادر اشخاص میں سے تھے۔

حضورؐ نے علیؓ سے فرمایا

تم آج کی رات میرے بستر پر سو رہو اور میری سبز حضرمی چادر اوڑھ لو اور اس میں سو جاؤ۔یہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔

البدایہ والنہایہ

بس پھر کیا تھا سرکار دو عالم ﷺ شاہت الوجوہ کر کے ان کی طرف خاک پھینکتے گئے۔اور نہایت آرام وسکون سے ان کے محاصرے کو توڑ کر تشریف لے گئے۔کفار آج تک آنکھیں مل رہے ہیں مگر نبیؐ صدیقؓ کو ساتھ لے کر مختلف مشرکین طے کرتے ہوئے مدینے بھی پہنچ گئے۔

(تفصیلات کے لیے دیکھیے خطبات قاسمی ج اوّل)

علیؓ بستر نبوت پر

نبوت کا بستر، جنت کا راحت کدہ۔علی سو رہے ہیں مشرکین، علیؓ کو نبیؐ سمجھ کر پوری رات نبیؐ کے نکلنے کا انتظار کرتے رہے۔صبح معلوم ہوا کہ نبیؐ تو چلے گئے۔علیؓ موجود ہے علیؓ کہاں تھے۔مقتل

میں۔رات بھر دشمن قتل کا منصوبہ بناتے رہے۔علیؓ شہادت کے مزے لوٹنے کے لیے تیار! اگر ایسا ہوتا تو علی تنہا سو مشرکین کا مقابلہ کرتے۔مدعی لاکھ پر بھاری ہے گواہی تیری! بہادری کی تاریخ بن گئی۔عزیمت واستقلال کا ایک نیا باب روشن ہو گیا۔علی مرتضی تن تنہا پوری رات دشمنوں کا انتظار کرتے رہے کس کو جرات نہ ہوئی کہ دیواریں پھاند کر اندر جائے۔کس کو ہمت نہ ہوئی اندر جانے کی اس طرح علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہجرت کی رات اللہ تعالیٰ نے وہ کام لے لیا۔جو عشق ومستی کی دنیا میں تا قیامت زندہ وتابندہ رہے گا۔ہجرت کی رات کا ذرا منظر تو دیکھئے دشمنوں کا شہر ہے۔خونخوار وخوں آشام درندوں کا شہر ہے اور ذرا تصور تو کرو ان کی خفگی کا ان کے جوش وخروش غیض وغضب اور اشتعال کا کہ حضورؐ ﷺ اپنے خدا کی نصرت اور فضل سے صاف بچ کر نکل گئے دروازہ پر کھڑے ہوئے خون کے پیاسے اعدا کے سر پر خاک ڈال کر نکل گئے۔کتنا مشتعل اور خوفناک ماحول ہوگا۔حالات کس طرح سنگین اور تشویشناک ہوں گے مگر شیر خدا علی مرتضی رضی اللہ عنہ اس ماحول سے ذرہ بھر بھی خوفزدہ اور ہراساں نہیں ہوئے۔قطعاً نہیں گھبرائے۔رسول اکرم ﷺ کے بستر پر بے خوف وخطر سو گئے اور اس پر مستزاد یہ کہ جان ہتھیلی پر رکھ کر غضب ناک دشمنوں کے مجمعوں جا کر تین دن ان کی امانتوں کی واپسی کا اعلان کرتے رہے جرأت وبے باکی کی انتہا ہے۔اور اس کی اساس تو بنیاد عشق رسولؐ ہے۔

؎ تجھے سے نسبت جو ہے پروانوں کو
کتنے بے باک ہوئے جاتے ہیں

علیؓ نے حق ادا کر دیا

حضرات گرامی! اس خوفناک رات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے محبوب کی رفاقت کا صداقت کا۔عنایت کا حق ادا کر دیا۔اس لیے میں کیوں نا کہوں۔شیر خدا علیؓ۔اسد اللہ الغالب۔سنیوں کا پیر علیؓ۔مصطفےٰ کا ویر (بھائی) علی۔ہجرت کی رات کا ذکر ہوگا۔تو صدیقؓ وعلیؓ کی عظمتوں کو سلام کرنا ہی پڑے گا اس کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں۔

کیونکہ صدیقؓ ونبیؐ نے علیؓ پر اعتماد کیا۔

اور

علی مرتضیٰؓ نے نبیؐ وصدیقؓ پر اعتماد کیا۔

ایک نے شہر کے دشمنوں کی طبیعت صاف کی۔

اور

ایک نے راستے کے دشمنوں کی طبیعت صاف کی۔

............سبحان اللہ............

نبیؐ بیتِ حکمۃ اور علیؓ دروازہ

حضرات گرامی! آپ نے تقریر کے آغاز میں ایک حدیث سنی کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ **انا دار الحکمۃ و علی بابھا** (یعنی میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں۔ مجھے اس حدیث باریکیوں میں نہیں جانا میں اس کے سادہ سے مفہوم سے موتی نکال کر آپ کے دامن میں ڈالتا ہوں آپ ذرا غور فرمائیں تو عرض کروں؟

توجہ ہے.................تو سماعت فرمایئے

حضور (ﷺ) حکمت کا گھر ہیں حکمت کیا ہے۔ قرآن کی تفسیر بتاتی ہے کہ

وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا

جس کو حکمت دے دی گئی اس کو خیر کثیر عطا کر دی گئی............

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ

ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا۔ اس کے کئی معنی مفسرین نے بیان کئے ہیں۔ کوثر کا ایک معنی ان متعدد میں خیر کی کثرت بھی بیان کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا جہاں کثرت سے خیر ہی خیر ہوگی ۔کروڑوں۔ اربوں، کھربوں کا مال ہوگا۔ وہاں دروازہ بھی بہت مضبوط ہوگا۔ کہ کوئی چور اپنی چیرہ دستی یا چابکدستی یا سینہ زوری یا ساتھیوں کی مدد سے اس گھر کو لوٹ نہ لے جائے اس کا دروازہ نہایت مضبوط ہونا چاہیے۔ اس لیے حضور ﷺ نے اپنے نبوت کے گھر کا دروازہ حضرت علیؓ کو قرار دیا...... ہے کس کو جرأت جو اس مضبوط دروازہ کو توڑ سکے! ساتھیوں کی مدد سے اس دروازہ کو

اکھاڑ سکے۔پوری توانائی صرف کردی جائے۔مگر یہ دروازہ نہ ٹوٹ سکتا ہے اور نہ زور سے کھل سکتا ہے۔کیا شان ہے حضرت علیؓ کی کہ وہ بیت نبوت کا مضبوط حصار بن گئے ناقابل تسخیر دروازہ بن گئے۔نہ ٹوٹنے والے رفیق بن گئے ان میں قوت حیدری نے شوکت و دبدبہ پیدا کردیا۔اس لیے میرے محبوب نے علیؓ کی رفاقت کو بیت نبوت کا دروازہ قرار دیا۔

خطیب کہتا ہے

☆ اگر کوئی ناراض نہ ہونے پائے تو میں تو حیدی دروازے سے ایک دو سوال کرلوں تا کہ کئی مسائل حل ہو جائیں

سبحان اللہ

☆ نبیؐ کے حکمت بھرے گھر میں دروازے کے بغیر اگر کوئی داخل نہیں ہوسکتا تو صدیقؓ وعمرؓ اندر کس طرح پہنچ گئے؟

☆ اگر آپ کہیں کہ کوئی اور راستہ پیدا کیا تو یہ دروازہ کی توہین!

☆ اگر دروازے سے گزرے ہیں تو دروازہ ہی بتائے کہ تیری رضا سے گزرے ہیں یا سینہ زوری سے!

☆ آواز آتی ہے میں علی ہوں۔میں بیت نبیؐ کا دروازہ ہوں ......مجھ سے گزرے بغیر مجھ سے پوچھے بغیر اندر نہیں جاسکتا۔

☆ مجھ پر کسی کا زور نہیں چل سکتا۔تو اے باب نبوت یہ صدیقؓ وعمرؓ کس طرح اندر چلے گئے۔دروازہ کہتا ہے میری کنجی ان کے پاس ہے ...... عشق رسالت ......باب رسالت کی کنجی ......صدیقؓ وعمرؓ عشق رسالت کے سمندر کے شناور......وہ میرے میں ان کا نبی ہم سب کے اس لیے بیت نبوت جو خیر کا مرکز ہے۔وہ صدیقؓ وعمرؓ کا مرکز ......جو جلتا ہے جلے،جو مرتا ہے مرے۔لیکن صدیق اکبرؓ فاروق اعظم مرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین برکات نبوت اور انوار نبوت سے قیامت تک بہرہ رو ہوتے رہیں گے اور کوئی ان کا بال بیکا نہیں کر سکے گا۔

حضرات گرامی!علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضورؐ نے بیت حکمت کا دروازہ قرار دیا ہے۔یہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے نبوی تمغہ ہے جس کے وہ مستحق بھی تھے اور لائق بھی!

دنیا والو...... خیال کرنا بیت نبوت میں داخل ہوتے وقت شناخت علیؓ سے کرانی ہوگی۔

☆ اور جام کوثر لینے کے لیے شناخت صدیقؓ اکبرؓ سے کرانی ہوگی

ماشاءاللہ............سبحان اللہ

داماد رسول علی مرتضی رضی اللہ عنہ

صدیق اکبرؓ کی بیٹی نبیؐ کے گھر، نبیؐ کی بیٹی علیؓ کے گھر۔ کتنا بڑا اعزاز ہے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے لیے

حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کا یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ

سُسر مصطفےؐ ہے

بیوی زہراؓ ہے

ایک طرف نسبت نبوّت

دوسری طرف نسبت طہارت ہے

(المناقب خوارزمی ص!۲۵)

یعنی مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ہے کہ فاطمہؓ کا نکاح علیؓ سے کروں اور آپ تمام کو (یعنی صحابہؓ) کو اس کا گواہ بنادوں۔ داماد رسولؐ کا شرف وہ تاریخی اعزاز ہے جو کسی خوش قسمت کو ہی نصیب ہوتا ہے۔ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ اس اعزاز کی وجہ سے ایک منفرد اور مثالی مقام رکھتے ہیں۔ جو آپ کے فضائل کے باب میں روشنی کا عظیم مینار ہے......سبحان اللہ

☆ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی مرتضٰی اس اعتبار سے نہایت ہی ممتاز ومنفرد مقام رکھتے ہیں کہ انہیں سرکار دوعالم ﷺ کے داماد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اسی لیے ایک مقام پر حضرت علی مرتضٰی نے حضرت عثمان غنیؓ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ اللہ کا آپ پر احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضورؐ کا داماد بنادیا ہے۔

فاتح خیبر کا اعزاز

انّ رسول اللّٰہ ﷺ قال یوم خیبر لاعطینّ الرایة غداً رجلا یفتح اللّٰہ علیٰ یدیه یحبّ اللّٰہ ورسوله. ویحبّه اللّٰہ ورسوله فبات النّاس یدوّ کون لیلتهم ایّهم یعطی ها فلمّااصبح النّاس غدوًا علیٰ رسول اللّٰہ ﷺ کلّهم یرجو ان یعطاها. فقال این علیّ ابن ابی طالب فقیل هو یشتکی عینیه فقال ارسلوا الیه فاتی به فبصق رسول اللّٰہ ﷺ فی عینیه ودعاله فبریٰ حتّی کان لم یکن به وجعٌ فاعطاه الرایة.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ یوم خیبر میں کہ کل میں اس شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دوں گا۔ جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائیں گے! وہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسولؐ اس سے محبت کرتے ہیں۔ لوگ رات بھر اس انتظار اور تجسس میں رہے کہ دیکھیے یہ اعزاز کس کو حاصل ہوتا ہے۔ صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ علی ابن ابی طالب کہاں ہیں۔ عرض کیا گیا کہ ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسے میرے پاس لاؤ۔ آپ کو حاضر کیا گیا۔ تو آپ کی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگایا اور شفاء کے لیے دعا فرمائی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے ایسے محسوس ہوا کہ میری آنکھوں کو کبھی کوئی تکلیف ہوئی ہی نہیں۔

خطیب کہتا ہے

☆ ارشاد نبوت سے معلوم ہوا کہ فتح خیبر کا اعزاز اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ کو عطا فرمایا...... اس لیے میرے علیؓ فاتح خیبر قرار پائے۔

☆ ارشاد نبوت سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خدا اور رسولؐ کو محبوب رکھتے تھے اور خدا ورسولؐ حضرت علیؓ کو محبوب رکھتے تھے!

☆ ارشاد نبوت سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کی بصارت بھی درست ہوگئی اور بصیرت بھی روشن ہوگئی۔

☆ اس معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ امت کے بہادر اور جرأت مند سپوت تھے جس سے دنیائے

اسلام کو فخر ہے۔

☆ جو لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تقیہ کی تہمت لگاتے ہیں ۔وہ اپنے ایمان کی خیر منائیں۔

☆ اگر چودھویں صدی کا ایک ذاکر ایران میں تقیہ نہیں کرتا......تو سیّدنا علی مرتضٰی جو اسد اللہ الغالب تھے۔اپنی خلافت کے لیے کیسے تقیہ کرتے تھے۔

اعاذ نااللّٰہ تعالیٰ

اقضاہم علیؓ

حضرات گرامی ! سرکار دو عالم ﷺ کی جوہر شناس نگاہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی استعداد اور صلاحیت کا اندازہ پہلے ہی فرمایا لیا تھا اور آپ کی زبان فیض ترجمان نے حضرت علیؓ کو (**اَقْضَاھم علیؓ**)علی چیف جٹس ہوں گے! کی سند عطا فرمادی تھی اور ضرورت کے مطابق قضا کی خدمت آپ کے سپرد فرماتے تھے۔چنانچہ جب اہل یمن نے اسلام قبول کیا تو سرکار دو عالم ﷺ نے وہاں عہدۂ قضا کے لیے آپ کو منتخب فرمایا۔حضرت نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہاں نئے نئے مقدمات پیش ہوں گیا اور مجھے قضا کا تجربہ اور علم نہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو راہ راست اور تمہارے دل کو ثبات اور استقلال بخشے گا۔حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ پھر اس کے بعد مجھے مقدمات کے فیصلے میں کبھی تذبذب نہیں ہوا۔

(مسند احمد ابن حنبل)

☆ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے **اقضا نا علیّ و اقر أنا اُبیّ**......یعنی ہم میں مقدمات کے فیصلوں میں سب سے زیادہ موزوں علیؓ ہیں اور سب سے بڑے قاری اُبیؓ ہیں ......(مستدرک حاکم)

☆ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم صحابہ کہا کرتے تھے کہ مدینہ والوں میں سب سے زیادہ صحیح فیصلہ کرنے والے علیؓ ہیں۔مستدرک حاکم

خطیب کہتا ہے

☆ علی مرتضیٰؓ مدینہ منورہ میں چیف جسٹس تھے

☆ جج کے لیے انصاف میں کمال حاصل ہونا اولین شرط ہے۔

☆ یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ اصحاب ثلاثہ کے حق میں تمام فیصلے علی مرتضیٰؓ کے سوچے سمجھے فیصلے تھے......سبحان اللہ

☆ کہاں تک کوئی حضرت علیؓ کے فیصلے سے گریز کرے گا۔

☆ اصحاب ثلاثہ کے ہاتھ پر بیعت اوران کے پیچھے نماز کی اقتداء اوران کے امور خلافت میں ساتھ ساتھ رہنا یہ حضرت علی مرتضٰی کے تاریخی فیصلے ہیں جو تاریخ عالم میں سنہری حروف سے لکھے جا چکے ہیں۔

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

حضرت علیؓ کی سخاوت

حضرات گرامی! حضرت علی رضی اللہ عنہ گو دنیادی دولت سے تہی دامن تھے لیکن دل غنی تھا کبھی کوئی سائل آپ کے دروازہ سے خالی واپس نہیں جاتا تھا۔ حتیٰ کہ قوت لایموت بھی دے دیتے ۔ایک دفعہ رات بھرایک باغ کو پانی لگاتے رہے ۔صبح کو جو مزدوری ملی وہ لے کر گھر آئے ایک مسکین نے آواز دی ۔حضرت علیؓ نے سب اُٹھا کر اس کو دے دیا۔اور بقیہ میں دو سے ثلث کے پکنے کا انتظار کیا۔ جب وہ تیار ہو گیا تو مسکین نے سوال کر دیا۔اسی طرح وہ حریرہ اسے عطا فرمایا۔ تیسری مرتبہ پھر ایسا ہوا تو جو بچ رہا تھا ایک قیدی کی نذر کر دیا اور یہ مرد خدارات کی مشقت کے باوجود دن کو فاقہ مست رہا۔اللہ تعالیٰ کو حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کی یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ عرش سے قرآن نازل ہوا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس سخاوت کی تعریف کی گئی۔ارشاد باری ہے

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا

(بخاری کتاب المناقب)

یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مسکین یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

خطیب کہتا ہے

☆ حضرت علیؓ کو قرآن کا خراج تحسین پیش کرنا ان کی سخاوت اور انفاق فی سبیل اللہ کی صفت پر مہر تصدیق ہے۔

☆ علی مرتضیٰ کو جب سٹرٹیفکیٹ عرش معلیٰ سے مل گیا۔

☆ اس سے معلوم ہوا کہ یتیم، مسکین کو کھلانا علیؓ مرتضیٰ کی سنت ہے!

☆ لیکن...... برا ہو اس دور کے ملنگوں۔ذاکروں کا کہ علیؓ تو یتیموں، مسکینوں کو بھوکے رہ کر کھلاتے تھے۔مگر ذاکر۔ملاں۔ملنگ بھرے ہوئے پیٹ کے علی الرغم یتیموں مسکینوں کا مال کھاتے ہیں۔

گدی نشین جو سادات کہلانے پر فخر کرتے ہیں۔ان کے دستر خوان پر رات کو جو نوع بنوع کھانے سجائے جاتے ہیں۔یہ سب یتیموں، مسکینوں، بیواؤں کا مال ہے جسے شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کیا جاتا ہے۔

☆ ہے کوئی رجل رشید؟ ہے کوئی علی مرتضیٰ کا شیدائی جو حضرت علیؓ کے مشن کو زندہ کرتے ہوئے ان گدی نشینوں اور پیٹ کے پجاریوں کو یتیموں کا مال کھانے سے منع کرے!

؎ کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

☆ گدی نشینوں پیروں کے پاس ان کے آباؤ اجداد کے خون پسینے سے کمائے ہوئے خزانے اور جائیدادیں نہیں ہیں۔ بلکہ مریدوں، غریبوں، یتیموں، مسکینوں کا مال ہے جو مختلف حیلوں بہانوں سے جمع کر رکھا ہے!

کبھی تو انشاءاللہ علوی سنت زندہ ہوگئی

اور اسلام اپنی بہاروں سمیت آئے گا۔

زبان نبوت اور علی مرتضیٰؓ

مدینہ منورہ میں جب صحابہ کرام کی سرکار دو عالم ﷺ نے مواخاۃ (یعنی بھائی چارہ) قائم کرائی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ

انت اخی فی الدنیا والاخرة

☆ تو میرا دنیا اور آخرت میں بھائی ہے۔

☆ ایک دوسرے مقام پر سرکار دوعالم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ

انت بمنز منز لة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی. (مشکوٰۃ)

تو میرے لیے ایسے ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون تھا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

☆ ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ **من کنت مولاہ فعلی مولاہ** (مشکوٰۃ)

جس کا میں دوست ہوں تو علیؓ بھی اس کا دوست ہے!

حضرات گرامی! میں نے نہایت جامعیت سے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان وعظمت کا ایک گلدستہ بنا کر پیش کر دیا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے قلوب اور میرے دل کو علی مرتضیٰؓ کی محبت سے سرشار فرمادے۔ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کی محبت سنّی کا ایمان سنّی کا ایقان سنی کا وجدان ہے محبت علیؓ کے بغیر کوئی سنّی بن ہی نہیں سکتا!

آخر میں **انا دار الحکمة وعلی بابها** کی حدیث کا ایک منظوم مفہوم عرض کر کے ختم کرتا ہوں!

؎ ہیں خانۂ حکمت نبیؐ صدیقؓ بنا ہیں
فاروق احاطہ بنے دیوار کی جا ہیں
چھت اس کی ہیں عثمان کہ باشرم وحیا ہیں
اک در ہیں اسی کا گھر کے علیؓ راہنما ہیں
دیوار نہ ہو چھت نہ ہو در ہو نہیں سکتا
بنیاد نہ ہو اور گھر یہ ہو نہیں سکتا
اصحاب نبیؐ نجم ہدایت کے اگر ہیں

بس یونہی سب اس خانہ نبوت کے بھی در ہیں

انـا دار الـحکمة وابو بکر اساسها وعمر حیطا نهاوعثمان سقفها وعلی بابها .

میں حکمت کا گھر ہوں۔ابوبکرؓاس کی بنیاد ہیں۔عمرؓاس کی دیوار ہیں اور عثمانؓ اس کی چھت ہیں اور علیؓ اس کے دروازہ ہیں۔

و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰه رب العالمین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

فضائل سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ
فضائل سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ

نَحۡمَدُه وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ. بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

عن البراء قال رأیت النبیّ ﷺ والحسن بن علیّ علیٰ عاتقه یقول اللّٰھمّ انیّ احبّه فاحبّه. (بخاری و مسلم)

حضرت براء فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اس حالت میں کہ حسنؓ ابن علیؓ آپ کے کندھوں پر سوار تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ اے اللہ میں اس کو محبوب رکھتا ہوں۔ آپ بھی اس کو محبوب رکھیں۔

عن ابن عمرؓ قال النّبی ﷺ هما ریحا نتای من الدّنیا یعنی الحسن و الحسین. (بخاری)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حسنؓ اور حسینؓ دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔

حضرات گرامی! آج کی تقریر کا موضوع حضرات حسنین کریمین کے فضائل اور منقبت بیان کرنا ہے۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ اہل سنت کی نظر میں سید نا حسین بن علی رضی اللہ عنہا کا مقام کس قدر بلند و بالا ہے۔

حضرت حسنؓ و حضرت حسین دونوں حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور سیدنا فاطمہ الزہراؓ بنت رسولؐ کے نور نظر ہیں۔ دونوں اپنے والد اپنی والدہ اور رسول اللہ ﷺ کو بیحد

پیارے اور لاڈلے تھے۔سرکاردوعالم ﷺ دونوں سے بہت پیار کرتے تھے۔اس لیے آج کی تقریر میں آپ حضرات کے سامنے ان دونوں کا تذکرہ تفصیل سے کروں گا۔تاکہ آپ بھی ان کے فضائل اور درجات سے باخبر ہو کر ان کی محبت کے چراغ اپنے دلوں میں روشن کرسکیں! اللہ تعالیٰ شرح صدر سے بیان کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور آپ کو سن کر سمجھ کر ان کی عقیدتوں اور محبتوں کو قلب وجگر میں سمونے کی جگہ نصیب فرمائے!

سیّدنا حسنؓ ابن علیؓ

حضرات گرامی! آپ کا اسم گرامی حسنؓ ہے والدہ ماجدہ فاطمہ بنت رسول ہیں۔کنیت ابومحمد ہے۔حضور ﷺ کے محبوب نواسہ ہیں۔سہ ۳ھ رمضان میں پیدا ہوئے۔آپ کی پیدائش کے بعد رسول اللہ ﷺ سیّدنا فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ **ارونی ماسمیتموا**...... مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے۔حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ حَربْ...... فرمایا کہ اس کا نام حرب نہیں حسنؓ ہے۔

سبحان اللہ

☆ نام میں تاریخی سماگئی۔حرب کا معنیٰ جنگ ہے۔مگر سرکاردوعالم ﷺ نے حرب کو حسنؓ میں تبدیل فرمادیا۔تاکہ ابتدا ہی سے حسنؓ صلح وآشتی کے سانچے میں ڈھل جائے۔امت کے لیے اس کا وجود حسن ثابت ہو۔حرب (جنگ) نہیں۔چنانچہ مستقبل میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا یہی کردار امت کے سامنے آیا اور آپ نے مسلمانوں کے دو گروہوں میں اس انداز سے صلح قائم فرمائی کہ آج تک اس کی خوشبو مہک رہی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان دی

حضرت حسنؓ پیدا ہوئے تو آپ کے کانوں میں رسول اللہ ﷺ نے اذان دی۔اَذَّنَ فِــــیْ اُذُنَیْھِمَا اور آپ کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔

خطیب کہتا ہے

بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کے کان میں اذان اور تکبیر پڑھی جاتی ہے تاکہ اس کے دل ودماغ

میں خدا کی توحید اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے نقشے جم جائیں۔

کسی بچے کے کان میں اذان عالم دیتا ہے۔

کسی بچے کے کان میں اذان محلے کا مولوی دیتا ہے

کسی بچے کے کان میں اذان کوئی واعظ اور خطیب دیتا ہے

کسی بچے کے کان میں اذان کوئی محدث اور فقیہ دیتا ہے۔

حسنؓ آپ کی عظمتوں کے قربان آپ کے کان میں اذان رسول اللہ نے دی۔

☆ نام خدا......کا......آواز رسول اللہ کی

کیا سہانہ سماں ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کی آواز حَسن کے کانوں میں رس گھول رہی ہوگی۔اور علیؓ وفاطمہؓ کے گھر اللہ کے رسولؐ کی آواز سے مسحور ہوں گے۔......سبحان اللہ......

پیدائش کے سات روز بعد ختنہ کرایا اور عقیقہ کیا اور بال ترشوا کران کے برابر چاندی صدقہ کی گئی۔

سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ حضورؐ کے مشابہ تھے

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ اپنے نانا سرکار دو عالم ﷺ کی شبیہ مبارک تھے۔یعنی آپ کا چہرہ مبارک آپ کے لب مبارک آپ کی آنکھیں آپ کے ابرو،سر کے بال،تبسّم،مسکراہٹ،انداز تکلم، گفتگو کا انداز،۔ یہ سب سرکار دو عالم ﷺ سے ملتے جلتے تھے۔یہی وجہ ہے ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عصر کی نماز پڑھا کر مسجد سے باہر تشریف لائے۔ساتھ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔دیکھا تو سامنے حضرت حسن رضی اللہ عنہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت حسنؓ کو پکڑ کر اپنے کندھوں پر بٹھالیا اور فرمایا کہ

بابی شبیهة باالنبی لیس شبیها بعلیؓ

قسم ہے کہ حسنؓ نبی کے مشابہ ہے علی کے مشابہ نہیں! حضرت علی رضی اللہ عنہ سن کر ہنس رہے تھے **ویضحک علی**

☆ **عن علیّ رضی اللّٰه عنه قال الحسن اشبه رسول اللّٰه ﷺ مابین**

الصدر الی الراس والحسین اشبه النّبی ﷺ ما کان اسفل من ذالک

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسنؓ سینہ سے لے کر سر مبارک تک رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ قدموں سے لے کر سینہ تک رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے گویا کہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی تصویر تھے۔ نقشہ تھے اور آپ کے حسن و جمال کی عکاسی کرتے تھے۔

......سبحان اللہ......

خطیب کہتا ہے

☆ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیّدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کا اکٹھے مسجد سے نکلنا باہمی محبت و اعتماد کی زندہ مثال ہے!

☆ حضرت ابوبکرؓ و علیؓ آپس میں شیر و شکر تھے اور رسول اللہ ﷺ کے گلشن کے "حسین پھول تھے"!

☆ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا رسول اللہ ﷺ کے نواسے حضرت حسنؓ کو کندھوں پر اٹھانا......اس بات کا نشاندہی کرنا تھا کہ

☆ رسولؐ بھی صدیقؓ کے کندھوں پر

☆ نواسۂ رسولؐ بھی صدیقؓ کے کندھوں پر

گویا کہ

نبوت بھی صدیقؓ کے کندھوں پر

اور

ولایت بھی صدیق کے کندھوں پر

☆ محبت آل رسولؐ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے رگ و ریشے میں رچی ہوئی ہے۔

☆ صدیق اکبرؓ اور مرتضیٰ کا آپس میں اس قدر گہرا تعلق اور لگاؤ تھا کہ صدیق اکبرؓ نے مزاحیہ انداز میں حضرت علیؓ سے فرمایا کہ **بابی شبیهٌ باالنبی لیس شبیها بعلیؓ۔**

اس پر ی **یضحک علیؓ** .....علی مرتضی ہنس دیے۔

☆ دونوں کے لیے بے تکلفانہ کی دلیل ہے

☆ صدیقؓ علیؓ کے قریب

☆ علیؓ صدیقؓ کے قریب

☆ آپ درمیان میں دخل دینے والے کون؟

☆ صدیاں گزر گئیں۔مگر آپ صدیقؓ و علیؓ میں تفریق پیدا نہیں کر سکے۔انشاء اللہ قیامت تک کچھ نہیں کر سکو گے۔اپنا ایمان ضائع نہ کرو!

سیّدنا حسنؓ نے رسول اللہ کے گلے میں باہنیں ڈال لیں۔محبت کا عظیم مظاہرہ

عن ابی هريرة رضی اللّٰه عنه قال رسول اللّٰه ﷺ فی طائفة من النهار حتّٰی اکیٰ خباء فاطمة فقال الم لكع اثمّ اكع.................... ان جاء یسعٰی حتّٰی احتنق ....واحد منهما صاحبه فقال رسول اللّٰه ﷺ اللّٰهم انّی احبّه فاحبّه و حبّ من يحبّه. (بخاری و مسلم)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور کے ساتھ تھوڑے سے دن میں جب فاطمہؓ کے گھر آئے تو آپ نے فرمایا ننھا کہاں ہے۔ننھا کہاں ہے یعنی ......حسنؓ......آپ نے دومرتبہ ایسے فرمایا کہ حسنؓ دوڑتے ہوئے آئے یہاں تک کہ گردن میں باہنیں ڈال لیں۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ اے خدا میں اس سے (یعنی حسنؓ) سے محبت رکھتا ہوں آپ بھی اس سے محبت فرمائیں اور محبت رکھ اس سے جو اس سے محبت رکھے!

خطیب کہتا ہے

☆ سیدنا حسنؓ سے محبت رکھنا خدا اور رسولؐ سے محبت رکھنا ہے۔

☆ آل رسولؐ اہل سنت کی محبت وعقیدت کا مرکز ومحور ہیں۔

☆ جونواسۂ رسولؐ سے محبت کرے گا۔وہ خدا اور رسولؐ کا محبوب ہوگا۔

راکبِ دوشِ رسول ؐ

سیّدنا بن علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کو اس قدر عزیز تھے۔ کہ ایک دفعہ انہیں کندھے پر سوار فرما کر ان کو عظمت سے ہمکنار فرمایا۔

عن البراء قال رأیت النّبی ﷺ والحسن ابن علی علیٰ عاتقه یقول اللّٰهم انّی احبّه فاحبّه............ (بخاری مسلم)

حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ حسن ابن علیؓ کو کندھوں پر اٹھائے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے کہ اللہ میں حسنؓ سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔

خطیب کہتا ہے

☆ سیدنا حسنؓ کو نبی اکرم ﷺ نے کندھوں پر سوار اونچا کر دیا۔

☆ سیدنا حسنؓ رضی اللہ عنہ راکب دوش رسول بن گئے۔

☆ کعبے میں علیؓ دوش رسول ؐ پر

☆ مدینے میں حسنؓ دوش رسول ؐ پر

☆ ہجرت میں نبی ؐ دوش صدیقؓ پر

کیا بلندی ہے؟ کیا رفعت ہے؟

......سبحان اللہ......

سیدنا حسنؓ سجدے میں حضور ؐ سے لپٹ گئے

حضور ﷺ سجدے میں ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کھیلتے ہوئے آتے ہیں اور آپ کی کمر مبارک پر سوار ہو جاتے ہیں۔ حضور ؐ نے سجدے کو طویل کر دیا اور اس وقت تک سر نہیں اٹھایا۔ جب تک حضرت حسنؓ نیچے نہیں اتر آئے۔

جب نماز سے فارغ ہوئے تو نماز کی طوالت کے متعلق فرمایا کہ

ارتحلنی ابنی حسنٌ فکرهت ان اعجله حتّٰی یقضی حاجته

میرا بیٹا حسنؓ مجھ پر سوار ہو گیا تو میں نے جلدی کرنا ناپسند سمجھا۔ یہاں تک کہ وہ از خود نیچے

آ گیا۔

خطیب کہتا ہے

نبیؐ بھی خدا کا

سجدہ بھی خدا کا

حسنؓ بھی خدا کا

اللهم انی احبه فا حبه

تیرا میرا دخل کیا...... لیکن تھوڑی دیر کے لیے بدر کی سیر بھی کریے وہاں بھی اسی طرح صدیقؓ نے نبی سے سجدے کی حالت میں لپٹ کر عرض کیا تھا!

میرے محبوب بس کیجئے۔ اب سر اٹھایئے۔ رب کی امداد آ چکی ہے۔

☆ اگر سیّدنا حسنؓ بن علیؓ رسولؐ سے سجدے کی حالت میں لپٹ سکتے ہیں۔

☆ تو سیدنا صدیق اکبرؓ بھی سجدے کی حالت میں رسول اللہ ﷺ سے لپٹ سکتے ہیں۔

صدیقؓ بھی اعلیٰ۔ حسن بھی اعلیٰ

سیدنا حسنؓ کی عظمت نظرِ نبوّت میں

ایک روایت میں ہے کہ حضرت حسنؓ بچپن میں مسجد میں آئے۔ ڈگمگا رہے تھے۔ آپ نے خطبہ چھوڑ کر حضرت حسنؓ کو گود میں اٹھالیا اور منبر پر اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ آپ خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے کبھی قوم کی طرف دیکھتے تھے اور کبھی حسنؓ کی طرف آپ نے ارشاد فرمایا۔

انّ ابنی هٰذا سیدٌ لعلّ اللّٰه سیصلح بهٖ بین الفئتین العظیمتین من المسلمین. (مشکوٰة)

یہ میرا بیٹا سردار ہے شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا۔

خطیب کہتا ہے

☆ حضور ﷺ نے حضرت حسنؓ کو مسلمانوں کے دو گروہوں میں مصالحت کنندہ قرار دیاؒ

☆ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا باہمی اتفاق حضور اکرم ﷺ کو بے حد محبوب تھا۔

☆ معلوم ہوا کہ جب حضرت حسنؓ کے ذریعے حضرت معاویہؓ سے مصالحت ہوئی اس میں بنیادی کردار حضرت حسنؓ نے ادا کیا تھا۔

☆ قیامت تک کے لیے سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کا یہ کارنامہ زندہ وجاوید رہے گا۔

☆ معلوم ہوا کہ حضرت حسنؓ نے جس گروہ سے مصالحت کرائی تھی وہ مسلمان تھے اور زبان نبوت نے ان کے اسلام اور مسلمان ہونے کا تذکرہ فرمایا ہے۔

☆ معلوم ہوا کہ آج جو لوگ حضرت معاویہؓ کے اسلام میں شبہات پیدا کر رہے ہیں۔ انہیں زبان نبوت پر کوئی اعتماد نہیں ہے۔

حضرات گرامی! میں نے آپ کے سامنے سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے وہ فضائل بیان کئے ہیں جو خود سرکار دو عالم ﷺ سے ثابت ہیں اور فضائل پر مہر نبوت ثبت ہے۔ سیّدنا حسن ابن علی رضی اللہ عنہ کے فضائل کا اگر گلدستہ بنایا جائے تو کچھ یوں بنے گا۔

☆ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نواسۂ رسول ہیں

☆ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند ہیں

☆ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ سیّدہ فاطمہؓ کے نور ہیں۔

☆ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ راکب دوش رسولؐ ہیں۔

☆ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ راکب دوش صدیقؓ ہیں

☆ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ اُمت کے محسن ہیں۔

☆ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

☆ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ شہید فی سبیل اللہ ہیں۔

☆ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ خدا اور رسولؐ کے محبوب ہیں۔

☆ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ ہر مسلمان کے لیے محبوب ہیں۔

ہر سنی کے لیے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ محبت وعقیدت کا مرکز ہیں۔

☆ ہرسنی کا کوئی جمعے کا خطبہ سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے ذکر سے خالی نہیں ہوتا۔

☆ پوری دنیائے سنّیت کی مساجد میں منبر ومحراب میں سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا نام گونجتا ہے۔

سبحان اللہ...... ماشاءاللہ

سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ

حضرات گرامی! سیّدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی ہیں۔سیدنا حسن رضی اللہ کی طرح آپ کے فضائل ومناقب کا باب بھی بہت وسیع ہے۔

آپ کی پیدائش پر سرکاردوعالم ﷺ نے آپ کے کان میں خود اذان دی! چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے **اذن اذنيهما** ۔

(مشکوٰۃ)

☆ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی خوش بخت اور خوش نصیب ہیں کہ آپ کے کانوں میں اذان اور تکبیر کی جو مبارک آواز پہنچی وہ سرکاردوعالم ﷺ کی آواز تھی ......جس کی آواز نے حسینؓ کے دل ودماغ پر توحید رسالت کا سکہ جما دیا...... اور ایسا سرور بھر دیا کہ حسینؓ اس نغمہ کی حلاوت سے مسرور رہے اور زندگی بھر اس کا نشہ نہیں ٹوٹا۔

جنتیوں کے سردار

سرکاردوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ **سيد اشباب اهل الجنة الحسن والحسين** ...... جنت میں جوانوں کے سردار حسن وحسین ہوں گئے۔

خطیب کہتا ہے

☆ شارحین حدیث نے فرمایا ہے کہ جو لوگ جوانی میں دنیا سے رخصت ہوگئے ان کی سرداری کا تاج حسن وحسین رضی اللہ عنہ کو پہنایا جائے گا۔

☆ جو پختہ عمر میں انتقال کریں گے ان کی سرداری کا تاج ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہ کے سر پر ہوگا۔

☆ پوری اُمت اس پر متفق ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ پوری اُمت سے افضل ہیں اور ابوبکر صدیق **افضل النا س بعد الانبیاء** کا مقام رکھتے ہیں۔

سیّد کا ایک مفہوم اور معنیٰ عوام کی زبان سنا جاتا ہے۔ ایک معنیٰ لغت کے اعتبار سے معروف و مشہور ہے جو محترم اور سردار کے معنیٰ میں آتا ہے۔

جنت کے پُھول

سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ **ریحا نتای من الدنیا یعنی الحسن و الحسین**...... ......(بخاری)

حسنؓ و حسینؓ میرے دو پھول ہیں دنیا سے

☆ یہ محبت کے جملے ہیں۔ ان میں حضور ﷺ کو حسنین کے ساتھ جو قلبی محبت ہے اس کا پتہ چلتا ہے۔

اس جملے کو اس قدر پذ ایرئی ملی کہ آج بھی دنیا میں اپنے محبوب ترین بچوں کو پھول سے تشبیہ دی جاتی ہے

☆ پھول اس قدر نازک اس قدر حسین اور اس قدر دلربا ہوتا ہے کہ اسے مکان کی زینت بنایا جاتا ہے ڈرائینگ روم میں سجایا جاتا ہے۔ ہار بنا کر گلے میں ڈالا جاتا ہے اور سینے پر ٹا نکا جاتا ہے۔

غرضیکہ پھول کو بھول کر بھی مَسلا نہیں جاتا۔

☆ کس قدر ظالم تھے وہ لوگ جنہوں نے کربلا میں محمدؐ کے پھولوں کو مسل ڈالا اور اس پر ذرہ بھی شرمندہ نہیں ہوئے۔

☆ اور کس قدر دیدہ دلیر ہیں وہ لوگ جو ان پھولوں کے دشمنوں کی تائید کر رہے ہیں۔

☆ بچہ چھوٹا ہو یا بڑا والدین کے لیے روح وقلب ہی ہوا کرتا ہے۔ نہیں معلوم آج کا محقق علیؓ کے بیٹے، فاطمہؓ کے لخت جگر اور رسولؐ کے نواسے کی شہادت پر اس قدر خوش کیوں ہے؟

کیا اس کے ہاں اولاد نہیں

کیا وہ ان بچوں کو ذبح ہوتے دیکھ کر تحقیق کرنے پر بیٹھ جاتا؟ اس کے دل میں ذرہ برابر رحم نہیں ہے۔

☆ سیدنا حسین ابن علی سبط رسولؐ ہیں۔ شہید جادۂ حق ہیں اس لیے ان کو جنت میں تاج سیادت برابر ملے ہی ملے۔

ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء

☆ **قال النبی ﷺ الحسن و الحسین سبطٌ من الاسباط**

آنحضرت ﷺ نے فرمایا حسنؓ و حسینؓ نواسوں میں نواسے ہیں۔

حسین سے محبت حضورؐ سے محبت ہے

سرکار دوعالم ﷺ نے حسنؓ و حسینؓ دونوں کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ

من احبّھما فقد احبّنی و من ابغضھما فقد ابغضنی. (ابن ماجہ)

جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

☆ کیا آج جو بغض حسینؓ کے سلسلہ میں تحقیق کے نام پر بے تحقیق نسب وحسب کے افراد لٹریچر چھاپ رہے ہیں۔ وہ شرم وحیا سے عاری ہوگئے ہیں کہ انہیں سبط رسولؐ کی بھی حیاء نہیں رہی؟

☆ انہیں یہ معلوم نہیں رہا کہ سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہ صرف سبط رسولؐ اور نواسئہ رسولؐ ہی نہیں بلکہ صحابی رسولؐ ہیں۔

☆ صحابی کے جو فضائل قرآن وحدیث میں بیان کئے گئے ہیں وہ حضرت حسینؓ کے سلسلہ میں انہیں بھی فراموش کر گئے ہیں اور حد اعتدال سے گزر کر حضرت سیّدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص شان پر اتر آئے ہیں۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ

☆ کیا پہلی کلاس کے بچے کو ایم اے کلاس کے تعلیم یافتہ کا حق حاصل ہے۔

☆ کیا کوئی پرائمری پاس کسی یونیورسٹی کے علمی سربراہ پر تنقید کا حق رکھتا ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو معاف کیجئے آپ کے پاس زندگی کی کروڑوں سعادتیں جمع ہو جائیں۔ آپ حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کے اس ایک لمحے کا مقابلہ نہیں کر سکتے جب وہ دوش رسول ؐ پر سوار ہو کر نبوت کی اداؤں کے مزے لے رہا تھا۔

☆ خدا کرے ہمارا حشر قیامت میں حسینؓ کے ساتھ ہو اور دشمنان حسینؓ کا حشر قاتلان حسینؓ کے ساتھ ہو۔

کیا یہ تمہیں منظور ہے؟

☆ **عن اسامة بن زيدٌ انه قال قال رسول الله ﷺ للحسن و الحسين هٰذان ابنائی و ابناء بنتی اللّٰهم انّی احبّهما فاحب من يحبّهما**

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حسن اور حسین میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ میں ان سے محبت رکھتا ہوں جو انہیں محبوب رکھے گا۔ آپ بھی ان سے محبت رکھیں۔

☆ ایک روایت میں حضرت حسینؓ کے متعلق ہے کہ

كان اشبههم برسول الله ﷺ

سب سے زیادہ حضور ؐ کے ساتھ مشابہت حضرت حسینؓ کو حاصل تھی!

حضرت عمرؓ نے بدری صحابہ کے مطابق حسینؓ کا وظیفہ مقرر فرمایا

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دربارہ خلافت سے جب صحابہ کرام کے وظائف مقرر فرمائے تو جو صحابہ کرام جنگ بدر کے جہاد میں شریک ہوئے تھے۔ ان کے وظائف سب سے زیادہ مقرر فرمائے۔ چنانچہ جب حضرات حسنین کریمین کی باری آئی تو ان کے وظائف بھی بدری صحابہ کرام کے برابر مقرر فرمائے۔

☆ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں حضرت حسنین کریمین کا مقام بہت ہی بلند تھا ظاہر ہے کہ حضرات کریمین بدر کے جہاد میں شریک نہیں تھے۔ لیکن

سیدنا فاروق اعظمؓ نے محض نسبت پیغمبر کی وجہ سے آپ کو بدری صحابہ کے درجہ میں رکھا!

ہم تو اپنے پیر کے ساتھ ہیں

مجھے یہ لکھتے ہوئے اور بیان کرتے ہوئے فخر محسوس ہو رہا ہے کہ ہمارا مسلک محبت اہل بیت اور تکریم اہل بیت حسنؓ و حسینؓ کے سلسلہ میں وہی ہے جو ہمارے مرشد ہمارے پیر سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا تھا۔ اگر انہوں نے انہیں بدری صحابہ کے برابر وظیفہ دیا تو ہم بھی انہیں اسی طرح اپنے سر کا تاج سمجھیں گے۔ جس طرح فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انہیں عزت و تکریم دی ہے۔

و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اصحاب رسولؐ کو اللہ تعالیٰ نے منتخب کیا ہے
اصحاب رسولؐ انتخاب الٰہی کا ثمرہ ہیں

نَحۡمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡم. بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ امۡتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوۡبَھُمۡ لِلتَّقۡوٰی. (پ ۲۶)

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو جانچ لیا ہے اللہ نے تقویٰ کے لیے۔

حضرات گرامی! آج کی تقریر کا موضوع قرآن اور عظمت اصحاب رسولؐ ہے یعنی آج آپ کو یہ بتانے کی کوشش کروں گا انشاءاللہ کہ قرآن مجید میں رسولؐ اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کا کیا مقام تھا! اس وقت جو آیت کریمہ تلاوت کی گئی ہے۔اس میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کے دلوں کو جانچنے پرکھنے۔امتحان لینے کا ذکر فرمانے کے بعد اس کا نتیجہ اور زرلٹ بیان فرمایا ہے کہ **امتحن اللّٰہ قلوبھم للتقویٰ**

اصحاب رسولؐ کے دل تقویٰ پرہیزگاری اور رضائے الٰہی اور اطاعت خداوندی وعشق رسولؐ کا مرکز ومحور ہیں!

عجیب امتحان

کالج۔یونیورسٹی۔سکول مدرسہ مکتب میں تو امتحان قابلیت کا ھوتا ہے۔صلاحیت کا ھوتا ہے استعداد کا ھوتا ہے ذہن کا ھوتا ہے مضامین تاریخ ھوتی ہے۔جغرافیہ سائنس۔انگلش۔حساب اور عالمی معلومات ھوتے ہیں۔کبھی امتحان تحریری ھوتا ہے اور کبھی تقریری ھوتا ہے لیکن عشق رسالت

کے متوالوں کا شمع رسالت کے پروانوں کو جب امتحان گاہ میں لایا گیا تو اعلان ہوا کہ تمہارے ہاتھوں کا۔ صلاحیتوں کا۔ معلومات کا اور دنیا کے کسی مضمون کا امتحان نہیں ہوگا؟ بلکہ تمہارے دلوں کا امتحان لیا جائے گا۔ تمہارے دلوں کو پرکھا جائے گا۔ دلوں کو جانچا جائے گا کہ ان میں توحید جیسی ان میں دین کے موتی رکھے جاسکتے ہیں۔ کہیں خرابی تو نہیں آئے گی...... کہیں ستم تو واقع نہیں ہوگا۔

کہیں موتیوں کا رنگ تو نہیں بدل جائے گا۔ کہیں ان کی آب وتاب تو ختم نہیں ہو جائے گی۔ کہیں زمانہ کے بدلتے ہوئے شب وروزان میں تبدیلی تو نہیں پیدا کر دیں گے۔ یہ امتحان میں سختی کیوں ہے۔ یہ نرالا امتحان کیوں ہے یہ انوکھا آزمانے کا طریقہ کیوں ہے ایسی کون سی بات ہے کہ جن کو رسول ؐ کے ساتھ جوڑنا ہے ان کے امتحان کا اندازہ پوری دنیا سے الگ تھلگ کر کے اس قدر کڑی شرط رکھ دی جائے کہ ان کا امتحان جو میرے محبوب کے صحابہ ہوں گے دلوں کا امتحان ہو گا۔ ان کے قلوب کا امتحان ہوگا...... امتحان بھی کوئی معمولی نہیں ہوگا اور امتحان لینے والی وہ ذات بھی کوئی معمولی نہیں ہوگی۔ امتحان اصحاب محمد ؐ میں داخلے کا ہوگا۔ امتحان لینے والی وہ ذات ہوگی جو علیم بذات الصدور ہے تاکہ شروع میں طے ہو جائے کہ امتحان دلوں کا ہوگا۔ جو رسول ؐ کے دائرہ صحابیت میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ اور کوئی چیز نہ لائے۔ وہ صرف دل لائے۔ اس کے دل کا امتحان لیا جائے گا اور پاس ہونے پر اسے محمد ؐ کے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہو جائے گا اور وہ میرے محبوب کی معیت۔ رفاقت اور صحبت کے قابل قرار دے دیا جائے گا۔

صحابہ امتحان میں پاس ہو گئے

چنانچہ اصحاب محمد ؐ میں داخلے کا امتحان ہوگا!

ابوبکرؓ آئے ان کا دل دیکھا گیا۔ پرکھا گیا، جانچا گیا۔ وہ دیکھئے صفاء پہاڑی کے دامن میں ابولہب کہتا ہے کہ **تبا لک الھذا جمعتنا۔**

نبوت کو جھٹلا دیا۔ بیزاری کا اعلان کر دیا۔ اپنے دل میں جو تھا اسے اگل دیا۔ دل کی بات زبان پر آگئی۔ فیل ہو گیا۔

☆ وہ دیکھئے مکے کا ایک تاجر آرہا ہے۔امتحان دینا چاہتے ہے۔حکم ہوتا ہے کہ دل پیش کرو۔جانچا جائے گا۔جانچا گیا پرکھا گیا تو کہتا ہے کہ اے محمد (ﷺ) اگر آپ اللہ کے رسولؐ ہیں تو میں اللہ کے رسولؐ کا غلام ہوں!

اشھدان الاالٰہ الااللّٰہ واشھدانَّ محمدرسول اللّٰہ

امتحان کا نتیجہ نکل آیا۔صدیقؓ پاس ہوگیا اس کو پوری جماعت میں اول نمبر مل گیا......میرے خدا ہمیں بھی تو بتا کہ کیا نتیجہ نکلا آواز آتی ہے

امتحن اللّٰہ قلوبھم للتقویٰ

☆ تقویٰ۔یہ تقوی نکلا...... پرہیزی گاری نکلی۔سچائیوں کا مرکز۔سچائیوں کو قبول کرنے والا،سچائیوں پر جان دینے والا۔تقوٰی کا اور معنی ہو تو بتایا جائے۔

☆ قرآن میں جہاں بھی تقویٰ کا لفظ آئے گا۔اس میں معانی کا ایک سمندر پنہاں ہوگا۔اس کو پھیلاتے جاؤ تو دین کے جس قدر شعبے ہیں لفظ تقوی میں وہ سب پائے جائیں گے اور اگر مختصر کروگے!

الیوم اکملت لکم دینکم ......دین کی نعمت تمام کرکے اے اصحاب رسولؐ تمہیں عطا فرمادی ہے اور اب یہ نعمت تمہاری ہے اور تمہیں عطا کردی ہے۔کیوں ......اس لیے کہ تم میرے امتحان میں پورے اترے ہو اور تمہارے دلوں کو میں نے اس کے اہل پایا ہے۔

خطیب کہتا ہے

تمام لوگ تقوی کے لیے پیدا کئے گئے ہیں

اور

تقوی صحابہ کے لیے پیدا کیا گیا ہے تمام دنیا سے کہا گیا کہ تم تقوی کو تلاش کرو اور تقویٰ کو کہا گیا کہ تو اصحاب محمدؐ کو تلاش کر

کیونکہ تیرا مرکز وہی ہے

تیرا محور وہی ہے

سبحان اللہ

☆ کون نہیں جانتا کہ غلاف کعبہ سے چمٹ کر۔ لپٹ کر سرکار دو عالم ﷺ نے نہایت درد بھر انداز میں داتا کے حضورؐ۔ اپنے اللہ کے حضورؐ پر نم آنکھوں سے دعا مانگی تھی کہ

اللھم اعز الاسلام بعمرو ابن ھشام او بعمر بن الخطاب

......اے اللہ یا ہشام کا بیٹا عمرو دے دے یا خطاب کا بیٹا عمر دے دے۔ خداوند قدوس نے دونوں کے دلوں کا جائزہ لیا۔ دونوں کے دل جانچے۔ دونوں کو پرکھا کہ کون ہے جس کے دل میں تقویٰ ہے کون ہے جس کا دل میری توحید سے سرشار ہے کون ہے جس کا دل عشق نبی میں مچل رہا ہے کون ہے جن کے دل میں اسلام اور قرآن کے خزانے محفوظ کیے جاسکتے ہیں پرچے میں۔ امتحان میں عمر بن خطاب کے دل کو چن لیا گیا۔ ایمان کی دولت سے مالا مال کر دیا گیا...... کیونکہ **امتحن اللّٰہ قلوبھم**۔ ان کے دلوں میں صلاحیت تھی اصحاب محمدؐ میں داخلے کی اللہ تعالیٰ نے عمر بن خطاب کے دل کو چن کر دامن مصطفےٰ میں ڈال دیا......سبحان اللہ

اور بتا دیا کہ اے محبوب

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی

اللہ اللہ......کیا امتحان ہے ایک طرف امیہ بن خلف ہے۔ مکے کا مالدار، دولت مند، سیٹھ وڈیرا......ایک طرف حبشے کا غلام بلال بے وطن بے بس۔ مفلس۔ نادار مگر امتحان ہوا وڈیرا سیٹھ ، دولت مند فیل ہوگیا، غریب نادار غلام پردیسی پاس ہوگیا۔ اور ۱۰۰/۱۰۰ نمبر لے کر پاس ہوگیا، کیوں؟ اس لیے کہ ممتحن نے ان کے دل کو جانچا۔ پرکھا اور خوب خوب دل کو ٹٹولا۔ بلا آخر نتیجہ نکلا

امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی!

☆ وہ دیکھئے خبّاب بن ارتؓ ہیں۔ آگ کے انگاروں پر لٹایا جارہا ہے۔ وہ کوئی رحم کی اپیل نہیں کرتے۔ آگ نے زور آزمائی کرلی۔ ظالم، سفاک، خدا کے خوف سے عاری شخص نے حضرت خبّاب پر ظلم کے تمام حربے استعمال کر لیے مگر ان کے پاؤں میں کوئی لغزش واقع نہیں

ہوئی۔ان کی زبان کبھی نہیں تھتھلائی۔ان کے دل میں کوئی کمزوری پیدا نہیں ہوسکی! ان کا عشق ہے کہ برابر بڑھتا چلا جارہا ہے۔ان کا دل ہے کہ برابر اذکر اللہ سے معمور ہے آخر نتیجہ آگیا کہ

امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى !

خطیب کہتا ہے

مکّے کی وادی گواہ ہے
مکّے کے پہاڑ گواہ ہیں
مکّے کے درو دیوار گواہ ہیں
مکّے کے گلی کوچے گواہ ہیں

کہ

اصحاب محمدؐ میں داخلے کے لیے۔نبوی طلباء نے اس قدر محیر العقول پرچے حل کیے۔اس قدر کٹھن اور دشوار مراحل طے کیے کہ دنیا میں ان کی کوئی نظر نہیں ملتی۔

کفار اور مشرکین نے ظلم اور سفا کی کے وہ پیچ لڑائے کہ عالم ان کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے مگر قربان جاؤں حضورؐ کے دیوانوں اور مستانوں کے انہوں نے تمام ظلم کی زنجیریں توڑ کر توحید وسنت کے نواسے قلوب گرمائے رکھا اور دنیائے عشق وعزیمت میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا اور اپنے رب سے اپنے اعلیٰ نمبروں میں پاس ہونے کا تاریخی اعزاز حاصل کیا کہ

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى

انہیں یہ اعزاز دیا جاتا ہے کہ ان کے قلوب کے تقویٰ کا رب گواہ ہے۔تمہارے گواہ……جرح کے قابل

صحابہ کے ایمان وتقویٰ گواہ جرح سے پاک ہے ہمت تو کرو جرح
سنی پر جرح کرتے ہو
صدیقؓ پر جرح کرتے ہو
فاروقؓ پر جرح کرتے ہو

عثمان پر جرح کرتے ہو

علیؓ پر جرح کرتے ہو

صحابہؓ پر جرح کرتے ہو

ہمت ہے تو خدا پر جرح کرو؟ تمہارے ایمان کا پتہ چلے۔ تمہاری غیرت کا پتہ چلے۔ تمہاری بہادری کا پتہ چلے!

تقوی پیدا ہی صحابہؓ کے لیے کیا گیا ہے

سامعین گرامی! یہ جذباتی مسئلہ نہیں ہے کہ الفاظ کے اتار چڑھاؤ سے اس کی بنیاد قائم ہوگئی، بلکہ یہ ایک ایسی حقیقت اور اساس ہے کہ قرآن مجید نے اسے نہایت ہی اہم اور بنیاد قرار دیا ہے، کس کی بنیاد...... ایمان کی بنیاد...... دین کی بنیاد اور خود قرآن کی بنیاد...... کیوں؟ اس لیے کہ اگر اصحابؓ رسول کی سچائی گہنا جائے یا اس پر شک کے پردے ڈال دیے جائیں یا اسے شکوک وشبہات کی بھینٹ چڑھا دیا جائے۔ تو پورا دین مشکوک ہو جائے گا۔ العیاذ باللہ۔

آپ ہی بتائیں...... کہ قرآن کس کی کتاب ہے؟ آپ کہیں گے...... اللہ کی؟

پھر سوال ہوگا کہ آپ کو کس کے بتایا کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ آپ کہیں گے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ...... پھر آپ سے پوچھا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ سے کس نے سن کرامت کو طبقاً عن طبق یہ بتایا کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے آپ کا جواب ہوگا۔ کہ صحابہ کرامؓ نے!

اس پر بات رُک جائے گی کہ اگر چند روسیاہ لوگوں کی نظر میں صحابہ کا ایمان ہی نا قابل اعتماد ہو تو بتائے؟ پھر قرآن پر کس طرح اعتماد ہوگا۔ کیونکہ اس کو جمع کرنے والے اس پر زبر زیر لگانے والے اُسے حفظ کر کے پوری امت تک پہنچانے والے صحابہ کرام ہی تو تھے۔ اگر وہ نا قابل اعتبار۔ (معاذ اللہ) تو پھر پورے دین پر اعتبار اٹھ جائے گا۔

☆ روسیاہ...... سے کوئی پوچھے کہ تمہارے ایک جملے نے دین کا پورا نقشہ ہی مٹا کر رکھ دیا...... اس سے بہتر ہے کہ تیری تاریخ ہی ختم ہو جائے۔ دین کو قرآن کو صحابہ کو تو زندہ رہنا ہے اور تا قیامت (انہیں یہ عزت ہی حاصل رہے گی کہ

امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی

☆ اَلْزَمَھُمْ کَلِمَۃَ التَّقْوٰی وَکَانُوْٓا اَحَقَّ بِھَا وَاَھْلَھَا ۔ (پ ۲۶)

جمادیا ان کو تقویٰ کے کلمہ پر اور وہ اس کے سب سے زیادہ حق دار اور سب سے زیادہ اہل تھے!

حضرات گرامی! قرآن حکیم نے نہایت محکم انداز میں ارشاد فرمایا ہے کہ صحابہ کرامؓ کو اللہ تعالیٰ نے کلمہ تقویٰ پر جمادیا ہے...... کلمہ تقویٰ سے مراد...... کلمہ اول۔ کلمہ توحید و رسالت۔ کلمہ طیبہّ

اصلھا ثابتٌ و فرعھا فی السماء

لاالٰہ الااللّٰہ ...... محمدرسول اللّٰہ

یہ کلمہ ٹھوس بنیاد ہے اسلام اور ایمان کی۔ اسی کلمہ کو پڑھ کر کوئی شخص مسلمان ہوتا ہے تو اسی کلمہ کو پڑھنے سے انسان پہلے کی الائشوں سے پاک ہوجاتا ہے اسی کلمہ کو پڑھنے سے انسان کو قلبی طہارت اور روحانی بالیدگی حاصل ہوتی ہے یہی کلمہ جنّت کی ضمانت ہے۔ اسی کلمہ طیبہ سے مسلم اور کافر میں امتیاز ہوتا ہے

سامعین! اگر آپ حاضر بیٹھے ہیں اور توجہ ہے۔ دل ودماغ متوجہ ہیں تو سماعت فرمائیں۔

خطیب کہتا ہے

کسی کلمہ کا گواہ...... اس کا والد

کسی کلمہ کا گواہ...... اس کا مُرشد

کسی کلمہ کا گواہ...... اس کا استاد

کسی کلمہ کا گواہ...... اس کا دوست

لیکن

صحابہ کرامؓ کے کلمے اور ایمان کے قربان جاؤں

ان کے کلمہ کا گواہ

اللّٰہ............عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ. عَلِیْمٌ بِذَّاتِ الصَّدُوْر

......سبحان اللہ......

وہ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ **الزمهم كلمة التقوىٰ**
دشمن اصحاب رسولؐ خود بھی مشکوک اس کا کلمہ بھی مشکوک۔
دشمن اصحاب رسولؐ خود بھی مشکوک اس کا دین بھی مشکوک۔
دشمن اصحاب رسولؐ خود بھی مشکوک اس کا ایمان بھی مشکوک۔
مگر اصحاب رسولؐ خود بھی درخشندہ
اور ان کا کلمہ بھی درخشندہ
تابندہ
قیامت تک کے لیے پائندہ
کیوں؟ اس لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ **الزمهم كلمة التقوىٰ**
کلمہ تقویٰ صحابہ کی جان
کلمہ تقویٰ صحابہ کی آن
کلمہ تقویٰ صحابہ کا ایمان
ارے موذی تو بھی اس بات کو پہچان!
کلمہ تقویٰ خدا کی توحید کا ترجمان
کلمہ تقویٰ خدا کی واحدانیت کا ترجمان
کلمہ تقویٰ خدا کی الوہیت کا ترجمان
کلمہ تقویٰ دین کی اساس اور بنیاد
کلمہ تقویٰ معیار دین اور معیار ایمان
جس کے پاس کلمے کی دولت وہ سب سے اچھا انسان
جس کے پاس کلمے کی دولت وہ با ایمان
جو کلمے کی دولت سے محروم وہ بے ایمان
یہی ہے سُنی کا ایمان۔ یقین جان اور موذی تو بھی اسے پہچان۔ صحابہ ہیں ایمان کی جان، تو

مان نہ مان تیرا جہنم نشان یہ ہے ارشاد رحمان۔

سبحان اللہ

☆الزمھم کلمۃالتقوٰی!

☆ ان کوکلمہ تقویٰ پر جما دیا۔

☆ آندھیاں آئیں مگر صحابہ نے کلمہ نہیں چھوڑا جمے رہے۔

☆ طوفان آئے مگر صحابہ نے کلمہ نہیں چھوڑا جمے رہے۔

☆ زندہ جلائے گئے مگر صحابہ نے کلمہ نہیں چھوڑا جمے رہے۔

☆ تیل کے جلتے ہوئے کڑاہوں میں ڈالا مگر صحابہ نے کلمہ نہیں چھوڑا جمے رہے۔

☆ گلے میں رسی ڈال کر مکے کی گلیوں میں گھسیٹا گیا۔ مگر صحابہ نے کلمہ نہیں چھوڑا جمے رہے۔

☆ تختہ دار پر لٹکایا گیا، مگر صحابہ نے کلمہ نہیں چھوڑا جمے رہے

☆ دہکتے ہوئے کوئلوں پر لٹایا گیا مگر صحابہ نے کلمہ نہیں چھوڑا جمے رہے۔

☆ آل یاسر کو مخالف سمتوں سے اونٹوں سے باندھ کر کھینچا گیا مگر کلمہ نہیں چھوڑا جمے رہے۔

☆حضرت بلالؓ کو آگ کے انکاروں پر لٹایا گیا۔ تپتی ریت پر لٹایا گیا۔ شب وروز پیٹا گیا۔ مگر انہوں نے کلمہ نہیں چھوڑا۔ جمے رہے۔

☆حضرت زنّیرہ کی آنکھوں میں ابوجہل نے گھونسے مارے۔ آنکھوں کی پتلیاں باہر آ گئیں۔ آنکھوں سے خون جاری ہوگیا۔ مگر کلمہ نہیں چھوڑا جمے رہے۔

☆حضرت عثمانؓ کو آگ کی دھونی دی گئی مگر کلمہ نہیں چھوڑا جمے رہے۔

☆شعب ابی طالب میں صدیقؓ وفاروقؓ اور علیؓ اور جلیل القدر صحابہ کو قید کیا گیا۔ کھانا پانی بند کیا گیا۔ طرح طرح کے مصائب وآلام میں مبتلا کیا گیا۔ مگر کلمہ نہیں چھوڑا جمے رہے۔

☆حضرت خبیبؓ کو تختہ دار پر لٹکایا گیا۔ مگر کلمہ نہیں چھوڑا جمے رہے۔

اللہ تعالیٰ کو ان یہی کردار پسند تھا

اللہ تعالیٰ کو ان یہی ادائیں پسند تھیں

اللہ تعالیٰ کو ان یہی وفائیں پسند تھیں

اس لیے اس نے ان کا اور کلمے کا یارانہ لگا دیا اور فرمایا کہ **الزمھم کلمۃالتقویٰ!**

کلمہ صحابہ کا اور صحابہ کلمے کے

نہ صحابہ کلمہ طیّبہ سے جدا ہو سکتے ہیں اور نہ کلمہ طیّبہ صحابہ سے جُدا ہو سکتا ہے!

میں تو کہتا ہوں

ولی کلمے کی تلاش میں ہے

قطب کلمے کی تلاش میں ہے

ابدال کلمے کی تلاش میں ہے

صوفی کلمے کی تلاش میں ہے

محدث کلمے کی تلاش میں ہے

مفسر کلمے کی تلاش میں ہے

اور کلمہ

اصحاب رسولؐ کی تلاش میں ہے

کیوں؟ اس لیے کہ **امتحن اللّٰہ قلوبھم للتقویٰ!**

ہر کوئی اپنے گھر میں سکون پاتا ہے

ہر کوئی اپنے گھر میں قیام پذیر ہوتا ہے

تمہیں اور ہمیں اپنا گھر پسند

کلمے کو صحابہ کے قلوب پسند

وہی کلمے کا مرکز تھے وہی کلمے کا مسکن تھے

سبحان اللّٰہ العظیم

وکانوا احق بھا واھلھا

اور وہی تھے سب سے زیادہ حقدار اور وہی سب سے اہل تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

کہ کلمے کے زیادہ حقدار یہی تھے اور سب سے زیادہ اہل بھی یہی تھے۔

☆ حضرات گرامی! قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ کلمہ طیّبہ کے سب سے زیادہ حقدار اور اہل اصحاب محمد ﷺ ہی تھے۔ اس لئے کلمہ طیّبہ ان کے سپرد کر دیا گیا۔

کلمے کے دو جز ہیں

کلمے کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور توحید کا بیان ہے اور دوسرے حصے میں محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا بیان ہے۔

کَانُوْا اَحَقَّ بِهَا...... مطلب یہ بنتا ہے

خطیب کہتا ہے

☆ عقیدہ توحید صحابہ کرامؓ کو دے دیا گیا کیوں؟

اس لیے کہ کَانُوْا اَحَقَّ بِهَا

☆ توحید خداوندی کے انورات صحابہ کو دے دیے گئے

اس لیے کہ کَانُوْا اَحَقَّ بِهَا

☆ قرآن صحابہ کو دے دیا گیا اس لیے کہ کَانُوْا اَحَقَّ بِهَا

☆ قیام لیل صحابہ کو دے دیا گیا اس لیے کہ کَانُوْا اَحَقَّ بِهَا

☆ لیلۃ القدر کا انعام صحابہ کو دے دیا گیا اس لیے کہ کَانُوْا اَحَقَّ بِهَا

☆ وَالسّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کا اعزاز صحابہ کو دے دیا گیا اس لیے کہ کَانُوْا اَحَقَّ بِهَا.

☆ لهم مغفرة واجر عظيم کا انعام صحابہ کو دے دیا گیا اس لیے کہ کَانُوْا اَحَقَّ بِهَا

☆ لقد رضی الله عنه وعن المومنين کا شرف صحابہ کو دے دیا گیا۔ اس لیے کہ کَانُوْا اَحَقَّ بِهَا

☆ كنتم خير امة کا اعزاز وافتخار صحابہ کو دے دیا گیا۔ اس لیے کہ کَانُوْا اَحَقَّ بِهَا

☆ اليوم اكملت لكم دينكم کا تمغہ صحابہ کو دے دیا گیا کیوں؟

اس لیے کہ کَانُوْا اَحَقَّ بِهَا

☆ محمد رسول اللہ ﷺ کو صدیق اکبرؓ نے کندھوں پر بٹھا دیا کیوں؟

اس لیے کہ کَانُوْا اَحَقَّ بِهَا

☆ صدیق اکبرؓ کو حضورؐ کے مصلّے پر کھڑا کر دیا گیا کیوں؟

اَحَقَّ بِهَا

☆ صدیق اکبرؓ کو خلافت رسولؐ کا عظیم منصب دے دیا گیا کیوں؟

اَحَقَّ بِهَا

☆ صدیق اکبرؓ کی جھولی میں حضورؐ کو سلا دیا گیا۔

اَحَقَّ بِهَا

☆ صدیق اکبرؓ کو ہجرت کا رفیق بنا دیا گیا

اَحَقَّ بِهَا

☆ فاروق اعظم کو مراد مصطفیٰ بنا دیا گیا کیوں؟

اَحَقَّ بِهَا

☆ فاروق اعظم کو سُسر مصطفیٰ بنا دیا گیا کیوں؟

اَحَقَّ بِهَا

☆ فاروق اعظم کو فاروق کا نبوی لقب دیا گیا۔

اَحَقَّ بِهَا

☆ فاروق اعظم کی رائے کے مطابق قرآن اتارا گیا...... کیوں؟ اَحَقَّ بِهَا

☆ عثمان غنیؓ کو ذوالنورین کا لقب دیا گیا کیوں؟

اَحَقَّ بِهَا

☆ عثمان غنیؓ کو جنت کا سٹیفکیٹ دیا گیا کیوں؟

اَحَقَّ بِهَا

☆ علی مرتضیٰؓ کو فاتح خیبر بنایا گیا کیوں؟

اَحَقَّ بِهَا

☆علی مرتضیٰؓ کو دامادِ رسولؐ کے شرف سے سرفراز فرمایا گیا کیوں؟

اَحَقَّ بِهَا

سامعین گرامی قدر......اگر آپ متوجہ ہیں اور دل کی گہرائیوں سے میری بات سن رہے ہیں تو ذرا اور آگے بڑھتے ہیں اور قرآن کے اَهْلَهَا لفظ پر ذرا غور کرتے ہیں؟

☆ صحابہ کی پوری دینی سیرت لفظ اَهْلَهَا میں مستور ہے۔محفوظ ہے۔مخفی ہے۔موجود ہے! فرمائیں تو عرض کروں!

☆ صدیق اکبرؓ روضہ انور میں کیوں آرام فرمائیں۔

آواز آتی ہے کہ اَهْلَهَا اس کے سب سے زیادہ اہل ہیں

☆ صدیق اکبرؓ رضی اللہ عنہ پہلوئے مصطفےٰ میں کیوں دفن ہیں۔

آواز آتی ہے کہ اَهْلَهَا

☆ صدیق اکبرؓ کے کندھوں پر نبی کیوں سوار ہیں؟

آواز آتی ہے کہ اَهْلَهَا

☆ صدیق اکبرؓ ہجرت کی رات رفیق سفر وحضر کیوں ہیں؟

آواز آتی ہے کہ اَهْلَهَا

☆ فاروق اعظمؓ گنبد خضرا میں سرکار دوعالم ﷺ کے ساتھ کیوں آرام فرمارہے ہیں۔آواز آتی ہے کہ اَهْلَهَا

☆ فاروق اعظمؓ کو دربار خداوندی سے اس طرح رسول اللہ ﷺ کیوں مانگ رہے ہیں۔آواز آتی ہے کہ اَهْلَهَا

☆ عثمان غنیؓ کو حضورؐ نے دو بیٹیوں کا رشتہ کیوں عنایت فرمادیا۔آواز آتی ہے کہ اَهْلَهَا

☆ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ کو عثمان غنیؓ کا ہاتھ کیوں قرار دے دیا آواز آتی ہے کہ اَهْلَهَا

☆ علی مرتضیٰ کو سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے داماد ہونے کا شرف کیوں عطا فرمایا۔ آواز آتی ہے کہ اَھْلَھَا

☆ غزوۂ تبوک امیر کا اعزاز علی مرتضیٰؓ کو کیوں دیا۔ آواز آتی ہے کہ اَھْلَھَا

اصحاب رسولؐ کو تقویٰ، مغفرت، رضوان من اللہ، جنت اپنا خصوصی تقرب، رفعت، عزت، نصرت کیوں عطا فرمائے فرمایا کہ

اَلْزَمَھُمْ کَلِمَۃَ التَّقْوٰی وَ کَانُوْا اَحَقَّ بِھَا وَاَھْلَھَا

سبحان اللہ

صحابہ کے دلوں کی پاکیزگی پر ربانی شہادتیں

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق قرآن مجید میں واشگاف اور فیصلہ کن انداز میں ارشاد فرمایا ہے کہ

وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ ۔ (سورہ حجرات)

لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارے لیے محبوب کر دیا......اور اس کو تمہارے دل میں مزین کر دیا۔

بات دل کی ہو رہی تھی۔ امتحان دل کا ہو رہا تھا۔ دلوں کو جانچا جا رہا تھا۔ اس دل کے امتحان کے بعد اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمادیا کہ اصحاب محمدؐ کے دلوں کو ایمان پیارا ہے۔ ایمان ہی ان کے دلوں کو زینت ہے یعنی صحابہؓ کے دل ایمان کے نقش و نگار سے مزین ہیں۔

خطیب کہتا ہے

نتیجہ نکل آیا۔ نتیجہ شائع ہو گیا۔ صحابہ امتحان میں پاس ہو گئے! اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کا خود امتحان لیا اور امتحان کے بعد ان کے نتیجے کا بھی خود اعلان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

ولکن اللّٰہ حبب الیکم الایمان

اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارے لیے محبوب بنا دیا۔

☆ اصحاب رسولؐ کی محبوب ترین متاع ایمان ہے۔

☆ اصحاب رسولؐ کے دلوں کی تزئین ایمان کے زیور سے ہے۔

☆ اصحاب رسولؐ کے دلوں میں ایمان کا ڈیرا ہے۔

☆ اصحاب رسولؐ کے دلوں میں ایمان کا لبیرا ہے۔

اے دشمن اصحاب رسولؐ......تو بتا تیرے دل میں کیوں اندھیرا ہے۔

کیا تیرے دل میں بغض اصحاب رسولؐ کا ڈیرا ہے۔

تو پھر خبردار! بھڑکنے والی تیرا بسیرا ہے۔

اعاذنا اللّٰہ تعالیٰ

دوسری ربانی شہادت

الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ .

یہ وہ لوگ ہیں کہ جس وقت ذکر کیا جاتا ہے اللہ کا ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں۔

☆ بات ابھی دل کی ہو رہی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں۔

محبوب کے ذکر سے دل کی دھڑکنیں تیز ہو جاتی ہیں۔

معلوم ہوتا ہے

کہ ان کے دل......دنیا کے ذکر پر نہیں......دولت کے ذکر پر نہیں......سیم وزر کے ذکر پر بھی نہیں......بادشاہی اور سلطنت کے ذکر پر نہیں پڑتے کیوں؟ اس لیے کہ ان کی غذا ذکر اللہ ہے۔ان کے دل کا سکون ذکر اللہ ہے۔ان کے دلوں میں ڈیرہ اللہ کا ہے۔اس لیے ان کے دلوں کی دھڑکن اللہ کے ذکر ہی سے تیز ہوتی ہے۔

کیوں کہ یہی ان کا سرمایہ یہی ان کی متاع عزیز ہے۔

موحد اور مشرک کا یہی فرق ہے کہ موحد اللہ کے ذکر سے خوش ہوتا ہے اور مشرک اللہ کے ذکر سے پریشان اور ناراض ہوتا ہے!

......سبحان اللہ......

تیسری ربانی شہادت

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ. (پ ۹)

یقیناً یہی لوگ مومن ہیں جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل تڑپ جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں۔ تو ان کے ایمان زیادہ ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔

☆ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ.

☆ یہ اسی ممتحن کی گواہی ہے جس نے امتحان لے کر ان کے لیے تقویٰ اور کلمہ طیبہ کو لازم وملزوم قرار دیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو جانچ کر ان کی قلبی کیفیت کا اعلان فرمایا۔

خطیب کہتا ہے

صحابہؓ کے قلب تو بدل گئے
صحابہؓ پر شک کرنے والے نہیں بدلے

چوتھی ربانی شہادت

هُوَالَّذِیْٓ اَنْزَلَ السَّکِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ

صحابہؓ کے دل مطمئن تھے...... پانچویں ربانی شہادت

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِکْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ.

جو لوگ ایمان دار ہیں اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں اللہ کا ذکر ہی ہے جس سے دلوں میں اطمینان پیدا ہوتا ہے۔

خطیب کہتا ہے

پوری دنیا دل کے اطمینان کی تلاش میں ہے۔ بادشاہ ہے۔ فقیر ہے۔ دولت مند ہے۔ وزیر ہے۔ عالم ہے فقیر ہے مفسر ہے محدث ہے۔ تاجر ہے۔ آجر ہے۔ دنیا کا ہر فرد چاہتا ہے کہ اطمینان

سے زندگی گزاروں۔ اطمینان کے لیے دن رات محنت میں لگا ہوا ہے۔ لگا رہے گا۔...... مگر اصحاب رسولؐ کی عظمتوں کو دیکھو...... اللہ تعالیٰ نے ان کو اطمینان قلب والی دولت سے سرفراز فرمایا۔ یہ دولت ویسے ہی نہیں مل گئی، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اِمْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ ۔ان کے دلوں کو امتحانی مراحل سے گزار کر خوب خوب سنوارا بنایا۔ مزین کیا اور پھر انہیں اطمینان قلب کی دولت عطا فرمائی...... اور اعلان کر دیا کہ تطمئن قلوبھم رب نے ان کے دلوں کو اطمینان وسکون کا مرکز بنا دیا۔ تمہاری کسی سازش تمہارے کسی پروپیگنڈے تمہاری کسی بے ہودہ تنقید سے ان کے دلوں کے اطمینان کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا...... سبحان اللہ...... وہ پاس ہو گئے اور تم فیل ہو گئے۔

چھٹی ربانی شہادت...... صحابہ کے ہاں کفر کا داخلہ

كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ . فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وِنِعْمَةً وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ .(پ ۲۶ حجرات)

اور کفر فسق اور نافرمانی کو تمہارے لیے مکروہ بنا دیا۔ ایسے ہی لوگ اللہ کے فضل اور نعمت سے ہدایت یافتہ ہیں اور اللہ خوب جاننے والا حکمت والا ہے

خطیب کہتا ہے

☆ کفر کا صحابہؓ کے ہاں داخلہ بند

☆ فسق کا صحابہؓ کے ہاں داخلہ بند

☆ اُلَئِکَ ھُمُ الرَّاشِدُوْنَ

یہی لوگ ہیں ہدایت یافتہ

☆ ہدایت یافتہ ...... کے الفاظ کو ذرا کھولا جائے تو معنیٰ بنتا ہے کہ صحابہؓ ہی سکہ بند مومن ہیں۔ اب دل ٹھنڈا ہوا۔ آپ کی اب طبیعت صاف ہوئی کہ نہیں!

☆ کہا گیا ہدایت ان کے پاس ہے۔

ہدایت ان کو دی جا چکی ہے۔ ہدایت ان کے قلب وجگر میں داخل ہو گئی۔ کوئی ہدایت نامہ اپنے ہاتھ میں لے کر نکلنے والا اپنے آپ کو ہدایت پر سمجھتا ہے اسے ان کے معیار پر پرکھا جائے گا۔

صحابہؓ معیارِ حق ہیں

یہیں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہادت دی ہے کہ اُولٰئِکَ ھُمُ الرَّاشِدُوْنَ

صحابہؓ کا ایمان تیرے ترازو میں نہیں تولا جائے گا

بلکہ تیرا ایمان صحابہؓ کے ترازو میں تولا جائے گا۔

معیارِ ایمان تو نہیں ہے

معیارِ ایمان صحابہؓ ہیں

......سبحان اللہ......

☆ فضلاً مِّنَ اللّٰہ وَ نِعۡمَۃً

یہ صحابہ کرامؓ پر عنایت اللہ کے خصوصی فضل و کرم کا صدقہ ہیں۔

☆ صحابہؓ پر انعامات الٰہیہ کی بارش اس کی بے شمار نعمتوں کی وجہ سے ہے۔ یہ خدائی تمغے ہیں۔ یہ خدائی تحفے ہیں۔ یہ خدائی انعامات ہیں۔ اس امتحان میں پاس ہونے کے نتیجہ ہیں جو اِمْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ کی صورت میں اصحاب رسول سے لیا گیا اور جس میں اصحاب محمد ﷺ پورے اترے اور سو بٹہ سو ۱۰۰/۱۰۰ نمبر حاصل کر کے کامیاب ہوئے۔

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیۡہِ مَنْ یَّشَآءُ......سبحان اللہ

اصحاب رسولؐ انتخاب ربانی ہیں

حضرات گرامی! صحابہ کرامؓ خود ہی دامن رسولؐ سے نہیں جڑے، بلکہ ایک ایک کو منتخب کر کے اللہ تعالیٰ نے دامن رسالت کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔ اس لیے میں بلا شبہ عرض کرتا ہوں کہ صحابہ کرامؓ کو اللہ تعالیٰ نے منتخب کر کے دامن محبوب سے جوڑا ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کو انتخاب ہے کسی کی کیا مجال کہ وہ خود اصحاب محمدؐ میں داخلہ لے کر منتخب ہو جائے یہ اللہ کا انتخاب ہے۔

اولئک اصحاب محمّد ﷺ کانوا افضل ھٰذہٖ الامّۃ ابرّ ھا قلوبًا و اعمقھا علمًا و اقلّھا تکلّفًا. اختار ھم اللّٰہ لصحبۃ نبیّہٖ و لاقامۃ دینہٖ فاعرفوا لھم فضلھم و اتّبعوا ھم علیٰ اثرھم و تمسّکوا بما استطعتم من

اخلاقھم و سیرھم فانّھم کانو علیٰ الھدی المستقیم. (مشکوٰۃ شریف)

یہ جو لوگ محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ہیں۔ یہ اس امت کے بہترین لوگ ہیں۔ان میں پاکیزہ یا نیک ترین علم، نہایت گہرا، تکلف کا نام ونشان نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبیؐ کی صحبت اور دین کو قائم کرنے کے لیے منتخب کیا ہے! ان کے فضائل اور مناصب کو پہچانو اور ان کے نقش قدم پر چلو۔ان کے اخلاق اور سیرت کو اپناؤ۔یہی لوگ تھے جو سیدھی راہ پر قائم و دائم تھے!

خطیب کہتا ہے

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو خود جلیل القدر صحابیِ رسولؐ ہیں۔ان کا یہ عظیم الشان خطبہ فضائل صحابہ پر دیا گیا ہے۔

☆ معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب رسولؐ کا انتخاب انتخاب الٰہی تھا اور یہ صرف میرا اجتہاد یا استنباط نہیں بلکہ ایک صحابیٔ رسولؐ کی شہادت ہے

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اصحاب رسولؐ کے دلوں کا انتخاب اللہ تعالیٰ نے کیا ہے

انّ اللّٰہ نظر فی قلوب العباد فوجد قلب محمّد ﷺ خیر قلوب العباد فاصطفاہ و بعثہ برسالتہ. ثمّ نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمّد فوجد قلوب اصحابہ خیر قلوب العباد فجعلھم و زراء نبیّہٖ یقاتلون علیٰ دینہٖ.

(استیعاب)

اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی تو محمد ﷺ کا دل تمام بندوں کے دلوں سے بہتر پایا،۔تو اسے چن لیا اور رسالت کے منصب سے سرفراز فرمایا۔پھر اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کے دلوں پر نظر ڈالی۔قلب محمدؐ پر نظر ڈالنے کے بعد تو تمام لوگوں کے دلوں سے محمد ﷺ کے صحابہؓ کے دلوں کو بہترین پایا۔ پھر ان کو چن لیا محمد ﷺ کے وزرا کی حیثیت سے جو اس کے دین کی سربلندی اور سرفرازی کے لیے جہاد کرتے رہیں گے! حضرات گرامی ! اس وقت تک جس قدر قرآن وحدیث کے دلائل آپ کے سامنے پیش کیے۔ان سے عظمت صحابہ کرام آپ حضرات کے سامنے

روز روشن کی طرح آشکار ہوگئی۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے اور قیامت کے دن ان کی برکات سے مالا مال فرمائے۔آمین

و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اصحاب رسول ﷺ قرآن کی نظر میں

نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ. بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ وَالَّذِيۡنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الۡكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيۡنَهُمۡ تَرٰهُمۡ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضۡوَانًا سِيۡمَا هُمۡ فِيۡ وُجُوۡهِهِمۡ مِّنۡ اَثَرِ السُّجُوۡدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمۡ فِي التَّوۡرٰىةِ. وَمَثَلُهُمۡ فِي الۡاِنۡجِيۡلِ. كَزَرۡعٍ اَخۡرَجَ شَطۡـئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسۡتَغۡلَظَ فَاسۡتَوٰى عَلٰى سُوۡقِهٖ يُعۡجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيۡظَ بِهِمُ الۡكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنۡهُمۡ مَّغۡفِرَةً وَّ اَجۡرًا عَظِيۡمًا. (سورہ فتح)

ترجمہ: محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ہمراہ ہیں کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔ دیکھتا ہے تو ان کو رکوع کرتے ہوئے، سجدے کرتے ہوئے چاہتے ہیں وہ بخشش اللہ کی طرف سے اور اس کی خوشنودی، نشانی (ان کے مقبول ہونے کی) ان کے چہروں میں نمودار ہے سجدہ کے اثر سے یہ ان کی مثال ہے تورات میں اور ان کی مثال انجیل میں یہ ہے کہ مثل اس کھیتی کے ہیں۔ جس نے اپنا اَکھوا نکالا، پھر ان کو مضبوط کیا۔ پھر وہ موٹا ہوا اور اپنی ڈنڈی کے بل پر کھڑا ہو گیا۔ خوش کرتا ہے کسانوں کو (یہ مثال بیان کر کے) تاکہ غصہ دلائے۔ بسبب ان کے کافروں کو۔ وعدہ کیا ہے اللہ نے ان لوگوں سے جو ان میں ایمان لائے اور اچھے کام کیے۔ بخشش اور بڑے ثواب کا۔

حضرات گرامی! آج کی تقریر کا عنوان فضائل صحابہ کرامؓ قرآن کی روشنی میں ہے۔ قرآن حکیم نے جس کثرت سے اصحاب رسولؐ کے ایمان، ایقان، یقین کی دولت کو بیان کیا ہے۔ اس سے یہ

بات روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ اصحاب رسولؐ کی عظمت اور رفعت اس قدر بلند و بالا ہے کہ اس کی مثال چراغ رُخ زیبا لے کر تلاش کرنے سے بھی میسّر نہیں آسکتی ۔ یوں تو انوار اور موتی پورے قرآن میں بکھرے ہوئے ہیں ۔مگر میں نے آج کی تقریر میں قرآن مجید کی دس آیات کا ترجمہ اور مفہوم آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرنا ہے جو فضائل صحابہؓ کا ایک عجیب و بے مثال گلدستہ ہے جس کی خوشبو سے انشاءاللہ آپ کے دل و دماغ معطّر ہو جائیں گے۔

شان اصحاب مصطفیٰ بزبان خدا

حضرات گرامی !اس وقت جو آیت کریمہ آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی گئی ہے اس کے حوالے سے مختصر عرض کرتا ہوں توجہ فرمائیں۔

مُحَمَّدٌرَّسُوْلُ اللّٰہِ......دعویٰ ہے

وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ......اس دعویٰ کے دلائل ہیں

☆ دعویٰ ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔اس دعویٰ کی دلیل کیا ہے ۔کیونکہ ہر دعویٰ کی ایک دلیل ہوتی ہے ۔جب تک دعویٰ کی دلیل نہیں ہوگی ......دعویٰ تسلیم نہیں کیا جاتا اس لیے محمد رسول اللہؐ جو ایک عظیم الشان دعویٰ ہے۔اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ کو بطور دلیل پیش فرمایا ہے۔

....

گستاخی کرر ہا ہے۔ وہ پرواہ نہیں کریگا۔اپنے والد کا سر قلم کر دے گا۔کیونکہ اس کا غصہ کفر کے لیے ہے۔

☆ غصہ اور محبت انسان کو مغلوب کر دیتی ہے ،مگر اللہ تعالیٰ نے اصحاب رسولؐ کی دونوں قوتیں اپنی رضا کے تابع فرما دیں۔ان کا غصہ بھی اس پر آئے گا جس پر خدا کا غُصّہ۔

ان کو رحم بھی اسی پر آئے گا جس پر خدا کا رحم ہوگا۔

☆ آپس میں ۔شیر وشکر ۔دودھ اور کھانڈ۔دُکھ اور سُکھ کے سانجھی ......ایک دوسرے پر جان، مال قربان کرنا زندگی کا دستور۔

یہی صفت تھی جس نے صحابہ کرامؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پوری دنیا کی امامت وسیادت سے سرفراز فرمایا۔

☆ تَرَاهُم. رُكَّعاً. سُجَّداً

دیکھتا ہے کو رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے

سبحان اللہ

☆ تو سجدہ کرے......گواہی مسجد دے گی

☆ تو سجدہ کرے......گواہی مصلیٰ دے گا

☆ تو سجدہ کرے......گواہی ساتھی دیں گے

☆ تو سجدہ کرے......گواہی رفقاء دیں گے

سبحان اللہ۔قربان جاؤں۔اصحاب رسولؐ کے سجدوں کے صحابہ سجدہ کریں تو گواہی عرش والا دے گا۔

تَرَاهُم. رُكَّعاً. سُجَّداً

جس قدر سجدہ بلند

اسی قدر گواہی بلند

جس قدر سجدہ پاکیزہ

اسی قدر گواہی پاکیزہ

جس قدر سجدہ عظیم

اُسی قدر گواہ عظیم

خطیب کہتا ہے

ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تم میرے محمدؐ کی نبوت کو سمجھنا چاہتے ہو،تو میرے محمدؐ کے صحابہ کو دیکھو۔ان کو دیکھنے سے محمدؐ (ﷺ) کی رسالت سمجھ آئے گی۔

جس قدر دعویٰ ٹھوس۔اسی قدر دلائل ٹھوس ہیں

جس قدر دعویٰ حسین ہے۔اسی قدر دلائل بھی حسین ہیں

جس قدر دعویٰ درخشندہ ہے۔اسی قدر دلائل بھی درخشندہ ہیں

جس قدر دعویٰ نورانی ہے۔اسی قدر دلائل بھی نورانی ہیں

غرضیکہ

محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔تو صحابہ اس رسولؐ کی نبوت کے دلائل ہیں۔معلوم ہوا کہ صحابہ کو چھوڑ کر رسولؐ کو سمجھا ہی نہیں جا سکتا!

☆ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ.رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ

انسان میں دو قوتیں ایسی ہوتی ہیں جو اسے جادۂ اعتدال سے ہٹا دیتی ہیں۔

بے جا غصّہ

بے جا محبت

بے جا غصہ آئے گا۔تو انسان حدود سے تجاوز کر جائیگا۔اور بے جا محبت کرے گا تو شریعت کے تقاضے مجروح ہو جائیں گے۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کے غصّے اور محبت پر قبصہ کر لیا،کنٹرول کر لیا۔اصحاب رسولؐ کا غصہ بھی غیر اختیاری اور محبت بھی غیر اختیاری۔نہ غصے میں تجاوز اور نہ ہی محبت میں تجاوز،غصّے کے مقام پر غصّہ کریں گے اور محبت کے مقام پر محبت کریں گے۔

مثلاً.................... باپ کا قاتل ایمان قبول کر کے حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔اپنے باپ کے قاتل کو اس کا بیٹا دیکھتا ہے۔مگر غصّہ نہیں کرتا کیوں؟اس لیے ان کا غصہ رضائے الٰہی میں ڈھل گیا۔

☆ بیٹا دیکھتا ہے کہ اس کا والد رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ

☆ رکوع اور سجدہ......نماز کی روح

☆ رکوع اور سجدہ......نماز کا عطر

☆ رکوع اور سجدہ......نماز کی حقیقت عظمیٰ

☆ رکوع اور سجدہ......نماز کا عروج

☆ صحابہ کرامؓ کے سجدے اور رکوع کے انداز، خلوص......درد و کیف اور سرور و گداز کی گواہی دے کر خداوند قدوس نے ان کے رکوع اور سجدوں کو عروج بخش دیا۔ سربلند کر دیا......جو سر خدا کے حضور جھکتے ہیں وہی سر بلند ہوتے ہیں۔ وہی سرفراز ہوتے ہیں **واسجد واقترب**......خدا کے قریب ہونا ہے، تو سر بسجود ہو جا۔

خدا کا قرب حاصل کرنا ہے تو اس کے دروازے پر پیشانی رکھ دے۔ میرے سامنے زمین پر پیشانی رکھنا تیرا کام......اور تجھے پوری دنیا میں سربلند کرنا میرا کام......سبحان اللہ

صحابہؓ کے سجدے قیمت پا گئے

حاضرین! لوگ صحابہ کے ایمان کی بات کرتے ہیں۔ وہ ان کے اسلام کی بات کرتے ہیں ۔ وہ صحابہ کے ایمان اور اسلام کو اپنے اسلام کے پیمانوں سے ناپتے ہیں مگر مالک حقیقی نے ان کے سجدوں کی للّٰہیت۔ خلوص اور جذبِ دروں دیکھ کر خود ہی توصیف فرما دی کہ **تراھم رکعا سجداً**......

☆ **تَرَاھم**......میں اگر مخاطب رسولؐ ﷺ ہیں اور یقیناً اولین مخاطب اللہ کے رسولؐ ہی ہیں، تو پھر تو صحابہ کے سجدے اور دوبالا ہو گئے اور بھی قیمتی ہو گئے اور بھی عروج کر گئے کیونکہ جب صحابہ کے سجدوں پر محمد مصطفٰی کی نظر پڑے گی، تو پھر سجدے اور بھی نکھر جائیں گے۔ اس گواہی سے صحابہ کے سجود اور بھی رنگ پکڑ جائیں گے اور اگر **تَرَاھم** کا مخاطب عام ہے، تو اس وقت صحابہ کرامؓ کے سجدوں کا عام مخلوق کو موازنہ کرا دیا کہ دیکھو......یہ رکوع اور سجدے معمولی نہیں ہیں۔ ان پر نظر خدا ہے۔ ان کی قیمت ارزاں نہیں ہے۔ بلکہ جس طرح سجدہ کرنے والے قیمتی ہیں اسی طرح ان کے سجدے بھی قیمتی ہیں۔

تیرا سجدہ اور صحابہؓ کا سجدہ

تیرا سجدہ وہ ہے جس پر اقبال کی نظر پڑی۔ تو وہ بے ساختہ پکار اُٹھے کہ!

تو جو سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمین سے آنے لگی صدا

ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

....

لیکن یہی اقبال جب صحابہ کے سجدوں پر نظر ڈالتا ہے، تو تڑپ اُٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ

کہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

....

کیا ترجمانی ہے ایک سجدہ جو خدا کے ہاں دل کی صفائی سے کیا جائے، تو خدا کے حضورؐ اس قدر پذیرائی حاصل کرتا ہے کہ یک در گیر کی مصداق ہو کر اسی کی بارگاہ سے تمام نعمتیں لوٹتا ہے۔ اسی کے ہاں سر بسجود ہو کر اسی کا ہو کر رہ جاتا ہے۔

...................سبحان اللہ..................

بعض علماء نے محمد رسول اللہؐ کے دعویٰ کے بعد نبوت محمد یہ کے چار گواہوں کو ترتیت وار نقل کیا ہے۔ مثلاً حضرۃ پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانیؒ فرماتے ہیں۔ والذین معہ سے مراد حضرت ابوبکرؓ......**اشداء علی الکفار** سے مراد فاروق اعظمؓ......**رحماء بینھم** حضرت عثمانؓ ذوالنورین اور **تراھم رکعاً سجداً** سے مراد حضرت علیؓ ہیں۔ کیونکہ اول الذکر سب سے زیادہ حضورؐ کے ساتھ رہے۔ ثانی الذکر کفار پر سخت تھے۔ ثالث الذکر مومنوں کے لیے رحمدل تھے۔ آخر الذکر ہر وقت مسجد نبوی میں رکوع اور سجدے میں دیکھے جاتے تھے۔

يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا

☆ خداوند قدس نے صحابہ کے سجدوں کو زر خالص ہونے کو سٹیفکیٹ جاری کر دیا۔

☆ صحابہ کے سجدے ریا کاری کے لیے نہیں تھے۔ بلکہ ان کے سجدوں کا مقصود رضائے الٰہی اور فضل الٰہی حاصل کرنا تھا!

تیرے سجدوں کا مقصود......رضائے الٰہی
تیرے سجدوں کا مقصود......رضائے مولی

تیرے سجدوں کا مقصود......رضائے خدا
تجھے اپنا مقصود مل گیا......صحابہؓ کو اپنا مقصود مل گیا
علیؓ بھی رضائے خدا چاہتے تھے
سنی بھی رضائے خدا چاہتے ہیں

☆ **سیماهم فی وجوههم من اثر السجود**

سبحان اللہ......سجدوں کا نور دل میں جاتا ہے۔اس کی کیفیات کو بدلتا ہے اس میں حلاوت پیدا کرتا ہے۔توحید کا نشہ جماتا ہے۔

☆ لیکن قربان اصحابؓ پیغمبر کے......ان کے سجدوں کا نور دل پر اپنے انورات وثمرات مرتب کر کے چہروں کی طرف متوجہ ہو گیا۔

خطیب کہتا ہے

☆ اصحاب محمد ﷺ دور سے پہچانے جائیں گے
☆ وہ دیکھو پیشانی پر نور کی شعاؤں کی جھلک
☆ وہ دیکھو بلالؓ ہے تو سیاہ فام مگر چہرہ نورانی
☆ وہ دیکھو چہرے کی تابانی دیکھی نہیں جاتی!
☆ وہ دیکھو عبادت کا رنگ چہروں پر
☆ وہ دیکھو ریاضیت کا رنگ چہروں پر
☆ وہ دیکھو شجاعت کا رنگ چہروں پر
☆ وہ دیکھو سیادت کا رنگ چہروں پر
☆ وہ دیکھو رسول کی نیابت کا رنگ چہروں پر

دیکھا فرق اپنے چہروں کا......اور صحابہ کے چہروں کا
دشمن اصحاب رسولؐ کا چہرہ بھی دور سے ہی پہچانا جاتا ہے
وہ دیکھو! بغض صحابہؓ میں مارا ہوا آرہا ہے

چہرہ پہچانو......شرک کی نحوست

چہرہ پہچانو......بغض رسول کی نحوست

چہرہ پہچانو......بغض صحابہؓ کی نحوست

☆ چہرے پر ظلمت

☆ پیشانی پر ظلمت

☆ ایک سیاہی ایک تاریکی

☆ بدلی ہوئی رنگت اور بدلا ہو نقشہ

☆ چہرے پر نہ نور نہ رونق

☆ عینک جیسے نوح علیہ اسلام کے سیلاب سے بچی ہوئی

☆ عمامہ جیسے دل کی سیاہی اس پر نمودار

☆ آنکھیں جیسے بجھا ہوا چراغ

☆ منہ سے بدبو......جیسے مردار تعفن

یہ کیا ہے

یہ بغض صحابہؓ......کا نتیجہ......انجام

شَاهَتِ الْوُجُوْهُ......کے مکمل آثار

☆ مومن اور مشرک بھی اپنے اندر الگ الگ پہچان کی علامتیں رکھتا ہے

☆ اہل حق کے چہروں پر ایمان کا اطمینان اور رونقیں موجود۔

☆ اہل باطل کے چہرے بجھے ہوئے ،نور ایمان کی رونقیں مفقود!

☆ مفسر قرآن عارف باللہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی (قدس سرہ) فرماتے ہیں کہ

جب کوئی صحابی کس مجمع میں بیٹھتے دور پہچان لیے جاتے اپنے چہرہ کے نور سے ....(موضح قرآن)

☆ **ذالک مثلهم فی التورٰة و مثلهم فی الانجیل**

☆ صحابہ کے تذکرے تورات انجیل میں موجود

☆ کتاب خدا کی موسیٰ علیہ اسلام پر اور تذکرہ اصحاب محمدؐ کا (زندہ باد اصحاب رسول)

کتاب خدا کی نازل عیسیٰ علیہ السلام پر ہوئی اور تذکرہ اصحاب محمد ﷺ کا۔

سبحان اللہ

صداقت صحابہؓ زندہ باد

عظمت صحابہؓ زندہ باد

کذرع اخرج شطئا فازره فاستغلظ. فا ستوٰیٰ علی سوقه. یعجب الذراع.

☆ صحابہ کرام کی مقدس جماعت پر تین دور گزرے

☆ مکی دور...... مظلومیت کا دور

☆ مدنی دور...... پاؤں پر کھڑے ہونے کا دور

☆ فتح مکہ کے بعد کا دور

پہلے دور میں صحابہؓ نے انتہائی ظلم برداشت کیے۔

دوسرے دور میں سانس لیا۔ تیسرے دور میں

انافتحنا لک فتحاً مبینا...... کے مزے چکھے

یدخلون فی دین اللّٰہ افواجاً کے عظیم الشان نظارے دیکھے۔

یعجب الزراع

جس طرح کسان اپنے کھیتوں پر محبت کرتا ہے۔ دانا بوتا ہے

☆ پہلے مرحلے میں دانا کونپل بن کر نکلتا ہے

☆ دوسرے مرحلے میں ڈنڈی نکالتا ہے

☆ تیسرے مرحلے میں مضبوط ہوکر کھڑا ہو جاتا ہے اور اپنے وجود سے دانے نکالتا ہے

......پھر کسان دیکھ کر خوشی سے پھولا نہیں سماتا۔

اسی طرح صحابہ کرام نے پہلے پہل ماریں کھائیں ۔ظلم برداشت کیے ۔پھر اپنے قدموں پر کھڑے ہوئے ہجرت مدینہ کے بعد پھر جہاد ہوا اور اسلام ایک تن آور درخت بن گیا اور اس کے سائے تلے بیٹھنے کے لیے لوگ دور دراز کا سفر کر کے کشاں کشاں آنے لگے ......رسول اللہ ﷺ اپنے گلستان نبوت کو دیکھ کر اس قدر مسرور ہوئے کہ آپ کے قلب وجگر پر نشاط طاری ہوگئی۔

ایسا سماں بندھ گیا جب آپ نے علالت کے دنوں میں پردہ ہٹا کر حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے صحابہؓ کو صدیق اکبرؓ کی امامت میں صف بستہ اللہ کے حضورؐ قیام میں دیکھا ......! کہ عرش وفرش پر دھوم مچ گئی......اور آپ کا قلب مبارک مسرور ہوگیا......

لیغیظ بھم الکفار

کافروں کے دل جلانے کے لیے

خطیب کہتا ہے

اصحاب رسولؐ کے ذکر سے خدا خوش ہوتا ہیں

اصحاب رسولؐ کے ذکر سے مصطفٰے خوش ہوتے ہیں

اصحاب رسولؐ کے ذکر سے مرتضٰی خوش ہوتے ہیں

اصحاب رسولؐ کے ذکر سے باخدا خوش ہوتے ہیں

اصحاب رسولؐ کے ذکر سے اہل ارض خوش ہوتے ہیں

ناراض کون ہیں؟......کفار

پریشان کون ہیں؟......کفار

مضطرب کون ہیں؟......کفار

سیاہ رو کون ہیں؟......کفار

اللہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کا ذکر ہی اس لیے کیا گیا ہے تاکہ

لیغیظ بھم الکفار

کفار پر اللہ کی پھٹکار

بغض صحابہ پر لعنت بے شمار

یہی ہے فیصلۂ پاک پروردگار

لیغیظ بھم الکفار

یہاں سے بات واضح ہوگئی کہ صحابہ کرامؓ کی وجہ سے بغض میں مبتلا ہونے والے مسلمان نہیں بلکہ قرآن نے ان کو کفار میں شامل کیا ہے۔

خطیب کہتا ہے

بعض لوگ جو بظاہر بہت دیندار ہیں کہتے ہیں کہ کسی کو ناراض نہیں کرنا چاہیے؟

ہر کوئی جہاں لگا ہوا ہے ٹھیک ہے!

کس کو چڑانا نہیں چاہیے۔ ایسی کوئی بات نہیں چاہیے۔ جس سے کسی کا دل دکھے؟......سبحان اللہ

ان بے روح، بے شریعت راہبوں کا کیا فلسفہ ہے۔ انہوں نے شریعت اور دین کو اپنی خواہشات واحساسات کے تابع بنالیا ہے۔ خدا کی پناہ ان کے اس باطل نظریے اور جھوٹے فلسفے سے!......استغفر اللہ

اللہ فرماتے ہیں۔ یہ اصحاب رسولؐ کا تذکرہ اس شد و مد سے بیان ہی اس لیے ہوا ہے تاکہ **لیغیظ بھم الکفار**۔

☆ معلوم ہوا کہ دین دشمن جلتا رہے۔ مرتا رہے۔ ہاتھ کاٹتا رہے۔ مگر خطیب اور عالم مسئلہ بیان کرتا رہے۔

☆ مسئلہ بیان کیجیے۔ خواہ کوئی خوش رہے یا ناراض۔

☆ آپ نے مسئلہ چھپانے کو حق سمجھ رکھا ہے۔

خطیب مسئلہ بیان کرنے کو حق سمجھتا ہے۔

مسئلہ یہی ہے

کہ محمد رسول اللہ دعویٰ ہے

والذین معه اس کی دلیل ہیں

☆ مسئلہ یہی ہے کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے روشن دلائل ہیں۔

☆ مسئلہ یہی ہے کہ خدا کی دھرتی پر انبیاء علیہم السلام کے بعد صحابہ کا ہم سرماں نے جنا ہی نہیں ہے۔

☆ مسئلہ یہی ہے کہ جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ کا ابنیاء علیہم اسلام میں کوئی ثانی نہیں۔

☆ اسی طرح اصحاب محمدؐ کا پوری امت میں کوئی ثانی نہیں ہے وہی لاجواب ہیں۔وہی بے مثال ہیں۔

☆ نہ حضورؐ کے بغیر ایمان مکمل

اور

نہ صحابہؓ کے بغیر ایمان مکمل......سبحان اللہ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا.

صحابہؓ جیت گئے

حضرات گرامی! آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ صحابہ کے لیے میرا وعدہ ہے کہ ان کی مغفرت بھی ہوئی اور اجر صرف اجر نہیں بلکہ اجر عظیم ہوگا۔

عظیم......کا ایک تصوّر میرا اور آپ کا ہے اور ایک عظیم کا نقشہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے جس اجر کو دینے والا عظیم کہے، وہ کتنا عظیم ہوگا۔

سچ ہے پیغمبر بھی عظیم

سچ ہے پیغمبرؐ کے صحابہؓ عظیم

سچ ہے پیغمبرؐ کے صحابہؓ کے لیے اجر بھی عظیم

سبحان اللہ......عظمت صحابہؓ زندہ باد

طلوع سحر کے ساتھی

اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّ لُوْنَ

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ. (پ ۱۱ سورہ توبہ)

اور مہاجرین میں سے سب سے پہل کرنے والے اور انصار لوگ اور جو نیکی میں ان کے تابع ہوئے خدا ان سے راضی ہوا اور وہ خدا سے راضی ہوئے! اور ان کے لیے باغ تیار ہوئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ عیش کریں گے!...... یہ بڑی کامیابی ہے۔

حضرات گرامی! اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اصحاب رسولؐ کے فضائل عجیب انداز سے بیان فرمائے ہیں۔ آیت کریمہ کا ایک ایک نقطہ صحابہ کرام کی عظمتوں کے سمندر لیے ہوئے ہے۔ اگر تھوڑی سی عمیق نظر سے اس میں غوطہ لگایا جائے تو اس سے ایسے ایسے درنایاب ملیں گے جو بادشاہوں کے خزینوں میں بھی نہیں پائے جاتے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اصحاب رسولؐ کے تین طبقوں کا ذکر فرمایا۔

☆ طبقہ اول...... مہاجرین

☆ طبقہ ثانی...... انصار

☆ طبقہ ثالث...... تابعین

مجھے اس وقت اس آیت کریمہ کی تفصیل یا توضیح بیان نہیں کرنی۔ اس لیے کہ آپ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت اور اس پر متعدد مقررین کا خطاب سماعت فرمایا ہوگا۔ مجھے آپ کو اس آیت کریمہ میں غوطہ زن کر کے کچھ موتی نکال کر آپ کے دامن میں ڈالنے ہیں۔ تاکہ آپ ان تابدار موتیوں سے اپنے ایمان کو مزّین کر سکیں۔

سبحان اللہ

☆ آپ دیکھ رہے ہیں کہ الاولون من المهاجرين والانصار سے پہلے ایک لفظ ہے

السابقون.

☆ جولوگ اوّل اوّل ایمان لائے اُن السابقون کا مقام اوراور رفیع ہوگا۔

☆ لیکن ان صف اول میں ایمان لانے والوں میں جو سبقت لے گیا......اور اس مسابقت میں اول نمبر رہا۔اس کا مقام ان السابقون میں اول نمبر پر ہی ہوگا۔

☆ جو نبیؐ پر ایمان لانے میں سبقت حاصل کر گیا اس کو اصحاب رسولؐ کے طبقے میں ابوبکر صدیقؓ کے اسم گرامی سے یاد کیا جاتا ہے۔گویا کہ جوں ہی لب محمد سے صدائے توحید بلند ہوئی۔ابوبکرؓ نے فوراً قبول کر کے اپنے لبوں سے اس کی تصدیق کر دی۔

سبحان اللہ

☆ اس طرح سب پہلا نمبر جوانوں میں صدیقؓ اکبرؓ کو حاصل ہو گیا۔اور وہ **اسبق الایمان من المهاجرین والانصار** قرار پائے!

☆ عورتیں میں سیدہ خدیجہ طاہرہ سلام اللہ علیہا۔

☆ بچوں میں سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

☆ غلاموں میں سیدنا زید رضی اللہ عنہ

گویا کہ یہ شخصیات اول آنے والوں میں بھی اول آئیں۔

☆ اگر اول اول ایمان لانے والوں کا پینل بنایا جائے تو چار شخصیات پر مشتمل ہوگا۔

☆ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

☆ سیدنا خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہ

☆ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

☆ سیدنا زید رضی اللہ عنہ

اور اگر پینل کا صدر بنایا جائے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ......**السابقون الاولون** کے صدر محترم ومکرم ہوں گے!

سبحان اللہ

و الانـــــصـار ......ان اصحاب رسولؐ کو کہا جاتا ہیں۔جنہوں نے مکہ سے ہجرت کر کے آنے والے صحابہ کرام پر اپنا تمام اثاثہ خرچ کر کے ان کی ڈھارس بندھائی اور ان کے وطن سے زیادہ ان کو پیار دیا!

اگر مجھے کہنے کی اجازت ہوتو عرض کروں؟

کہ اہل مدینہ کو انصار کہا ہی اس لیے گیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور آپ صحابہ کے لیے اپنے گھروں کے دروازے کھول دیے اور انہیں اس دکھ کے وقت سہارا دیا! اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ انہیں اس قدر بلند مقام نصیب فرمایا کہ آج تک وہ دیارِ رسول کے خوش نصیب اور بلند ستارہ شخصیات ہیں اور خدا کی دن رات رحمتوں کی بارش ان پر ہو رہی ہے!

خطیب کہتا ہے

☆ اصحاب رسولؐ کے لیے جو مکان کے دروازے کھولے گا۔اسے انصار کا لقب دے کر رضائے الٰہی کا سٹیفکیٹ عطا کیا جائے۔

☆ اسی طرح اصحاب رسولؐ کے لیے جو دل کے دروازے کھولے گا۔اسے بھی رضائے الٰہی کا پروانہ ملے گا۔

وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ سے خدا راضی ہے

مہاجرین سے خدا راضی ہے

انصار سے خدا راضی ہے

نہیں نہیں اور آگے بڑھیئے ایک اور غوطہ لگائیے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ

جو صحابہ کرام کے پیروکار رہیں۔خدا ان سے راضی ...... گویا کہ جو یارِان رسول کا ہو گیا۔وہ خدا کا بھی ہو گیا۔

خدا بھی یاری کا پکّا ہے

جس کی محبوب خدا سے یاری۔
خدا کی اس سے یاری
جس کی اصحاب رسولؐ سے یاری
رسولؐ کی اان سے یاری
جو رسولؐ کے یار اں کا یار
خدا کا یار رسولؐ ان کا یار

......سبحان اللہ......

☆ دنیا جنت کو تلاش کرتی ہے
جنت صحابہؓ کو تلاش کرتی ہے۔

☆ وہ تمہاری سبیلوں کے محتاج نہیں ہوں گے۔ خداوند قدوس نے ان کو اس طرح کے بے مثال محلات عنایت فرمائے ہوں گے! کہ ان کے نیچے جنت کے مشروبات کی نہریں بہتی ہوں گی ۔

ان کے دل بھی ٹھنڈے
ان کے سینے بھی ٹھنڈے
ان کے دلوں میں بھی تازگی ہوگی
ان کے سینوں میں بھی تازگی ہوگی
ذالک الفوز العظیم...... یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔
مُلا کو ابھی کامیابی کی تلاش ہے
واعظ کو ابھی کامیابی کی تلاش ہے
ذاکر کو ابھی کامیابی کی تلاش ہے
خطیب کو ابھی کامیابی کی تلاش ہے

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی

کامیابی اعلان ہوگیا! تمہارے مقدر میں رونا، چلانا۔ بال نوچنا، پیٹنا، نوحہ کناں ہونا اور خاک آلودہ ہونا رہ گیا اور صحابہ کے مقدر میں خدا اور رسول کی رضا، عاقبت کی سرخروئی۔ محشر میں سرفرازی اور جنت میں مستقل قیام کی نعمت علیا دیدار الٰہی۔ جام کوثر اور جنت کی دائمی نعمتوں کا تحفہ!

ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

صحابہؓ پکے اور سچے مومن

اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجٰھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ. (پ۱۰ سورہ انفال)

خطیب کہتا ہے

سامعین گرامی قدر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ میں ان آیات کا شانِ نزول یا تفسیری تفصیلات نہیں عرض کروں گا، بلکہ ان آیات بینات میں جو نکات موجود ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ تاکہ آج کی تقریر کے لیے قرآنی نکات و مستدلات مہیا ہو سکیں۔ ان آیات کی تفصیلات کے لیے کتب تفسیر کی طرف توجہ فرمائیں۔ اس آیت کریمہ میں بھی پہلی آیت کی طرح مہاجرین وانصار کی عظمتوں کے بیان کے ساتھ ساتھ چند عظمتوں، رفعتوں، اعلانات وانعامات کا تذکرہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر اصحاب محمد ﷺ کو عنایت فرمائے ہیں۔ آیت کریمہ میں غوطہ لگا کر مندرجہ ذیل انعامات وعنایات ربانی کا صحابہ کرامؓ کے لیے مختص ہونا ہے۔

☆ والذین آمنوا............صحابہ کے مومن کامل ہونے کا تمغہ

☆ وھاجروا............صحابہ مہاجر فی سبیل اللہ تھے

☆ وجاھدوا فی سبیل اللّٰہ............صحابہ مجاہد فی سبیل اللہ تھے

☆ آوَّونصروا............وہ انصار جنھوں نے مہاجرین کو پناہ دی اور ان کی دامے درمے

سختے امداد فرمائی

☆ **اولئک هم المومنون حقا** ......اصحاب رسولؐ کے پکے سچے سُچے مومن کامل ہونے کی خدا گوائی۔

دشمن اصحاب رسولؐ کو چیلنج

میں پوری دنیا میں قیام پذیر صحابہؓ کے دشمنوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ جس طرح سرکار دو عالم ﷺ کے جانثار مخلص صحابہ کرام کے ایمان کامل ہونے کی گواہی اللہ تعالیٰ نے دی ہے اس کا کروڑ واں حصہ تم اپنے ایمان دار ہونے کی شہادت پیش کر سکتے ہو؟

فاتوا برهانكم ان كنتم صادقين

سبحان اللہ

☆ **لهم مغفرة**

معلوم ہوتا ہے بغض صحابہ میں جلے ہوئے رافضی کا اعتراض بھی تسلسل سے جاری ہے۔اسی طرح صحابہ کے لیے مغفرت کا اعلان خداوندی بھی بار بار کیا جا رہا ہے تا کہ مغفرت صحابہ کا اعلان چار دانگ عالم میں عام ہو جائے۔

☆ **ورزق كريم**

رزق کریم کیا ہے؟ رزق تو ہر جنتی کو ملے گا ......رزق کریم کا مطلب ہے جو رزق مہمانان خصوصی کے لیے، وہ رزق اصحاب رسولؐ کے لیے۔

سبحان اللہ

سامعین گرامی! ذرا تھوڑی دیر کے لیے صحابہؓ کی عظمتوں میں گم ہو جایئے۔پھر ذرا سر اٹھا کے دیکھیں تو خداوندی قدوس کی بارگاہ عالیہ سے صدا آئے گی کہ

اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا

صحابہؓ کی صداقت پر اللہ تعالیٰ کی گواہی کے بعد ہمیں کس بھنگی چرسی۔نجس وغلیظ نظریات کے حامل شخص کی بات سننا بھی گوارا نہیں۔

صحابہؓ کی آخرت میں شاہی

آیت ثانی

وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ مِنْ م بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَکْبَرُ م لَوْکَانُوْا یَعْلَمُوْنَ.

جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی ،ان کے مظلوم ہونے کے بعد۔ہم ان کو دنیا میں اچھا ٹھکانہ دیں گےاور قیامت کا اجر بہت بڑا ہے۔

اس آیت کریمہ میں مہاجرین کی عظمتوں کے بیان کے ساتھ ایک عظیم بشارت ان کو عطا فرمائی گئی ہے۔

☆ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً .

☆ دنیا میں بہترین ٹھکانہ دیں گے۔

☆ دنیا میں اصحاب رسول کوخلاف راشدہ ایسا بہترین منصب عطا ہوا۔جس کی برکت سے اسلام دینا کے کونے کونے میں پھیل گیااوراب دنیا کے جس خطے میں مسجد میں شہر میں جس قصبے میں اذان کی آواز آتی ہے قرآن کی تلاوت ہوتی ہے اس کا ثواب ان قدوسی صفات صحابہ کرام کو پہلے نصیب ہوگا۔جن کی محنت اور قربانیوں سے پوری دنیا میں اسلام پہنچا............ ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ............ اُوْلٰئِکَ هُمُ الصادِقُوْنَ.

صداقت کا تاج صحابہؓ کے سر پر

آیت ثالث

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّیَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِکَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ

واسطے ان مفلس مہاجرین کے جو اپنے دیار واملاک سے نکالے گئے اور اللہ کا فضل اور اس کی رضا مندی چاہتے ہیں اور خدا اور اس کے رسول کی نصرت کرتے ہیں۔وہی لوگ سچے ہیں۔

☆ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ.

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یارانِ رسولؐ کی خدمات جلیلہ کے صلہ میں ان کے سروں پر صداقت کا تاج رکھ دیا اور ان کے دلوں کی سچائی پر خود اپنی گواہی ثبت فرما کر کائنات میں ان کی صداقت کا سکّہ جما دیا۔

صحابہؓ کامیابیوں کے بادشاہ

وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ.

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجٰھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ اَعْظَمُ دَرَجَۃً عِنْدَاللّٰہِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ. (پ ۱۰ سورۃ توبہ)

اور جو لوگ ایمان لائے اور خدا کی راہ میں ہجرت اور جہاد کیا اپنی جانی اور مالی خدمات سے دریغ نہ کیا۔ خدا کے ہاں بڑا رتبہ رکھتے ہیں اور وہی اپنی مراد کو پہنچے والے ہیں۔

صحابہؓ کو دو خدائی تمغے

اَعْظَمُ دَرَجَۃً عِنْدَاللّٰہِ

لوگ کہتے ہیں کہ فلاں آدمی کا وزیر اعلیٰ کے ہاں بڑا مقام ہے!

فلاں آدمی کا صدر مملکت کے ہاں بڑا مقام ہے۔

☆ خطیب کہتا ہے کہ صحابہؓ کا اللہ کے ہاں بڑا مقام ہے۔

☆ بتایئے کون بڑا ہوا......؟

اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ ......وہی کامیاب ہیں۔ انہیں مراد ملی ہے وہی منزل مقصود پر پہنچے ہیں۔ انہوں نے اپنی منزل کو پالیا ہے۔ وہ راستہ نہیں بھولے۔ بھٹکے نہیں۔ سیدھے منزل پر پہنچے ہیں۔ یہ دو تمغے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے خود اصحاب محمد ﷺ کو عنایت فرما کر ان کا نام بھی بلند کر دیا اور ان کی قدر و قیمت کی شناخت کرا دی۔

رضائے الٰہی اور سکون صحابہؓ کا سرمایہ

خدا نے صحابہؓ پر سکینہ نازل کیا

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا . وَّمَغَانِمَ کَثِیْرَۃً یَّاْخُذُوْنَھَا وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا. (پ۲۶ سورہ فتح)

یقیناً اللہ تعالیٰ ان مومنین سے راضی ہو چکا۔ جب کہ وہ ایک درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔ بس خدا نے ان کے دلوں کا حال جان لیا۔ خدا نے ان پر رحمت اتاری اور ان کو فتح قریب عطا کی اور بہت سامال غنیمت انہوں نے حاصل کیا۔ خدا حکمت والا ہے۔

صحابہؓ کو خدائی عطیے

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو دو عظمتوں سے سرفراز فرمایا۔

☆ دلوں کو جانچ کر قبول کیا۔

☆ سکینہ اتارا۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ کے دل خود بخود دامن رسالت سے نہیں جُڑے، بلکہ خداوند قدوس نے ان کو جانچ پرکھ کر اپنے حبیب کے حوالے کیا۔

صحابہ کے دل اللہ نے منتخب کر کے دامن رسالت میں ڈالے۔

☆ سکینہ اس رحمت کا نام ہے جس کے اثرات جسم و روح دونوں پر پڑتے ہیں۔ اس صحابہ کے جسم بھی اور روح بھی پاکیزہ اور معطر تھے۔ ان سے محبت رسول کی ہر وقت خوشبو مہکتی تھی۔

صحابہؓ پکّے سچّے مومن ہیں

اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ . اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ. (پ۹ انفال)

یہی لوگ نماز کو قائم کرتے ہیں جو رزق دیا ہم نے اس سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچّے

اور پکے مومن ہیں۔ انہی کے لیے ان کے رب کے پاس درجے اور بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

اس آیت کریمہ بھی صحابہ کرامؓ کے ایمان کامل اوران کے جنتی ہونے پر ربّانی شہادت دی گئی ہے۔

صحابہؓ مقام صدیقیّت پر

اُولٰئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖٓ اُولٰئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَالشُّھَدَآءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ
(پ۲۷)

اور جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر وہی لوگ ہیں اللہ کے نزدیک صدیق اور شہید۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نہایت واشگاف الفاظ میں اصحاب رسول کی صدیقیت اور حقانی گواہ ہونے کا اعلان فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صداقت کے چشمے تو صحابہ کرامؓ کے وجود مطہر سے پھوٹتے ہیں اور پھر وہ صداقت پوری دنیا کو اپنے دامن میں لے لیتی ہے۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ دین حق کے گواہ ہیں۔ توحید وسنت کے گواہ ہیں۔ اسلام کی پاکیزگی اور تقدس کے گواہ ہیں۔ اس سے کوئی دشمن صحابہ سے ٹوٹے گا۔ تو وہ صداقت اور شہادت سے ٹوٹے گا۔

صحابہ کرامؓ مُفْلِحُوْن کے اعلیٰ مقام پر

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ جٰھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ وَاُولٰئِکَ لَھُمُ الْخَیْرٰتُ وَاُولٰئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. (پ ۱۰)

اور جو لوگ ایمان والے ہیں۔ ان کے ساتھ جہاد کرتے ہیں۔ مالوں اور جانوں سے اور انہی کے لیے بھلائیاں ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اصحاب رسول کو ان کے جہاد اور دین کے لیے محنت کرنے کے صلہ میں دو انعام فرمائے۔

☆ **لَهُمُ الْخَيْرَاتُ** ......ان کے لیے بھلائیاں ہی بھلائیاں ہیں۔

أُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْن......ان کے لیے کامیابیاں ہی کامیابیاں ہیں۔

خیرات صحابہؓ کے لیے

فلاح صحابہؓ کے لیے

شہادت صحابہؓ کے لیے

امانت صحابہؓ کے لیے

دیانت صحابہؓ کے لیے

رشد وہدایت صحابہؓ کے لیے

سیادت صحابہؓ کے لیے

قیادت صحابہؓ کے لیے

امامت صحابہؓ کے لیے

خلافت صحابہؓ کے لیے

حقانیت صحابہؓ کے لیے

هم المومنون حقا

هم المفلحون حقا

هم الصديقون

هم الصاقون

هم الراشدون

هم الفائزون

یہ تمام انعامات ربانی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اصحاب رسول کو عطا فرمائے۔قرآن کی زبان میں صحابہ کرامؓ کی بے مثال عظمت اور ان کی رفعت وعدالت کی گواہی آپ نے سن لی۔ان خدائی اعلانات کے بعد اب کوئی تاریخ کوئی کتابچہ کوئی مجموعہ صحابہ کرامؓ کے خلاف کوئی خامہ فرسائی

کرے اسے روی کوٹوکری میں......پھینکنا ہی قرین قیاس ہوگا۔خدا کی ثنا خوانی کے بعد دنیا کے کسی بھی انسان کی طرف سے اس کی مذمت بدنیتی کا اظہار اوران پر جرح کا کوئی اعتبار نہیں یہی جملہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔

حضرات گرامی!

میں نے قرآن مجید سے دس آیات کریمہ کا ایک گلدستہ بنا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے جس سے اصحاب رسولؐ کی عظمتوں کوخوشبواس طرح مہکتی ہے جس طرح ایک چمن کی خوشبو پورے ماحول کومعطر کرتی ہے میری دعا ہے کہ مولی کریم قیامت کے دن صحابہ کرامؓ کے دامن رحمت میں جگہ عنایت فرمائے ،تا کہ ان کی برکت سے شفاعت رسولؐ اور رحمت رب مجید نصیب ہو۔آمین یاارحم الراحمین

و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

مریض کی عیادت کرنا سنّت رسولؐ ہے

عیادت مریض سے معاشرے میں محبت کے رشتے مضبوط ہوتے ہیں

نَحْمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

کان النّبی ﷺ احسن شیٔ عبادۃ المریض. (بخاری، مسلم)

نبی اکرم ﷺ بیمار کی عیادت کا بہت اچھی طرح خیال رکھا کرتے تھے! حضرت گرامی! آج کی تقریر کا عنوان ہے مریض کی عیادت کے لیے سرکار دوعالم ﷺ کا کیا معمول تھا؟

اس وقت پورا معاشرہ جس طرح سے اطمینانی، بے اعتمادی اور عدم سکون کا شکار ہے اس پر نہایت تشویش اور گہرے اضطراب کا اظہار کیا جارہا ہے علماء خطباء دانشور اہل حل وعقد۔ پریس اخبارت ورسائل اس پر فیچر شائع کر کے اپنے درد وکرب کا اظہار کررہے ہیں۔مختلف تبصرے کیے جارہے ہیں اور معاشرے سے اس عدم محبت بے جوڑ فضا کو دور کرنے سیمینار منعقد کیے جارہے ہیں ۔مگر بے اطمینانی کا عدم اعتماد کا سیلاب بڑھتا ہی چلا جارہا ہے۔رکنے کا نام ہی نہیں لے رہا۔آپس کے فاصلے ہیں کہ بڑھتے ہی جارہے ہیں۔اس سلسلہ میں میرے نزدیک صرف اور صرف ایک ہی حل ہے کہ سرکار دوعالم کی قائم کردہ اخلاقی قدروں کو مشعل راہ بنایا جائے۔ حضور ﷺ نے جن اخلاقی حدود کو اپنے عملی جامہ سے روشن کیا تھا۔ان میں ایک ایک کو چن چن کر اپنے معاشرے میں عملی جامہ پہنایا جائے ۔انشاء اللہ یہ معاشرہ سرکار دوعالم ﷺ کے نقش قدم پر چل کر پھر سے سکون، آشتی، امن، اطمینان، باہمی اعتماد، بھائی چارے کا گہوارہ بن سکتا ہے اس معاشرے میں اس طرح پھر بہاریں آسکتی ہیں اور الّف بین قلوبھم کی یاد تازہ ہوسکتی ہے!

عیادت مریض اور سنّتِ رسولؐ

اسی عیادت مریض کے مسئلے کو ہی لے لیجئے۔ ہمارے ہاں کچھ ایسی افراتفری اور نفسانفسی کا عالم ہے کہ ایک شہر میں نہیں۔ ایک محلے میں نہیں۔ ایک گلی میں چند مکانوں کے فاصلے پر ہمارا محلے دار بلکہ ہماری گلی میں چند مکان چھوڑ کر رہائش پذیر دوست ہمسایہ ساتھی بیمار ہے۔ اس کے گھر میں ایک اضطرابی کیفیت ہے۔ اس کے پورے گھر میں ایک کہرام برپا ہے، مگر ہم ہیں کہ جبیں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ دل میں ایسے کے لیے کوئی ہمدردی نہیں ہے چپکے سے اپنے گھر سے نکل کر دفتر چلے جاتے ہیں۔ دکان سجانے کے لیے نکل جاتے ہیں۔ اپنے کاروبار میں اپنی ملازمت میں اپنی غیر ہمدردانہ زندگی میں اس قدر مگن ہیں کہ ہمیں کسی دوست کسی ہمسایہ کسی ساتھی کا غم بانٹنے کا احساس تک نہیں ہے!

یہی وہ بے رخی بلکہ ظالمانہ روش ہے جس نے پورے معاشرے کو جہنم بنا رکھا ہے اور اسی رویے نے عدم اعتماد کو جنم دیا ہے ایسی خود غرضانہ زندگی نے ہمیں ایک جلتی ہوئی بھٹی میں ڈال رکھا ہے۔ جس کی تپش نے ہمارے حساس رگوں کو بھسم کر کے رکھ دیا ہے اور ہم بیٹھ کر آپس میں باتیں کرتے ہیں کہ یار پتہ نہیں کیا ہو گیا؟ لوگوں میں محبت ہی نہیں رہی۔ ایک دوسرے سے تعلق ہی نہیں رہا۔ ایک دوسرے کے دُکھ سُکھ بانٹنے کی رسم ہی نہیں رہی! اور پھر شکوؤں کے باب کھل جاتے ہیں اور دوسروں سے لا پرواہی کے لاکھوں گلے کر دیے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہی گلے شکوے دوسرے کو ہمارے ساتھ ہوتے ہیں۔ مگر دوسروں کی کمزوریوں پر نظر ہے اور اپنا رویہ اپنا کردار یاد ہی نہیں رہا۔ اگر آج بھی ہم سرکار دو عالم ﷺ کے پھیلائے ہوئے دین کی روشنی کو اپنا لیں، تو پھر دیکھیے کس طرح محبت اور پیار کی فضا پیدا ہوتی ہے۔ محلے میں اگر کوئی شخص بیمار ہو گیا تو اہل محلّہ کو اس کی عیادت کے لیے جانا چاہیے۔ اور اس کو تسلی دینی چاہیے۔ اس کی عیادت کے لیے جانا چاہیے۔ اس سے جہاں اس بیمار کی خوصلہ افزائی ہوگی۔ وہیں اس کے گھر کے احباب میں، رشتے داروں میں اس مریض کے تعلق داروں میں آپ کے لیے احترام کے جذبات پیدا ہوں گے، محبت کی فضا پیدا ہوگی۔ ایک خوشگوار تعلقات کا دور چلے گا۔ اس طرح معاشرے سے بے اعتمادی کی

فضا ختم ہوگی اور محبت وسکون کی فضا قائم ہوگی! عیادت مریض کا یہی فلسفہ ہے۔ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر عمل کرنے سے پھر ایک سکون اور راحت کا دور آجائے گا۔جس کے لیے ہماری آنکھیں ترس رہی ہیں سرکار دوعالم ﷺ کا مبارک معمول تھا کہ جب کوئی شخص بیمار ہوتا تو آپ بنفس نفیس اس کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لے جاتے یا کبھی اپنے ساتھ صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظم کو بھی لے جاتے مریض کے گھر پہنچ کر اس کو تسلی دیتے۔اس کے لیے دعا فرمائے اور اس کے لیے اچھے الفاظ فرماتے جس سے اس کی بیمار زندگی کو سکون ملتا! اور اس کا اضطراب راحت میں بدل جاتا۔

اسی معمول مبارک کو حدیث شریف میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ **کان النبی ﷺ احسن شئ عیادۃ المریض** ...... نبی اکرام ﷺ کو مریضوں کی بیماری پرسی کا خاص خیال رہتا تھا!

......سبحان اللہ......

کتنے اچھے مریض تھے

سامعین گرامی! وہ مریض کس قدر خوش قسمت ہوں گے۔کس قدر خوش نصیب ہوں گے۔جن کو دیکھنے کے لیے سرکار دوعالم خود تشریف لے جاتے تھے۔میں کہتا ہوں !ان کی مرض تو سرکار دوعالم ﷺ کا چہرہ اقدس دیکھتے ہی دور ہوجاتی ہوگی،جب مریض کی نظر جمال نبوت پر پڑتی ہوگی اس کی مرض کوسوں دور بھاگ جاتی ہوگی۔اس میں سکون اور راحت پیدا ہوجاتا ہوگا اس لیے نبی اکرم ﷺ مریضوں کے پاس خود تشریف لے جاکر ان کی مزاج پرسی فرمایا کرتے تھے!

بیمار صحابہؓ کی عیادت کے لیے حضور ﷺ تشریف لے جاتے تھے

ا۔عبداللہ بن ثابتؓ جب بیمار ہوئے تو آپ عیادت کو گئے تو ان پر غشی طاری تھی۔آپ نے آواز دی مگر ان کو خبر نہ ہوئی،آپ نے فرمایا کہ افسوس ابی الربیع تم پر ہمارا زور اب نہیں چلتا۔یہ سن کر عورتیں بے اختیار چیخ اٹھیں اور رونے لگیں لوگوں نے روکا۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت رونے دو۔مرنے کے بعد البتہ رونا نہیں چاہیے،عبداللہ بن ثابتؓ کی لڑکی نے کہا مجھ کو ان کی شہادت کی امید تھی کیونکہ جہاد کے سب سامان تیار کر لیے تھے۔آپ نے فرمایا کہ ان کی نیت کا

ثواب مل چکا۔(صحیح بخاری)

حضرت جابرؓ کی عیادت

حضرت جابرؓ بیمار ہوئے تو اگر چہ ان کا گھر فاصلہ پر تھا، لیکن سرکار دو عالم ﷺ پیدل ان کی عیادت کو جایا کرتے تھے!(ابوداؤد باب الجنائز)

۴۔ایک دفعہ حضرت جابرؓ بیمار ہوئے، تو آپ حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر پیدل ان کی عیادت کو گئے۔ان پر غشی طاری تھی پانی منگوا کر وضو کیا اور بچے ہوئے پانی کو ان کے منہ پر پانی چھڑکا۔جابرؓ ہوش میں آگئے اور عرض کیا یا رسول اللہ؟

اپنا ترکہ کس کو دوں اس پر یہ آیت اتری کہ

یو صیکم اللّٰہ فی اولاد کم. (بخاری شریف ج ۲، تفسیر آیت مذکور)

خطیب کہتا ہے

☆ عیادت مریض سنت مصطفیؐ ہے

☆ بڑوں کا چھوٹوں کی عیادت کے لئے جانا سنت مصطفیؐ ہے۔

☆ پیر کا مرید کی عیادت کے لئے جانا سنت رسولؐ ہے۔

☆ استاد کا شاگرد کی عیادت کے لئے جانا سنت رسولؐ ہے۔

☆ احباب سمیت مریض کی عیادت کے لئے جانا سنت رسولؐ ہے۔

حضور ﷺ کا معجزہ

سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے وضو کا بچا ہوا پانی حضرت جابرؓ پر چھڑکا تو انہیں ہوش آ گئی! یہ سرکار دو عالم ﷺ کا معجزہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے وضو کے پانی کو حضرت جابرؓ کے لئے نسخۂ شفا بنا دیا۔

سبحان اللہ

☆ اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی کو لگا ہوا زم زم اگر شفاء کی کروڑوں تاثیریں رکھتا ہے تو سرکار دو عالم ﷺ کے جسم اطہر کو لگے ہوئے پانی میں بھی خداوند قدوس تاثیریں پیدا فرما سکتے ہیں۔

یہ ہمارا مسلک ہے
کہ حضور اکرم ﷺ کو اس طرح لاکھوں کروڑوں معجزات اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے۔
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

۵۔ سعد بن عبادۃ کی بیمار پرسی

ایک دفعہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو آپ عیادت کو تشریف لے گئے۔ حضرت سعد کو بیماری کی حالت میں دیکھ کر آپ پر رقت طاری ہوگئی اور آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔آپ کے آنسو دیکھ کر سب کے آنسو نکل آئے۔(بخاری)

معلوم ہوا کہ آپ کو صحابہ کرامؓ سے قلبی لگاؤ اور گہری محبت تھی۔جس کا اظہار آپ سے حضرت سعدؓ کی بیماری پرسی کے وقت ہوا اور ہو بھی کیوں نا؟ حضرت سعدؓ بن عبادۃ نے بھی تو اپنی زندگی کی تمام توانائیاں رسول اللہ ﷺ پر فدا کر رکھی تھیں......اور ان کی زندگی کا کوئی لمحہ بھی عشق رسولؐ کے بغیر نہیں گزرتا تھا۔

۶۔ امت کو عیادت مریض کا حکم

عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ ﷺ اطعمو الجائع و عودا المریض و فکّو العانی. (بخاری)

حضرت ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، بیماروں کی عیادت کرو اور جو لوگ ناحق قید کردیے گئے ہوں ان کی رہائی کے لئے کوشش کرو۔

خطیب کہتا ہے

☆ سرکار دوعالم ﷺ نے امت کو تین سنہری اصولوں کا تحفہ دیا!
☆ بھوکوں کو روٹی کھلانا
☆ بیماروں کی عیادت کرنا
☆ مظلوم قیدیوں کی رہائی کے لئے کوشش کرنا۔

کس قدر سنہری اصول ہیں، کس قدر درخشندہ عمل ہے، کس قدر سستی اور آسان محنت ہے، جس

سے پورا ماحول امن، آشتی اور جنت کدہ بن سکتا ہے۔

☆ قوم کو نعمت کدے دینے والو قوم کو جنت کدہ بناؤ

☆ رسول اللہ ﷺ کی بتائی ہوئی سنتوں پر عمل کرو اور معاشرے کو جنت نظیر بناؤ!

☆ غریبوں کی مدد کے لئے فلاحی ادارے بنائیں۔

☆ مریضوں کے لئے ہسپتال قائم کیجئے۔

☆ قیدیوں کی رہائی کے لئے وکلاء پر مشتمل کمیٹیاں بنائیں۔

☆ وکلاء جو پوری دنیا میں اپنے دانشور اور قانون پسند اور انسانیت دوستی سے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں، کہیں آج انہوں نے مظلوم قیدیوں کی رہائی کے لئے بھی کبھی قدم اٹھایا؟

سیاسی قیدی کوئی آسمان سے نہیں اترے

ان کے لئے ماہرین قانون پر مشتمل کمیٹیاں بنتی ہیں، ان کی رہائی کیلئے قانونی چارہ جوئی کی جاتی ہے، اخبارات میں بیانات دیے جاتے ہیں، پریس کانفرنسیں ہوتی ہیں، تصویریں بنوائی جاتی ہیں۔ پھر اپنا خصوصی اثر رسوخ استعمال کر کے انہیں اخبارات میں چھپوایا جاتا ہے۔ سیاسی قیدیوں کے لئے کوشش کرنا جہاں ایک اچھا کام ہے، وہیں پر ان مظلوم قیدیوں کی رہائی کے لئے بھی وکلاء علماء تاجروں اور دانشوروں، ریٹائرڈ ججوں پر مشتمل رہائی کمیٹیاں بننی چاہئیں اور ان کے لئے مشترکہ جدوجہد ہونی چاہے۔ کیونکہ اس وقت جیلوں میں ہزاروں بے گناہ مظلوم قیدی زندگی کے تلخ لمحات گزار رہے ہیں۔ جو پولیس کے بے رحم ہاتھوں، جھوٹے گواہوں کے شرمناک بیانات اور عدالت کی سفارشات پر مبنی فیصلوں کی وجہ سے ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ ان مظلوم قیدیوں کی رہائی کے لئے شعب ابی طالب میں قید رہنے والے پیغمبر ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ان مظلوم قیدیوں کی رہائی کے لئے جہدو جہد کرنا سرکار دو عالم ﷺ کی رضا حاصل کرنا ہے۔ اسی طرح مریض کی عیادت کرنا......اس سے شہر میں محلے میں گلی کوچوں میں اپنے بیگانوں میں محبت وآشتی کی فضا پیدا ہوگا۔ حضور ﷺ کی اس ایک سنت زندہ کرنے سے معاشرہ کس قدر نکھر جائے گا۔ اس کا اندازہ قرونِ اولیٰ کے ایام سے لگایا جاسکتا ہے۔

۷۔مریض کی عیادت کرنے والے کے لئے خوشخبری

عن ثوبانؓ قال قال رسو للّٰہ ﷺ انّ المسلم اذا عاد اخاہ المسلم لم یزل فی خرفۃ الجنّہ حتّیٰ یرجع (مسلم)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

بندہ مومن جب اپنے صاحب ایمان بندے کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ گویا جنت کے باغ میں ہوتا ہے۔

☆ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، بیمار کی عیادت کے لئے جو وقت صرف ہوتا ہے وہ ضائع نہیں جاتا بلکہ اس کو اس قدر قیمتی بنادیا جاتا ہے کہ گویا وہ جنت کے باغات میں اپنا وقت لگا رہا ہے۔ اس لئے کہ اس سے خدا اور رسول ﷺ کی رضا حاصل تو انشاء اللہ ہوگی ہی ہوگی مگر دنیا میں بھی اس کے ثمرات دیکھنے میں آئیں گے۔ جس مریض کے گھر جانا ہوگا اس کا پورا کنبہ، رشتے دار احباب ہمیشہ کے لئے عیادت کرنے والے کے لئے جذبات ومحبت وعقیدت قائم کرلیں گے!

یہی باتیں ہیں جو معاشرہ کو سنوارتی ہیں۔ انہی باتوں سے معاشرے میں نکھار پیدا ہوتا ہے اور انہی سے باہمی اعتماد کی فضا قائم ہوتی ہے۔ اس لئے میرا یہ دعویٰ ہے کہ آج کے دکھ بھرے ماحول میں اگر رسول اللہ ﷺ کی ان پیاری سنتوں کو زندہ کرلیا جائے تو مسلمانوں میں محبت کا گزرا ہوا دور پھر واپس آسکتا ہے۔

مریض کی عیادت کرنے والا جنت میں گھر بنائے گا

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ من عادیٰ مریضاً نادیٰ منادٍ من السّماء طبت و طاب ممشا ک و تبوّأت من الجنّۃ منزلاً. (ابن ماجہ)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس بندے نے کسی مریض کی عیادت کی تو اللہ کا منادی آسمان سے پکارتا ہے تو مبارک ہے، عیادت کے لئے تیرا چلنا مبارک ہے اور تو نے یہ عمل کرکے جنت میں اپنا گھر بنالیا۔

☆ عیادت کرنے والا کوئی ہے، مریض کوئی ہے

☆ خوشی اللہ تعالیٰ کو ہو رہی ہے

☆ خوشی اللہ تعالیٰ کے رسول کو ہو رہی ہے

☆ خوشی اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کو ہو رہی ہے

☆ کیوں؟

☆ اس لئے کہ خدا اپنے بندوں کے لئے رحیم ہے

☆ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے امتیوں کے لئے رحمت ہیں۔ اس لئے کہ فرشتے امت محمدیہ کیلئے دعا کرتے ہیں۔

☆ ایک بندہ خدا کو راضی کرنے سے کس قدر خوشیاں دامن میں سمیٹ لیتا ہے۔

سبحان اللہ

۹۔ عیادت مریض کے آداب

عن ابی سعیدؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ اذا دخلتم علی المریض فنفّسوا لہٗ فی اجلہ فانّ ذالک لایردّ شیئا و یطیب بنفسہٖ. (ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس کی عمر کے بارے میں اس کے دل کو خوش کرو اس قسم کی باتیں ہونے والی بات کو تو نہ روک سکیں گی لیکن اس سے اس کا دل خوش ہوگا۔

☆ اس کی عمر کے بارے میں باتیں کرو، گویا تمہاری عمر ابھی ہے ہی کیا، تم نے تو ابھی عمر کا تھوڑا حصہ ہی گزارا ہے، ابھی تو تم نے بہت سے کام کرنے ہیں، ابھی اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنی اولاد اور گھر اور دوستوں کے لئے بہت سے کام لینے ہیں۔ انشاء اللہ خداوند قدوس تمہیں شفاء عطا فرمائیں گے۔

☆ ایسی باتوں سے اگرچہ خدائے وحدہ لاشریک لہ کا فیصلہ تو نہیں ٹل سکے گا مگر اس مریض کا دل خوش ہو جائے گا کہ کسی مومن مریض کا دل خوش کرنا بھی تو عبادت ہے۔

؎ دل بدست آور کہ حج اکبر است

☆ یہ ہیں اسلامی معاشرے کے سنہری اصول جن سے ہزاروں رنجشیں اور دشمنیاں ختم ہوتی ہیں اور کتنے ہی ٹوٹے ہوئے دل جڑ جاتے ہیں، یہ عبادت بھی ہے عیادت بھی ہے۔

☆ مریض کے پاس بیٹھ کر مایوسی کی باتیں نہ کرے کہیں اس عیادت سے اس کی بیماری میں اضافہ ہی نہ ہو جائے!

☆ مثلاً عورتیں جب مریض کے پاس جاتی ہیں تو اس طرح کی باتیں کرتی ہیں۔

☆ ہائے ہائے کل کو چنگا بھلا تھا، ایک رات میں ہی کیا سے کیا ہو گیا!

☆ اسے کسی اچھے ڈاکٹر کو دکھائیں؟

لگتا ہے کینسر ہو گیا ہے...... چلو چھٹی ہوئی۔ کینسر کا نام سنتے ہیں مریض کا دم نکل جائے گا۔ اگر ابھی نہیں نکلے گا تو ان جملوں کا ایک نقش مریض کے دل و دماغ پر ثبت ہو جائے گا جو بالآخر جان لیوا ثابت ہوگا۔

انّا للّٰہ و انا الیہ راجعون

☆ اس لئے مریض کی عیادت کے وقت الفاظ کا سوچ سمجھ کر استعمال کرنا چاہیے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے مریض کے پاس اس کے دل کو لبھانے والی باتوں کا تذکرہ کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔

سبحان اللہ

۱۰۔ حضور ﷺ عیادت کے وقت مریض کو تسلی دیتے

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ دخل علیٰ اعرابی یعودہٗ و قال لا بأس طھورٌ انشاء اللّٰہ لا بأس طھور انشاء اللّٰہ...... (بخاری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک اعرابی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو فرمایا کہ کچھ فکر نہیں انشاء اللہ شفاء ہوگی۔ کچھ فکر نہیں انشاء اللہ شفا ہوگی۔

سبحان اللہ کس قدر مریض کی حوصلہ افزائی فرمائی جا رہی ہے، مریض تو نبوت کی زبان سے ان

الفاظ کوسن کر ہی شفایاب ہوجاتا ہوگا۔ کس قدر سکون بخش ہیں نبوت کے یہ محبت بھرے الفاظ۔

۱۱۔ مریض کی عیادت کرنا خدا کی منشاء کو حاصل کرنا ہے

عن ابی هريره رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ انّ اللّٰه تعالیٰ يقول يوم القيٰمة يا ابن ادم مرضت فلم تعدنی قال يا ربّ كيف اعودک و انت ربّ العٰلمين قال اما علمت انّ عبدی فلانٌ مرض فلم تعدهٗ اما علمت انت لو عدتّه لوجدتّنی عنده. (مسلم شريف)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے کہ آدم کے بیٹے میں بیمار ہوا تھا تو نے میری بیمار پرسی نہیں کی۔ ابن آدم پکارے گا کہ میں کیسے بیمار پرسی کرتا آپ تو رب العالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تجھے معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا تو نے اس کی بیمار پرسی نہیں کی، تجھے معلوم نہیں کہ اگر تو اس کی بیمار پرسی کرتا تو مجھے وہاں پالیتا۔ سبحان اللہ

خطیب کہتا ہے

☆ عیادت مریض کی عظمت کا کیا کہنا

☆ انسانیت کی بلندی اور رفعت کا کیا کہنا

☆ انسان کے دکھ کو خداوند قدوس نے اپنا دکھ قرار دیا

☆ انسان کے درد کو خداوند قدوس نے اپنا درد قرار دیا

☆ انسان کی بیماری کو خدا نے اپنی بیماری قرار دیا

☆ انسان کی عیادت کو خدا نے اپنی عیادت قرار دیا

حالانکہ

☆ خداوند قدوس ہر بیماری سے پاک ہیں

☆ خداوند قدوس ہر کمزوری سے پاک ہیں

☆ خداوند قدوس ہر دکھ تکلیف سے پاک ہیں

مگر

انسان کے ساتھ اس قدر محبت اور اس قدر لگاؤ ہے کہ اس کی بیمار پرسی کے لئے ایسا انداز بیان اختیار فرمایا کہ ہر شخص بیمار کی طرف چل پڑے اور اس کے دل پر محبت کے پھاہے رکھے۔

☆ ہے کوئی انسانیت کی خدمت کا نام نہاد ٹھیکیدار؟ جس کے دستور میں جس کے منشور میں انسان کے لئے اس قدر دلنوازی کے جذبات اور عملی نقشے ہوں۔

۱۲۔حضور ﷺ مریض کے لئے دعا فرماتے

عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت کان رسول اللّٰه ﷺ اذا اشتکیٰ منّا انسان مسحه بیمینهٖ ثمّ قال اذهب الباس ربّ النّاس و اشف انت الشّافی لا شفاء الّا شفاء ک شفاءً لا یغادر سقمًا. (مسلم بخاری)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم میں سے جب کوئی آدمی بیمار ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اپنا داہنا ہاتھ اس کے جسم پر پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے ....**اذهب الباس ربّ النّاس الخ**

اے سب آدمیوں کے پروردگار اس بندے کی تکلیف دور فرما دے اور شفا عطا فرما دے، تو ہی شفا دینے والا ہے۔بس تیری ہی شفا شفا ہے۔ایسی کامل شفاء عطا فرما جو بیماری کو بالکل نہ چھوڑے۔

خطیب کہتا ہے

☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیمار کے لئے دعا کرنا سنت رسول ﷺ ہے۔

☆ **لا شفاء الّا شفاء ک**

☆ حضور ﷺ نے اپنی امت کو عقیدہ دیا کہ شفاء دینا بھی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

☆ عیادت میریض کے وقت بھی اللہ کے رسول ﷺ نے توحید خداوندی کا عقیدہ بتایا۔

☆ بتایا کہ بیماریوں کا شفا دینا صرف اللہ کے اختیار............بیمار کو شفا دینے کے اختیار کسی کو نہیں دیے گئے!

جب بھی شفاء مانگو......رب الناس ہی سے مانگو!

☆ بات ہے عیادت مریض کی، عقیدہ توحید کا دیا جارہا ہے۔

☆ کاش کہ آج کا شرک و بدعت کا مریض بھی سمجھ جائے! کہ تمام اختیارات اسی پروردگار عالم کے ہیں جس نے انسان کو پیدا فرمایا ہے۔

☆ وہی مختار کل ہے

☆ وہی معبود کل ہے

لا شفاء الّا شفاء ک

حضرات گرامی! میں نے آپ حضرات کے سامنے سرکار دو عالم ﷺ کی حیات طیبہ کا ایک سنہری ورق پیش کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر آج بھی شہروں میں دیہات میں، محلوں میں گلی کوچوں میں تیمارداری، بیمار پرسی اور عیادت کی سنت کو زندہ کر دیا جائے تو بیمار انسانیت کے مفلوج جسم میں پھر سے جان پڑ سکتی ہے اور معاشرے کی تلخیوں کو اضطراب کو عدم سکون اور باہمی نفاق کو بہت آسانی سے سنت رسولؐ کی روشنی میں دور کیا جا سکتا ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ.   سبحان اللّٰہ

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو رسول اللہ ﷺ کی ایک ایک سنت کو زندہ کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

آج کل مریض کی عیادت اور جنازوں میں شرکت صرف ووٹ حاصل کرنے کے لئے یا بعض مقامات پر اپنی چوداھرہٹ قائم کرنے کے لئے کی جاتی ہے جبکہ آنحضرت ﷺ کی تعلیمات آپ نے سن لیں کہ غریب سے غریب مریض اور مسکین سے مسکین بیمار بھی آپ کے دریائے محبت اور بے پایاں عنایات سے محروم نہیں رہا۔

عیادت کے لئے بے غرض اور بے لوث ہونا از حد ضروری ہے ورنہ منافقت اور غرض سے بھری ہوئی عیادت کا اللہ کے ہاں کوئی مقام نہیں۔

و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اسلام میں میاں اور بیوی کے حقوق

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِيۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡم. بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ

اکمل المؤمنین ایمانًا احسنهم خلقًا و خیارکم خیارکم لنساء کم.

(ترمذی)

ایمان میں کامل ترین مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہو اور تم میں بہترین وہ ہے جو اپنی بیویوں کے لیے بہترین ثابت ہو!

حضرات گرامی! آج کی تقریر میں آپ حضرات کے سامنے میں اس مسئلہ پر روشنی ڈالوں گا کہ خاوند پر عورت کے کیا حقوق ہیں اور اسی طرح بیوی پر خاوند کے کیا حقوق ہیں۔

☆ میاں اور بیوی کے جھگڑے آئے دن اخبارات کی زینت بنے رہتے ہیں کبھی خاوند کی بیوی پر مظالم کی داستانوں کی کہانیاں چھپتی ہیں اور کبھی بیوی کے خاوند کے خلاف نہایت ہی شرمناک واقعات شائع ہوتے ہیں معاشرے میں جس طرح دوسرے بے مثال مسائل پیدا ہو رہے ہیں اور ان کی بدبو سے ایک تعفن پیدا ہو رہا ہے اسی طرح میاں بیوی کے جھگڑے بھی ناسور بن چکے ہیں۔ بیٹا اور اس کے والد ایک آگ کی بھٹی میں جل رہے ہیں۔ اسی طرح بیٹی اور اس کے والدین بھی ایک مستقل عذاب میں مبتلا ہیں۔ اسی پریشانی کے عالم میں فریقین سکون سے محروم ہو چکے ہیں اور اس مسئلہ کے حل کے لئے شب و روز مضطرب ہیں۔ میرے نزدیک بات وہی ہے جسے لوگ فرسودہ بات کہہ کر توجہ نہیں دیتے، لیکن حقیقت یہی ہے کہ یہ سب کچھ تعلیمات اسلام سے دوری کا نتیجہ ہے اور تہذیب مغرب کا ثمرہ ہے۔ میں پورے وثوق اور اعتماد سے کہتا ہوں کہ اگر

آج بھی ہمارے والدین بہنیں اور بھائی سرکار دو عالم ﷺ کی تعلیمات کا مطالعہ کریں تو انہیں حضور ﷺ کی بتائی ہوئی زندگی کی قدروں میں سکون مل سکتا ہے اور یہ آئے دن کے فسادات اور جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں۔کوئی آزمائے تو سہی!

''میاں اور بیوی'' معاشرے کا، کنبے کا، گھر کا ایک اہم حصہ ہیں۔ انہی سے کنبے کے افراد تشکیل پاتے ہیں، انہی سے گھر کی قبیلے کی رونق بنتی ہے۔ انہی سے ملک اور قوم کو توانائیاں ملتی ہیں۔ انہی سے افراد بنتے ہیں اور وہی افراد معاشرے کے تمام شعبوں میں مستقل کردار ادا کرتے ہیں۔ میاں بیوی خوشگوار زندگی گزاریں گے تو اولاد اور پورا کنبہ خوشگوار زندگی گزارے گا۔ ''میاں اور بیوی'' نت نئے جھگڑے کھڑے کریں گے۔ آپس میں سر پھٹول کریں گے۔ گھر میں روز ہنگامہ کریں گے، گالی گلوچ کریں گے، ایک دوسرے پر گند اچھالیں گے، تو اس تمام بے ہودگی اور بداخلاقی کا اثر اولاد پر پڑیگا اور اولاد انہی پریشان کن حالات سے دل برداشتہ ہو کر بے راہ ہو جائے گی۔ پہلے اس کے اثرات محلے پر پڑیں گے اور پورا معاشرہ اس کی لپیٹ میں آجائے گا اور پھر وہ کچھ ہوگا جو میں اور آپ اس وقت دیکھ رہے ہیں۔

میاں اور بیوی، زندگی کی گاڑی کے دو پہیے

سرکار دو عالم ﷺ نے جس طرح زندگی کے تمام شعبوں میں رہنمائی فرمائی ہے اسی طرح میاں اور بیوی کی زندگی میں حُسن پیدا کرنے کے لئے بھی عظیم ہدایات اور احکامات سے امت کو سرفراز فرمایا ہے۔ خاوند کو الگ سمجھایا کہ تمہیں بیوی کے ساتھ کیا سلوک کرنا ہے اور بیوی کو الگ سمجھایا کہ تم نے خاوند کے ساتھ کیا سلوک کرنا ہے اس طرح زندگی کے ان دو اہم شعبوں میں اس طرح رہنمائی فرمائی ہے کہ میاں اور بیوی دونوں ان پر عمل کرنے سے جنت نظیر بن گئے ہیں۔

خاوند کے ذمے بیوی کے حقوق

خاوند کو چونکہ بیوی پر بالا دستی حاصل ہوتی ہے اس لئے اس کو سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''خیارکم خیارکم لنساء کم'' تم میں بہترین وہ ہے جو اپنی بیوی کے لئے بہترین ہے۔

☆ رحمت دو عالم ﷺ نے اس ارشاد گرامی میں ایک بہترین خاوند کی صفت بیان فرمائی ہے کہ تمہارے بہترین ہونے کا معیار" تمہارا بیوی سے سلوک" قرار پائے گا۔

اگر تمہارے رویے سے عمل سے تمہاری بیوی کو تکلیف ہے، تمہارے رویے سے تمہاری بیوی کی زندگی اجیرن بن گئی ہے تو تمہیں سمجھ لینا چاہیے کہ تم میں کوئی اچھائی نہیں ہے کوئی خوبی نہیں ہے کوئی بہتری نہیں ہے۔ خدا اور رسول ﷺ کے ہاں تمہاری کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ ہاں اگر تمہارا وجود تمہاری بیوی کے لئے راحت ہے اس کی زندگی تمہارے طرزِ عمل سے خوشگوار گزر رہی ہے تو پھر جان لو کہ تم بہترین آدمی ہو اور تمہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ہاں پسندیدہ قرار دیا جا سکتا ہے!

حضور ﷺ بہترین خاوند

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

خیر کم خیر کم لاھلہٖ و انا خیر کم لاھلی و اذا مات صاحبکم فادعوا

(مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء)

تم میں بہترین وہ ہے جو اپنی بیوی کے لئے بہتر ہو! اور خود میں اپنے بال بچوں کے لئے بہتر ہوں اور جب تمہاری رفیقہ حیات مر جائے تو اس کے لئے دعا کرو!

☆ سرکار دو عالم ﷺ نے کس خوبصورتی سے امت کو اپنی بیویوں سے حسن سلوک کرنے کی ترغیب دی ہے اور کس طرح بیوی کی اہمیت خاوند کے دل میں بٹھائی ہے، فرمایا دیکھو میں اپنی بیوی بچوں کے لئے کس قدر بہترین ہوں! یعنی آپ نے بیوی سے حسن سلوک کی اہمیت بڑھانے کے لئے اپنی مثال پیش فرمائی کہ میں اپنے گھر میں بہترین خاوند کا کردار پیش کرتا ہوں!

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی پوری زندگی راحت اور سکون سے گزری، کبھی کوئی شکایت نہیں ہونے دی۔ ازواج مطہرات اور سرکار دو عالم ﷺ کی گھریلو زندگی پوری دنیا کے لئے مشعل راہ ہے۔ اگر آج بھی امت میں وہی روشنی آجائے، انہی سنتوں کو زندہ کرنے کا عمل شروع ہو جائے تو ہر گھر راحت کدہ بن جائے۔

خطیب کہتا ہے

☆ تہذیب مغرب میں سکون تلاش کرنے والو!

☆ خواتین کی بہبودی اور فلاح تہذیب مغرب میں تلاش کرنے والو

☆ خواتین کے حقوق کی سربلندی کے راز مغرب میں تلاش کرنے والو

☆ عورت اور مرد میں تلخی ختم کرانے کے لئے غیروں کے دروازے پر جانے والو!

☆ میاں بیوی کی بڑھتی ہوئی چپقلش ختم کرانا چاہتے ہو؟

☆ عورتوں کو ان کے صحیح حقوق دلوانا چاہتے ہو تو میرے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ کے قدموں میں ڈیرے ڈال دو، انشاء اللہ عورت کو وہ تمام حقوق اور مراعات حاصل ہو جائیں گے جو عورت کو دنیا اور آخرت میں سرفراز کر دیں گی۔

☆ اسلام عورت کو خاوند کی آنکھ کا تارا بنانا چاہتا ہے۔

☆ اسلام عورت کو اولاد کے لئے جنت بنانا چاہتا ہے۔

☆ اسلام عورت کو والدین کے لئے آنکھوں کا نور بنانا چاہتا ہے

مگر

☆ تہذیب مغرب کے دلدادہ؟ عورت کو اشتہاروں کی زینت بنانا چاہتے ہیں۔

☆ فرنگی تہذیب کے مالک عورت کو تجارتی ادارہ بنانا چاہتے ہیں۔

☆ آزادی کے شوقین عورت کو دنیا بھر میں جنسی منڈی کا شکار بنانا چاہتے ہیں!

☆ آیئے گھر میں سکون چاہتے ہو تو

☆ آیئے خاندان میں سکون چاہتے ہو تو

☆ آیئے اولاد میں سکون چاہتے ہو تو

☆ آیئے والدین کے لئے سکون چاہتے ہو تو

میاں اور بیوی کو ان راہوں پر ڈالیں، ان راستوں پر چلائیں جو سرکار دو عالم ﷺ نے امت میں میاں بیوی کو تحفے میں دیے ہیں۔

کوئی......خاوند اچھا ہو ہی نہیں سکتا جب تک وہ اپنی بیوی کو سکون اور اطمینان کی زندگی نہ دے۔

سبحان اللہ

خاوند کو نرم خُو ہونا چاہیے

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

انّ اکمل المومنین ایماناً احسنھم خلقاً و الطفھم باھلہٖ۔ (مشکوٰۃ)

سب سے زیادہ کامل مومن وہ ہے جو اخلاق میں اچھا ہو اور اپنے بال بچوں کے لئے نرم خو ہو!

☆ سنا آپ نے سرکار دو عالم ﷺ نے کس انداز سے خاوند کو اپنا فرض یاد دلایا ہے کہ دیکھو گھر میں چڑ چڑا پن اور تند خو اور بد مزاج ہونا قطعاً اللہ کے رسول ﷺ کو پسند نہیں ہے تم اگر سب سے اچھا انسان بننا چاہتے ہو تو سب سے اچھا خاوند بنو!

سبحان اللہ......سب سے اچھا خاوند وہ ہوگا کہ غصہ کو پی جائے، خلاف طبیعت کوئی کام بیوی سے ہو جائے تو اس کی ڈنڈے سے مرمت کرنے نہ بیٹھ جائے، بلکہ نرم خو اور نرم رویے سے بیوی کو سمجھائے بجھائے، اس سے گھر کے ماحول میں محبت آئے گی، آشتی آئے گی، ایک دوسرے کا احترام آئے گا، اعتماد پیدا ہوگا اور سب سے بڑھ کر یہ ہوگا، زندگی نہایت خوشگوار گزرے گی جو مستقبل کے لئے روشنی اور بہتری کی ضامن ہوگی! سبحان اللہ

خاوند پر بیوی کا حق ہے

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا **انّ لزوجک علیک حقٌ** تم پر تمہاری بیویوں کا بھی ضروری حق ہے۔

☆ اس مختصر سے ارشاد گرامی میں خاوند کو بیوی کے حقوق کا اجمالی نقشہ دے دیا۔ سرکار دو عالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جوامع الکلم کا معجزہ عطا فرمایا تھا۔ بات مختصر مگر معانی کا سمندر اس میں ہوتا تھا۔ اس ارشاد گرامی میں بھی آپ نے نہایت، جامعیت سے خاوند کو ہدایت نامہ جاری فرمایا کہ ہر وقت تمہارے سامنے رہے۔

تم گھر میں ہوتو

تم دکان میں ہوتو

تم فیکٹری میں ہوتو

تم سفر میں ہوتو

تم حضر میں ہوتو

تم دسترخوان پر ہوتو

تم احباب کی محفل میں ہوتو...... یہ یاد رکھو کہ تم پر تمہاری بیوی کا حق بھی ضروری ہے، وہ پامال نہ ہونے پائے!

اس کے آرام

اس کے لباس

اس کی خوراک

اس کی ضروریات

اس کا رہن سہن

جس طرح تم سب کچھ اپنے لئے کرتے ہو اسی طرح اپنی بیوی کے لئے بھی کیا کرو! کیوں اس لئے کہ انّ لزوجک علیک حقٌ ....اس کے حقوق کی ادائیگی میں کوئی خیانت پیغمبر اسلام ﷺ کو برداشت نہیں ہے۔ اس کے حقوق کی ادائیگی تمہارے فرائض میں شامل ہے۔ سبحان اللہ

جو لوگ تہذیب یورپ میں عورت کو بلند مقام پر دیکھ رہے ہیں انہیں معلوم ہی نہیں کہ تہذیب یورپ تو عورت کے حقوق چھینتی ہے، تحفظ نہیں دیتی!

لیکن سرکار دو عالم ﷺ نے سب سے پہلے گھر میں خاوند کی نظر میں عورت کو عزت دلائی!

کہتے ہیں...... کہ گھر سے کھا کر چلو تو آگے بھی کچھ ملے گا۔ گھر میں عورت کو عزت ملے گی، تو معاشرے میں عورت کو احترام ملے گا۔ ورنہ گھر کی نہ گھاٹ کی۔

حضرت عمرؓ کا خاوندوں کے لئے آرڈی نینس

میاں بیوی چونکہ ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں اور ایک گھر کے دو ستون ہیں اور ایک پاکیزہ معاشرے کے دو حسین کردار ہیں اس لئے ان کے جذبات اور اخلاقی اقدار میں پاکیزگی اور طہارت قائم رکھنے کے لئے ان کا باہمی ربط اور تعلق ضروری ہے۔ اس لئے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ آرڈی نینس جاری کر دیا تھا کہ کوئی خاوند اپنی بیوی سے چار ماہ سے زائد عرصہ جدا نہ رہے اس سے زن وشوہر کے تعلقات میں رخنہ پڑ سکتا ہے اور عورت کے حقوق پامال ہو سکتے ہیں۔ جن مسائل کے تدارک کے لئے آپ نے یہ قدم اٹھایا، سیدنا فاروق اعظمؓ رات کو گشت کے لئے نکلے تو ایک گھر سے ایک عورت کی درد میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی، آپ نے توجہ فرمائی تو ایک عورت یہ شعر پڑھ رہی تھی۔

فو اللّٰہ لو لا اللّٰہُ تخشیٰ عواقبہٗ

لزحزح من ھٰذا السریر جوانبہٗ

خدا کی قسم اگر خدا کا خوف لاحق نہ ہوتا تو اس پلنگ کے اطراف سے آواز پیدا ہوتی۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ اس کا خاوند ڈیوٹی پر گیا ہوا ہے جس کے فراق میں اس نے ان جذبات کا اظہار کیا ہے۔ سیدنا فاروق اعظمؓ نے اپنے اہل خانہ سے دریافت فرمایا کہ عورت خاوند کے بغیر کتنا عرصہ گزار سکتی ہے؟ آپ کو بتایا گیا کہ چار مہینے تک! یہ معلوم کرنے کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام سپہ سالاروں کو ایک سرکلر (حکم نامہ) جاری فرمایا کہ

لا یتخلف المتزوّج عن اھلہ اکثر منھا (ردالمختار ج ۲ ص ۴۲۲)

جو شادی شدہ ہو وہ اپنی بیوی سے چار ماہ سے زیادہ دور نہ رہے!

☆ معلوم ہوا کہ امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بیوی کے حقوق کی نگہداشت رکھتے ہوئے یہ فرمان جاری فرمایا تا کہ عورت کا دامن عفت محفوظ رکھنے کے لئے اس کا حق محفوظ کیا جائے۔

سرکار دو عالم ﷺ کی پوری زندگی اس کی گواہ ہے کہ آپ نے اپنی ازواج مطہرات سے اس

قدر اچھا سلوک فرمایا کہ یہ حسنِ سلوک پوری امت کے لئے نمونہ بن گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بہترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے لئے بہترین ہو اور اس کے حقوق کی پوری پوری نگہداشت اور حفاظت کرنے کے ساتھ ساتھ حقوق کی ادائیگی کا بھی پورا پورا خیال رکھتا ہو۔

خاوند کے حقوق بیوی کے ذمے

جس طرح خاوند کے ذمے بیوی کے حقوق ہیں اور خاوند کے لئے ضروری ہے کہ وہ انہیں ادا کرے اور ان میں کوتاہی اور فروگذاشت نہ کرے اسی طرح بیوی کے ذمے بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ خاوند کے تمام حقوق ادا کرے اس میں کوئی کوتاہی معاف نہیں کی جائے گی۔

عورتوں کے سوچنے کی بات

عورتیں جب زور دے کر اس بات کو بیان کرتی ہیں کہ خاوندان کے لئے وہ کچھ نہیں کرتے جو ان کے ذمے واجب ہے اور ہر وقت وہ شور کر کے اپنی مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹتی ہیں اور یہ باور کراتی ہیں کہ عورت معاشرے میں نہایت مظلوم ہے۔ اسلام نے خاوند پر زور دے کر عورت کے حقوق دلائے اور خاوند کو ایک اچھا فرد بنا دیا۔ عورت کے ذمے بھی یہ بات ضروری ہوگئی کہ وہ خاوند کے ان تمام جذبات واحساسات عزت وآبرو۔ گھر میں بڑا ہونے کے حقوق کی مکمل حفاظت کرے تاکہ معاشرے کے دونوں رکن مل جل کر ایک پاکیزہ صاف ستھرا ماحول پیدا کریں۔

خاوند کا پہلا حق بیوی پر

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ. (سورہ نساء)

مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی ہے اور اس سبب سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر دو وجہ سے فضیلت دی ہے!

☆ اولاً......مرد عورتوں سے قوی ہیں۔

☆ ثانیاً......مرد اپنے مال بال بچوں پر خرچ کرتے ہیں۔

☆ مرد کی توانائیاں ہر شعبے میں عورت سے زیادہ ہیں۔

☆ جو کام بھی ہمت کا ہے، مرد کرتا ہے، جہاد کے میدان میں اس دور کی اصطلاح میں فوجی صلاحیتوں کا حامل مرد ہے۔

☆ ملکی دفاع میں

☆ محنت مزدوری میں

☆ کھیتی باڑی میں

☆ غرضیکہ علمی، عملی، دینی، ملی، سیاسی زراعت، تجارت، دفاع اور اس طرح کے تمام اہم کاموں کو مرد ہی نبھا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان بنیادوں پر مرد کو عورتوں پر بالادستی عطا فرمائی ہے۔ ظاہر بات ہے کہ عورت خلقت کے اعتبار سے کمزور ہے اس میں بھاری بھرکم کام کرنے کی صلاحیت ہی نہیں۔ کھیت میں ہل نہیں چلا سکتی، ٹوکری اٹھا کر سارا دن محنت مزدوری نہیں کرسکتی اس لئے گھر ہستی بنا کر اللہ تعالیٰ نے اسے اور بہت سی ذمہ داریاں ادا کرنے کا فرض سونپ دیا تاکہ عورت معاشرے میں ایک حسین کردار ادا کر سکے!

☆ مرد کی بالادستی کی دوسری وجہ یہ بیان فرمائی گئی کہ یہ اپنے مال سے بیوی بچوں اور کنبے کے تمام اخراجات برداشت کرتا ہے۔ مرد بیوی بچوں کے معاش کے لئے دن رات محنت کرتا ہے اور اپنے اس کمائے ہوئے سرمائے سے بیوی کے رہنے کے کھانے پینے کے لباس کے اور دیگر ضروریاتِ زندگی کے اخراجات براشت کرتا ہے۔ جوں جوں گھر میں ضروریات بڑھتی جاتی ہیں، وہ سب مرد کے لئے چیلنج بنتی ہیں اور وہی ان کے انتظامات کرتا ہے۔ اولاد ہوتی ہے تو اس کی خوراک کا مسئلہ، لباس کا مسئلہ، تعلیم کا مسئلہ، صحت کا مسئلہ، خود بیوی کی صحت کا مسئلہ، ان تمام وسائل کا حل مرد کے ذمہ ہے۔ خواہ وہ ملازمت کرے، خواہ تجارت کر کے لائے، خواہ مزدوری کر کے لائے، یہ بہر حال اس کے ذمہ ہے۔ اس لئے بیوی کے ذمہ خاوند کا یہ حق واجب ہو گیا کہ وہ خاوند کو

گھر کا رکن اعلیٰ سمجھے اس کا احترام اس کے حقوق کی ادائیگی اپنے ذمے لازم سمجھے۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ

نیک عورت کا فرض

قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے کہ

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ. (سورہ نساء)

پس نیک بخت عورتیں فرمانبردار ہوتی ہیں اور مرد کی غیر موجودگی میں اللہ کی حفاظت سے نگہبانی کرتی ہیں۔

☆ نیک بخت عورت وہ ہے جو خاوند کی فرمانبردار ہو

☆ نیک بخت عورت وہ ہے جو خاوند کی غیر موجودگی میں اس کے تمام اثاثے کی حفاظت کرتی ہیں۔

☆ عورت کا اپنا وجود خاوند کا ایک ایسا سرمایہ ہوتا ہے جو اس کی عزت وآبرو کہلاتا ہے۔

☆ نیک بخت وہ ہوگی جو خاوند کی غیر موجودگی میں اپنی عزت وعفت کی حفاظت کرے!

☆ عورت کوئی ایسی نازیبا حرکت نہ کرے جس سے خاوند کی عزت کو دھچکا لگے۔

☆ کیونکہ عورت مرد کی آبرو ہے۔ اگر اس کی عزت وآبرو پر معمولی حرف آگیا تو مرد کی پوری زندگی برباد ہوجائیگی!

☆ میں کھل کر بیان کرتا ہوں تاکہ کوئی شک وشبہ نہ رہ جائے اور عورت کو سمجھنے میں دشواری نہ پیش آئے۔

☆ عورت کو غیر محرموں سے پردہ کرنا چاہیے۔

☆ عورت کو جوان رشتہ داروں میں گھل مل کر ہنسی مذاق نہیں کرنا چاہیے!

☆ عورت کو خاوند کے نوجوان مرد بھائیوں رشتہ داروں سے بے تکلفی، بے حجابانہ گفتگو اور بے حجابانہ میل جول سے احتراز کرنا چاہیے۔ کہیں اس کی عفت وعصمت پر حرف نہ آجائے۔

اس لئے قرآن حکیم نے خاوند کی غیر موجودگی میں گھر کی ملکہ عورت کو قرار دیا ہے جس طرح گھر

کے باہر کی تمام ذمہ داریاں مرد پوری کرے گا اسی طرح گھر کے اندر کے نظام اور خاوند کی بیرونی اور اندرونی عزت وآبرو کی عورت حفاظت کرے گی!

خاوند کا انتہائی احترام

سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

امر احد ان یسجد لاحدٍ لامرت المرأة ان تسجد لزوجها. (مشکوٰۃ)

کسی کو کسی آدمی کے لئے سجدہ کا اگر میں حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خاوند کس قدر عظمتوں کا حامل ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کے لئے سجدہ جائز ہوتا تو عورت کو حکم دیا جاتا کہ وہ خاوند کو سجدہ کرے۔

خطیب کہتا ہے

حاضرین گرامی قدر! ذرا اس ارشاد کی گہرائیوں میں ڈوب جایئے؟ اگر اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ جائز ہوتا تو

لامرت المرأة ان تسجد لزوجها.

کیوں؟

☆ اس لئے کہ خاوند ہی منہ اندھیرے اُٹھ کر مزدوری کے لئے جاتا ہے۔

☆ اس لئے کہ خاوند ہی سرد اور گرم ہواؤں اور طوفانوں میں دن رات ایک کر کے مزدوری کرتا ہے۔

☆ اس لئے کہ خاوند ہی رات کے اندھیروں میں کھیتوں میں پانی دیتا ہے۔

☆ اس لئے کہ خاوند ہی لوگوں کے کڑوے کسیلے جملے سن کر رات کو چند روپے کما کر لاتا ہے۔

☆ اس لئے کہ خاوند ہی دن بھر رکشہ، ریڑھی، بار برداری جیسی مشقتیں اٹھاتا ہے۔

☆ اس لئے کہ خاوند ہی خون پسینہ ایک کر کے کمایا ہوا تمام روپیہ گھر میں بیٹھی ہوئی بیوی پر خرچ کرتا ہے اور اس کے لئے زندگی کی تمام راحتیں میسر کرتا ہے۔

تو ضروری ہوا کہ اس کو بیوی وہ مقام عطا کرے جس کا وہ مستحق ہے اور وہ ہے بیوی کی طرف سے سراپا اطاعت ہونا اور سراپا نیاز۔

خاوند کی رضا جنت کا سرٹیفکیٹ

ایما امرۃ ماتت و زوجھا عنھا راضٍ دخلت الجنۃ (مشکوٰۃ)

جو عورت مر جائے اور اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ سرکار دو عالم ﷺ نے عورت کو جنتی ہونے کے لئے اس کے خاوند کی رضا کو معیار قرار دیا ہے۔

اس لئے عورت کے لئے ضروری ہے کہ ہر حال میں خاوند کی خوشنودی کا خیال رکھے!

جنتی بیوی

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

المرأۃ اذا صلّت خمسھا. وصامت شھرھا و احصنت فرجھا. و اطاعت بعلھا فلتدخل من ایّ ابواب الجنّۃ شائت . (مشکوٰۃ)

عورت جب پانچ وقتی نماز پڑھے، رمضان کے مہینے کے روزے رکھے اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی فرمانبردار ہو تو جنت کے دروازوں میں سے جس دروازہ میں سے چاہے داخل ہو جائے!

خطیب کہتا ہے

☆ جنتی بیوی
☆ پانچ نمازیں پڑھے
☆ رمضان کے پورے روزے رکھے
☆ اپنی عصمت کی حفاظت کرے
☆ اپنے خاوند کی اطاعت شعار ہو
☆ جنت کے مختلف دروازے ہوں گے
☆ مختلف جنتی مختلف دروازوں سے گزر رہے ہوں گے

☆ مگر اس پاک باز نیک خاتون شوہر کی فرمانبردار بیوی کے لئے تمام گیٹ کھول دیے جائیں گے!

کیونکہ اس نے سرکار دو عالم ﷺ کے بتائے ہوئے ارشادات کے مطابق زندگی گزاری اور اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے حکم کے مطابق خاوند کی فرمانبرداری کر کے خاوند کو خوش کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اس عورت کو قیامت کے دن اس طرح خوش کر دیں گے کہ جنت کے تمام دروازے اس کے لئے کھول دیے جائیں گے۔

سبحان اللہ

بہترین بیوی کون ہے

سرکار دو عالم ﷺ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ بہترین بیوی کون سی ہوتی ہے، تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

الّتی تسرّہ اذا نظر و تطیعه اذا امر ولا تخالفهٗ فی نفسها. ولا فی ما لها بما یکرہ. (مشکوٰۃ)

شوہر جب اس کو دیکھے تو اس کو خوش کر دے اور جب کسی جائز کام کا حکم دے تو بجالائے اور نہ مخالفت کرے اس کی جان اور مال میں جو اسے پسند نہ ہو!

سرکار دو عالم ﷺ نے اس ارشاد گرامی میں عورت کو خاوند کے حقوق کی غایت درجہ نگہداشت کا حکم دیا ہے۔ یہی انمول موتی ہیں جو میاں بیوی کے حقوق کی حدود متعین کرتے ہیں۔ انہی اصولوں پر چلنے سے میاں بیوی اپنے گھر کو جنت نظیر بنا سکتے ہیں۔

حضرات گرامی! میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن و حدیث کے زریں اقوال و ارشادات کی روشنی میں میاں بیوی کے باہمی حقوق پر مشتمل ایک گلدستہ بنا کر پیش کر دیا ہے، اگر ہر گھر میں میاں اور بیوی اس کو سجا دیں تو انشاء اللہ اس کی خوشبو سے پورا گھر عطر بیز ہو جائے گا، نہ لڑائی جھگڑا، نہ بدمزگی ہوگی نہ سر پھٹول نہ سسرال کو تکلیف ہوگی نہ والدین کو۔ میرا چیلنج ہے کہ جو حقوق جو مراعات جو عزت جو عظمت عورت کو اسلام نے دی ہے وہ اور کسی نظام اور کسی معاشرے

نے نہیں دی۔ اسی لئے جہاں اسلام لانے والوں کی صفِ اول میں صدیق اکبرؓ نمایاں ہیں اسی طرح ایمان لانے والیوں کی صف اول میں سیدہ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ نمایاں ہیں۔ عورت نے اسلام کی خدمت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور اسلام نے بھی عورت کے قدموں میں جنت رکھ دی۔

و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انفاق فی سبیل اللہ

اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کے فضائل

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡم. بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَاَنۡفِقُوۡا مِنۡ مَّا رَزَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَ اَحَدَکُمُ الۡمَوۡتُ فَیَقُوۡلَ رَبِّ لَوۡ لَاۤ اَخَّرۡتَنِیۡۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیۡبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنۡ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ . وَلَنۡ یُّؤَخِّرَ اللّٰہُ نَفۡسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُہَا وَاللّٰہُ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ. (منافقون)

اور جو کچھ ہم نے تمہیں دیا اس میں سے اللہ کے راستے میں خرچ کرو اس سے پہلے کہ تمہیں موت آجائے، تو کہنے لگے کہ اے میرے رب تھوڑی سی دیر کے لئے مجھے مہلت کیوں نہیں دیتا تاکہ میں صدقہ خیرات کروں اور نیک لوگوں سے ہو جاؤں تو اللہ اُسے ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

حضرات گرامی! آج کی تقریر کا عنوان ''انفاق فی سبیل اللہ'' ہے۔ آج کی تقریر میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کرنے کے جو فضائل ہیں ان سے آگاہ کیا جائے گا تاکہ آپ کے دلوں میں بھی اپنا مال اپنی دولت اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کا ولولہ اور شوق پیدا ہو جائے!

حضراتِ محترم! آپ کو معلوم ہی ہے کہ اس وقت معاشرہ دو طبقوں میں بٹا ہوا ہے، دولت مند اور غریب۔ اسی تقسیم سے دنیا کے نقشے پر کچھ ایسے نظریات ابھرے ہیں جو امیر و غریب کی بحث کر کے غریب کی مدد کرنے کی بجائے غریب کی مدد اور افلاس کے ختم کرنے کے نعروں سے بڑی

بڑی سلطنتیں قائم کر چکے ہیں اور بہت سی سیاسی پارٹیاں انہی نعروں کی بدولت زندہ اور قائم ہیں۔ لیکن انہوں نے آج تک غریب کے نام کو استعمال کر کے اپنے خزانے یا اپنے فنڈز ضرور مضبوط کئے ہیں، اپنی تجوریاں ضرور بھری ہیں مگر غریب کے لئے مفلس کے لئے نادار کے لئے یتیم و مسکین کے لئے اور مزدور کے لئے کچھ بھی نہیں کر پائے!

اسلام کا نظریہ غریب پروری

لیکن اس سے برعکس اگر ہم اس سلسلے میں اسلام کا نظریہ اور قرآن کی ترغیبات کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ صرف اور صرف اسلام ہی ہے جو اپنے ماننے والوں کو قانون کے تقاضے پورے کرنے سے پہلے ذہنی طور پر غریب اور مفلس کی امداد اور اعانت پر اس احسن انداز سے آمادہ کرتا ہے کہ مسلم معاشرے کا ہر مالدار خود بخود غریبوں اور مفلوک الحال افراد کی خدمت کرنا اپنا اسلامی اور اخلاقی فرض سمجھتا ہے۔ چنانچہ آیتِ مذکورہ بالا کا ایک نظر سے آپ جائزہ لیں جس میں مسلمان کو کس انداز سے اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے!

☆ موت جیسا ہولناک وقت ہر شخص پر آئے گا اور موت کے بعد انسان اپنی نیکیوں کا صلہ اور برائیوں کی سزا بھگتے گا۔ اس تصور نے مسلمان کے دل میں آخرت کی فکر بڑھائی اور مال و دولت کی فکر گھٹائی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے مسلمان کو ارشاد فرمایا کہ موت سے پہلے اپنے مال میں سے غریبوں اور ناداروں کا حصہ بھی نکال جاؤ...... اگر تم نے ایسا نہ کیا تو جب موت سامنے آئے گی تو پھر تمہیں احساس ہوگا کہ اے کاش ہم اپنے مال میں سے کچھ غریبوں پر خرچ کر دیتے تو آج یہ دیا ہوا ہمارے کام آتا۔

☆ مگر اس وقت تمہاری یہ خواہش پوری نہیں ہو سکے گی اور تم یہ آرزو لے کر ہی قبر میں چلے جاؤ گے اور تمہارا مال، دولت تمہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکے گا۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اپنی زندگی میں اپنے ہاتھوں سے غریبوں، مسکینوں کا حصہ نکال جاؤ، تاکہ تمہاری قبر بھی ٹھنڈی ہو جائے اور تمہاری آخرت بھی سنور جائے۔

اچھے لوگ کون ہیں

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

اَلَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَیُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا رَزَقۡنٰھُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ .

جو لوگ غیب کی تصدیق کرتے ہیں اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور ہمارے دیے ہوئے سے خرچ کرتے ہیں۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان امور کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔

☆ ایمان بالغیب

☆ اقامت صلوٰۃ

☆ اللہ کے دیے ہوئے رزق سے خرچ کرنا

خطیب کہتا ہے

☆ **رَزَقۡنٰھُمۡ**...... پورے قرآن کا مطالعہ کرلیا جائے تو معلوم ہوگا کہ رزق دینے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف فرمائی ہے۔ کیونکہ پوری مخلوق کو رزق وہی دیتا ہے۔ جب رزق اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتے ہیں تو پھر تقسیم رزق بھی اسی کے اختیارات میں ہے اس کے سوا کوئی رازق نہیں ہوگا۔

☆ جب دیتا وہ ہے، اس میں انسان کا کوئی کمال نہیں تو پھر اس اپنے عطا کردہ مال میں سے غریبوں کے لئے خرچ کرنے کا حکم بھی وہی دے رہا ہے۔ اس لئے مالداروں کو چاہیے کہ اس کے حکم کی فوری تعمیل کریں تاکہ اس کی ناراضگی نہ مول لینی پڑے۔

سبحان اللہ

مال عطا اللہ کی

دیا اپنی مرضی سے

اور مانگا غریبوں کے لئے مسکینوں کے لئے مزدوروں کے لئے۔

☆ یہ ہے غریب پروری کی تابندہ تاریخ۔

یوم احتساب سے پہلے خرچ کرلو

یٰۤاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَ لَا خُلَّةٌ وَّ لَا شَفَاعَةٌ وَالْکٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ. (بقرہ)

اے ایمان والواس میں سے خرچ کرلو جو ہم نے تم کو دیا اس سے پہلے کہ وہ دن آئے کہ خرید و فروخت اور نہ دوستی اور سفارش کام آئے گی۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن وہی کام آئیگا جو اپنے مال سے اپنے ہاتھوں سے خرچ کر دیا ہوگا۔ انسان کا خیال ہوتا ہے کہ میں تجارت میں یدطولیٰ رکھتا ہوں اس لئے مجھے کس بات کی پرواہ ہے، میرا کاروبار، میری دوستیاں، میری سفارشیں اس قدر زیادہ ہیں کہ میرا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے واشگاف الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ تمہارا

☆ کاروبار

☆ حلقۂ احباب

☆ سفارشات

قیامت کو کچھ کام نہیں دے سکیں گے اس لئے اپنے ہاتھوں سے خرچ کر جاؤ تاکہ قیامت میں راحت اور سکون پاسکو۔

خرچ کر کے احسان نہ جتائیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًی لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ. وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ. (بقرہ)

جو اپنی دولت خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر اس کو خرچ کرنے کے بعد نہ تو احسان جتلاتے ہیں اور نہ ایذا دیتے ہیں۔ ان کا صلہ ان کے پروردگار کے پاس ہے اور نہ ان کو ڈر رہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے!

☆ بعض لوگ ترغیب دلانے سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ تو کر دیتے ہیں مگر بعد میں

اپنی زبان کے تیروں سے اس شخص کا دل چھلنی کر دیتے ہیں جس پر خرچ کیا ہوتا ہے۔اس طرح ان کا دیا ہوا اور اللہ کے راستے میں خرچ کیا ہوا مال ضائع ہو جاتا ہے اور وہ اس کے ثمرات و برکات سے محروم ہو جاتے ہیں۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو مال خرچ کرنے کے بعد احسان جتلانے سے منع فرمایا ہے تاکہ ان کا یہ عمل ضائع نہ ہو جائے۔

☆ قیامت کے دن ان کو مندرجہ ذیل انعامات سے سرفراز فرمایا جائے گا:

☆ اللہ کے ہاں ان کو بہترین صلہ دیا جائے گا۔

☆ قیامت کے دن ان کو کوئی خوف نہیں ہوگا۔

☆ قیامت کے دن ان کو کوئی غم نہیں ہوگا۔

سبحان اللہ

کتنے عظیم انعامات ہیں ان لوگوں کے لئے جو اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں۔

☆ دنیا میں دولت مند کو دولت کی وجہ سے ہر وقت خطرات

☆ راتوں کی نیند حرام

☆ بے شمار حسد اور رقابتیں

☆ تلخیاں، دشمنیاں، حکمرانوں کا جبری ٹیکس

☆ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والا ان سب سے محفوظ

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال میں اضافہ ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

وَاَنۡفِقُوۡا خَیۡرًا لِّاَنۡفُسِکُمۡ وَمَنۡ یُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ . اِنۡ تُقۡرِضُوا اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا یُّضٰعِفۡهُ لَکُمۡ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ. وَاللّٰهُ شَکُوۡرٌ حَلِیۡمٌ.

(تغابن)

خرچ کرو اور اپنے لئے بھلائی کرو اور جو خود غرضی سے بچایا جائے وہی کامیاب ہے اگر اللہ کو قرض دو تو وہ تمہارے لئے دگنا کر دیگا اور تمہارے گناہ معاف کرے گا۔اللہ تعالیٰ نیکی کی قدر

پہچانتا ہے اور برائی کا بدلہ لینے میں بردبار ہے!

☆ تجربہ ہے اللہ تعالیٰ اس مال کو جو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا جائے دوسرے مال میں اضافے کا سبب بنا دیتے ہیں۔

☆ رزق کا کوئی ایسا دروازہ کھول دیتے ہیں جس کا پہلے اندازہ نہیں ہوتا!

☆ تجارت کے مال میں ایسا منافع عطا فرما دیتے ہیں جس کا پہلے سے کوئی تصور بھی نہیں ہوتا!

☆ اللہ کے لئے وجدان اور عرفان کی ضرورت ہے یہ عقل کی دنیا میں ذرا دیر سے ہی سماتا ہے!

☆ ویسے بھی عقل مال کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے سے روکتی ہے اور روحانیت اس کے لئے دل کی دنیا میں جذبہ اور ولولہ پیدا کرتی ہے۔ خرچ کے جو اثرات سامنے آتے ہیں اسے بھی قلبی دنیا ہی محسوس کرتی ہے۔

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے بڑھوتی کی عجیب مثال

اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو اپنے راستے میں مال خرچ کرنے کی سعادت سے نوازا ہے ان کے مال بڑھتے رہتے ہیں، ان میں مسلسل اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ قرآن مجید میں اس کی ایک عجیب مثال دی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ .

(سورہ بقرہ)

ان کی مثال جو اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایک دانہ کی سی ہے جس میں سے سات بالیاں اگتی ہیں ہر بالی میں سو دانے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے اور اللہ کشائش والا سب جانتا ہے۔

☆ اندازہ فرمایا آپ نے...... زمین میں ایک دانہ ڈالا تھا مگر قدرتِ خداوندی نے ایک

دانے کا سودانا بنادیا۔

☆ یہ تو مشاہدے کی بات ہے اگر کسی عقل وخرد پر تالے پڑ گئے ہیں تو وہ مشاہدے کی عینک سے دیکھ لے۔ زمیندار نے ایک دانہ زمین کے سپرد کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس زمیندار کو ایک دانے کا سودانا بنا کر واپس کر دیا۔ اسی طرح جو مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے گا اسے مختلف انداز سے بڑھا کر خرچ کرنے والے کو واپس کر دیا جائے گا!

سبحان اللہ...... تھوڑا دیں...... زیادہ لیں

یہ ہے اللہ کی دین۔

خرچ کرتے وقت رضائے الٰہی مقصود ہو

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَاوَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ. (بقرہ)

اوران کی مثال جو اپنے مالوں کو اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور دل کی مضبوطی کے ساتھ دیتے ہیں ایسی ہے جیسے باغ ہو جو کسی ٹیلے پر ہو، اس پر مینہ پڑا تو اس نے پھل پورا دیا اور اگر مینہ نہ پڑا تو اوس ہی پڑی اور اللہ تعالیٰ تمہارے کام کو دیکھتا ہے۔

کس قدر حسین اور دلربا مثال سے مسئلہ کی اہمیت کو بیان فرمایا گیا ہے۔

خطیب کہتا ہے

☆ مثال کے حسن کو دیکھئے اور اس میں قدرت کے جمالیاتی نقشے کا ایک طائرانہ نظر سے منظر دیکھئے!

☆ بلند ٹیلہ اور اس پر سبزہ! دور سے یوں نظر آئے جیسے ایک سبزہ اوڑھے ہوئے حسن وجمال کا عظیم پیکر ہے

☆ پھر سبزہ بارش سے دھلا ہوا جو دل اور آنکھ کے لئے سرور

☆ اور صبح دم اس پر اوس کے قطرے

خطیب اور شاعر ایسے ہی مناظر سے مضامین اور استعارے حاصل کرتا ہے!

☆ قدرت نے یہ مثال اس شخص کے لئے دی ہے جس نے اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہے۔

☆ جس طرح بارش اور شبنم اس باغ کو دلفریب بنا دیں گے اور اس کے حسن میں اضافہ کر دیں گے اسی طرح اللہ تعالیٰ اس مال اور دولت کو خوشنما بنا کر اس میں حسن اور نکھار پیدا فرما کر اس کو دگنا فرما دیں گے۔ تا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کی دل کی دنیا آباد ہو جائے!

ذالک فضل اللّٰہ یوتیه من یّشاء

اپنی محبوب چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ کرو

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

لَنْ تَنَالُو االْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ. (آل عمران)

تم خدا کی وفاداری کا درجہ اس وقت تک نہیں پا سکو گے جب تک ان چیزوں میں سے خرچ نہ کرو، جن کو تم محبوب رکھتے ہو!

☆ ترغیب کا دل نشین اور نہایت حسین پیرایہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اپنایا ہے، اپنی محبوب سے محبوب ترین اشاء کو خرچ کردو، تا کہ تمہاری خدا کی محبت کا اندازہ ہو جائے کہ تم خداوند قدوس کی محبت پر کسی چیز کو فوقیت نہیں دیتے۔ یہی مومن کے ارتقاء اور بلندی کا ثبوت ہے جو اسے دوسرے لوگوں سے ممتاز کرتا ہے۔

حلال کی کمائی سے خرچ کیا جائے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ

اے ایمان والو خرچ کرو ان پاکیزہ چیزوں میں سے جو تم نے کمائی ہیں اور جو ہم نے تمہارے

لئے زمین سے نکالی ہیں۔ خطیب کہتا ہے

☆ حلال روزی شرط ہے

☆ انفاق فی سبیل اللہ رزق حلال سے کیا جائے

☆ یہ تمام بشارتیں ان لوگوں کے لئے ہیں جو اپنا حلال کی کمائی کا مال اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں۔

☆ حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے کسی نے شریعت وطریقت کا خلاصہ پوچھا تو فرمایا۔

☆ رزق حلال

☆ صدق مقال

اس دور میں سود کا مال، سینما، تھیٹر، جوا، چوری، سینہ زوری، رشوت اور اس جیسی ہزاروں حیلہ سازیوں سے کمایا ہوا مال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پرکاہ کے برابر حیثیت نہیں رکھتا۔

☆ اصحابِ رسول جس انداز سے بے بہا سرمایہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے تھے اس کی مثال چراغ رخ زیبا لے کر تلاش کرنے سے بھی نہیں ملتی۔ ان کی حیات طیبہ کا مطالعہ کیا جائے۔

انفاق فی سبیل اللہ اور ارشادات رسول ﷺ

حضرات گرامی! جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں انفاق فی سبیل اللہ کے فضائل اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے درجات اور بلندیوں کو بیان فرمایا ہے اسی طرح اللہ کے پیارے حبیب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے مال داروں کو اللہ کے دیے ہوئے مال سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اس وقت چند ارشادات رسول ﷺ آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا جن سے آپ کو معلوم ہوگا کہ سرکار دو عالم ﷺ کا غریبوں کے لئے مفلسوں کے لئے ناداروں، یتیموں اور بیواؤں کے لئے کس طرح دل دھڑکتا تھا۔

بخل کی مذمّت

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

لا یدخل الجنّة خبٌّ ولابخیلٌ ولا منّانٌ...... (ترمذی)

بدخلق، بخیل اوراحسان جتانے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا!

☆ بخیل صرف مال جمع کرنے کی حرص رکھتا ہے وہ نہ تو اپنی جان پر خرچ کرتا ہے اور نہ اولاد پر، اس کا سارا مال جمع ہوتا رہتا ہے۔اس کی زندگی میں کسی کے کام نہیں آتا۔یونہی اس کا جنازہ اٹھتا ہے وہی افراد خانہ جو اس کی مال کی وسعت دیکھ کر مچلتے تھے، مگر کچھ نہیں کر سکتے تھے، وہی اس کے لئے سستا سا کفن کا کپڑا خرید کر یہی سو دوسو روپے میں اس کو کفن پہنا کر فارغ کر دیتے ہیں۔وہ قبر میں اپنے کئے پر پچھتائے گا اور اس کے خویش واقارب اس کے کمائے ہوئے مال پر گلچھڑے اڑائیں گے! یاحسرتا۔

کیوں نہ انسان! اپنی زندگی میں مال کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے ہوئے آخرت کے بینک میں اپنا سرمایہ جمع کرادے اور اخروی زندگی اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت آسودگی سے بسر کرے۔

بدخلق اور بخیل............دونوں خدا کو ناپسند

بدخلق اور بخیل............دونوں رسول اللہ ﷺ کو ناپسند

فرشتے سخی کے لئے دعا کرتے ہیں

سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

ما من یومٍ یصبح العباد فیه الّا ملکان ینزلان فیقول اللّٰھمّ اعط منفقًا خلفًا و یقول الاخر اللّٰھمّ اعط ممسکًا تلفًا. (بخاری)

کہ روزانہ دوفرشتے آتے ہیں اور دونوں میں سے ایک سخی کے لئے یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ تو اس خرچ کرنے والے کو بدلہ دے اور دوسرا فرشتہ بخیل کے لئے یہ دعا کرتا ہے کہ خدایا بخیل کے مال میں نقصان دے اور اس کو برباد کر دے۔

معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے امتی کے دل سے بخل جیسا مرض ختم کر کے سخاوت کی دریا دلی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔تاکہ آپ کی امت کا مالدار اپنی تجوری کے دروازے امت کے

مسکینوں، یتیموں کے لئے کھول دے اور جس طرح مالدار کے بچے دو وقت کا کھانا پیٹ بھر کے کھاتے ہیں اسی طرح غریب کے بچے بھوک سے تلملاتے نہ رہیں بلکہ ان کے گھروں میں بھی آگ کا دھواں اُٹھتا رہے اور معاشی بدحالی راہ نہ پکڑنے پائے!

رسول اللہ ﷺ کی ترغیب

سرکار دو عالم ﷺ بھی اپنی زبان مبارک سے اپنی امت کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کی ترغیب دیتے رہتے تھے۔

قال رسول اللّٰه ﷺ یا ابن آدم انّک ان تبذّل الفضل خیرٌ لک وان تمسکهٗ شرٌّ لک ولا تلام علیٰ کفافٍ وابداء بمن تعول و الید العلیا خیرٌ من الید السفلیٰ. (مسلم کتاب الزکوٰۃ)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم کے بیٹے تیرے لئے فاضل مال کا اللہ کی راہ میں خرچ کر دینا بہتر ہے اور اُسے روک لینا بُرا ہے۔ اپنی ضروریات کی تکمیل کرنے کی حد تک تم پر کوئی ملامت نہیں ہے اور خرچ کرنے میں ابتداء (ان لوگوں پر خرچ کرنے سے کرو) جن کی پرورش تمہارے ذمہ ہو اور دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے!

مدرسہ مسجد نبوی کے طلباء کو تمام صحابہؓ نے تقسیم کر لیا تھا

عن عبدالرحمٰن بن ابی بکر انّ اصحاب الصفّة کانوا اُناساً فقراء وانّ رسول اللّٰه ﷺ قال مرّة من کان عندهٗ طعام اثنین فلیذهب بثالثٍ و من عندهٗ طعام اربعةٍ فلیذهب بخامسٍ بسادسٍ او کما قال و انّ ابا بکرٍ جاء بثلاثةٍ فانطلق نبیّ اللّٰه ﷺ بعشرةٍ. (مسند امام احمد)

عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے روایت ہے کہ اصحاب صفہ غریب لوگ تھے۔ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ اصحاب صفہ میں ایک تیسرے کو ساتھ لے جائے اور جس کے پاس تین آدمیوں کا کھانا ہو، وہ چوتھے کو ساتھ لے جائے۔ اسی طرح پانچویں کو اور چھٹے کو، ابوبکر تین آدمیوں کو ساتھ لے گئے اور سرکار دو عالم ﷺ دس آدمیوں کو ساتھ لے گئے۔

خطیب کہتا ہے

☆ اس حدیث سے دینی مدارس کے طلباء کی اعانت کا سنّت رسول ہونا ثابت ہوتا ہے۔

☆ اصحابِ صفہ وہ صحابہؓ تھے جو دور دراز کے علاقوں سے دین سیکھنے کے لئے مدینہ آئے ہوئے تھے، ان کا قیام مسجد نبوی میں ہی رہتا تھا۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے دس آدمیوں کا کھانا اپنے ذمے لے لیا اور ابوبکر صدیقؓ نے تین آدمیوں کا کھانا اپنے ذمے لے لیا۔

☆ اسی طرح دوسرے صحابہ کرامؓ نے بھی اپنا اپنا فرض ادا کیا اور یوں یہ دینی مدرسہ پوری دنیا کے لئے تعلیمی درس گاہ بن گیا۔

☆ آج بھی مسلمانوں کا فرض ہے کہ دینی مدارس کی اسی طرح دل کھول کر امداد کریں تا کہ پوری دنیا کو دین سپلائی کرنے والے یہ ادارے قائم ودائم رہیں۔

☆ برصغیر میں انہی دینی اداروں سے دین قائم ہوا۔

☆ علماء انبیاء کے وارث ہیں انہی کے دم قدم سے دین کے گلشن میں بہاریں قائم ہیں۔

☆ تمام اہل ثروت کا فرض ہے کہ اپنا مال خرچ کرتے وقت ان دینی اداروں کی ترجیحی بنیادوں پر امداد واعانت کریں۔

جس کا ہمسایہ بھوکا سوئے وہ جنتی نہیں

عن ابن عباس قال سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول لیس المومن بالّذی یشبع و جارہٗ جائعٌ الیٰ جنبہٖ. (مشکوٰۃ)

ابن عباس سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ وہ مومن نہیں ہے جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا ہمسایہ بھوکا سوئے۔

خطیب کہتا ہے

☆ صرف اور صرف اسلامی نظام ہی ہے جس میں کوئی غریب بھوکا نہیں سوسکتا

☆ نیشنلزم، امپریلزم، کمیونزم، سوشلزم ان تمام ازموں میں صرف سہانے خواب ہی خواب

ہیں، کوئی سکون نہیں...... غریبوں کا کوئی مداوا نہیں، غریبوں کے لئے کوئی حقیقی راحت نہیں!

☆ اسلام قانون کو حرکت میں لانے سے پہلے مسلمان کو اس کی اخلاقی ذمہ داریاں یاد دلاتا ہے اور اس کے ضمیر کو جھنجھوڑتا ہے کہ رات کو سونے سے پہلے اس بات کا جائزہ لے کر سوئیں کہ کوئی ہمسایہ بھوکا تو نہیں سو رہا۔ اس طرح امیر اور غریب برابر سکھ کا سانس لیں گے۔

☆ مساوات کا زبانی جمع خرچ کرنے والے تمام ادارے اور سلطنتیں اپنا سا منہ لے کر رہ جائیں۔ اگر کوئی مرد مسلمان نظام معیشت کے نفاذ کو عملی جامہ پہنانے کی سعادت حاصل کر لے۔

اَلیس منکم رجل رشد

حضرات گرامی! میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن وحدیث کا ایک گلدستہ پیش کر دیا ہے جس سے انفاق فی سبیل اللہ کے فضائل اور اسلام میں اس کی اہمیت کے عجیب وغریب واقعات سامعین کے سامنے آگئے ہیں۔ ایک ایک پھول معاشرے کی زینت بناتے جایئے اور وہ تمام خوشیاں سمیٹتے جایئے جو اسلام ایک غریب کے دامن میں دیکھنا چاہتا ہے۔

و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فضائل درود شریف

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ. بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ من صلّٰی علیّ مرۃً صلَّی اللّٰہ علیه عشراً.

(مسلم شریف)

جوشخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔

حضرات گرامی! آج کی تقریر کا عنوان فضائل درود شریف ہے۔ درود شریف بھی دراصل ایک دعا ہے جو ہم جیسے غلام رسول اللہ ﷺ کے حق میں اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں۔ یہ واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ احسان ہم پر رسول اللہ ﷺ کا ہی ہے۔ آپ نے سخت سے سخت مصیبتیں اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہم بندوں تک پہنچائی۔ اگر آپ اللہ کے راستے میں یہ تکلیفیں نہ اٹھاتے تو دین کی روشنی ہم تک نہ پہنچ سکتی اور ہم کفر وشرک کے اندھیرے میں پڑے رہ جاتے اور مرنے کے بعد ہمیشہ کے لئے دوزخ میں جاتے، چونکہ دین اور ایمان کی دولت اس دنیا میں سب سے بڑی نعمت ہے اور یہ ہم کو رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ ملی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے بعد رسول اللہ ﷺ ہی ہمارے سب سے بڑے محسن ہیں۔ ہم آپ کے اس احسان کا کوئی بدلہ نہیں دے سکتے۔ بس زیادہ سے زیادہ ہم جو کچھ کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے آپ کے لئے دعا کریں اور اس طرح اپنی نیاز مندی اور شکر گزاری کا ثبوت دیں۔ ہماری طرف سے حضور اقدس ﷺ کی شان کے لائق ہماری اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا ہوسکتی ہے کہ اے اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو اپنی خاص

رحمتوں اور برکتوں سے نواز دے! اسی قسم کی دعا کو درود کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں بڑی صراحت کے ساتھ اور بڑے عجیب انداز میں ہمیں اس کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا.

اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں نبی پر، ایمان والو تم ان پر درود بھیجو اور سلام بھیجو!

اس آیت کریمہ میں پہلے تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کا خود اعزاز و اکرام کرتے ہیں اور ان پر رحمت و شفقت فرماتے ہیں اور اس کے فرشتوں کا بھی برتاؤ آپ کے ساتھ یہی ہے کہ وہ آپ کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے آپ کے لئے رحمت کی درخواست کرتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد ہم ایمان والوں کو حکم دیا گیا ہے کہ تم بھی اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے رحمتیں نازل کرنے کی استدعا کرو اور ان پر سلام بھیجو۔ گویا حکم دینے سے پہلے ہی ہم کو بتا دیا کہ جس کام کا تم کو حکم دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کو خصوصیت سے محبوب ہے اور فرشتوں کا خاص مشغلہ ہے۔ یہ معلوم ہونے کے بعد کون مسلمان ہوگا جو اس کو اپنا وظیفہ نہیں بنائے گا۔

زبان نبوت سے فضائل درود شریف

یہی وجہ ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے زبان نبوت سے نہایت کثرت کے ساتھ فضائل درود شریف بیان فرمائے ہیں۔ حدیث میں ارشاد ہے کہ

عن انسؓ قال قال رسول اللّٰه ﷺ من صلّٰی علیّ صلوٰۃً واحدۃً صلّی اللّٰه علیه عشر صلوٰتٍ و حطّت عنه عشر خطیئٰت ورفعت لهٗ عشر درجاتٍ. (نسائی)

حضرت انسؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور اس کے دس گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور دس درجات بلند کر دیئے جائیں گے۔

گویا کہ

☆ گناہوں پر خط تنسیخ کھنچوانا ہوتو سرکار دوعالم ﷺ پر درود شریف بھیجنا تمہارا کام ہوگا اور گناہوں کا بخشنا میرے رب کا کام ہوگا!

درود بھیجنے والا قیامت کے دن حضور ﷺ کے قریب ہوگا

عن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ انّ اولی النّاس بی یوم القیامة اکثرھم علیّ صلوٰۃ. (ترمذی)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سب لوگوں سے زیادہ میرے نزدیک درود بھیجنے والا ہوگا۔

☆ کون نہیں چاہتا کہ قیامت کے دن اسے حضور ﷺ کے قدموں میں جگہ ملے۔ ہر مسلمان کی یہ خواہش ہے کہ سعادت اس کو میسر آئے اور قیامت کے دن اسے سرکار دوعالم ﷺ کی حضوری میسر آئے۔

رحمتِ دوعالم ﷺ نے اس کے لئے نہایت آسان نسخہ تجویز فرمادیا کہ جو شخص کثرت سے مجھ پر درود پڑھے گا۔ اسے قیامت میں میرا قرب نصیب ہوگا۔

سبحان اللہ

درود پڑھتے جاؤ......اور قرب رسول ﷺ کی سعادت حاصل کرتے جاؤ!

جمعہ کے دن کثرت سے درود شریف پڑھو

سرکار دوعالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ

اکثر و علیّ من الصّلوت یوم الجمعة فانّ صلوتکم معروضةٌ علیّ

(ابی داؤد، نسائی، ابن ماجه)

تم جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود بھیجو کیونکہ تمہارا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

خطیب کہتا ہے

محنت کم............منافع زیادہ

☆ یوم جمعہ کو کثرت سے درود پڑھنا رحمتِ دوعالم ﷺ کی شفقتوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا

ہے!

☆ تیری توجہ ہوگی، ذکر درود ہوگا کثرت درود ہوگا، محبوب خدا کی رحمت ہوگی، شفقت ہوگی اور آخرت میں شفاعت ہوگی!

☆ ذکر درود کر دیتا ہے محبوب!

☆ ہمارا مسلک ہے زیادہ درود شریف پڑھنے سے انسان بلندیوں پر فائز ہوجاتا ہے۔

حضور ﷺ کے تذکرہ پر درود پڑھنا چاہیے

سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

رغم انف رجل ذکرت عندهٗ فلم یصلّ علیّ ورغم انف رجلٍ دخل علیه رمضان ثمّ انسلخ قبل ان یغفرله و رغم انف رجلٍ ادرک عندهٗ ابواهٗ الکبر او احد هما فلم یدخلاهٗ الجنّة. (ترمذی)

اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود وسلام نہ بھیجے اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے اوپر رمضان شریف کا مہینہ آیا اور پھر گزر گیا اور اس نے اپنے گناہوں کی معافی نہ مانگی اور نہ اس کی مغفرت کی گئی اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس نے اپنے ماں باپ کو بڑھاپا میں پایا اور ماں باپ نے اس کو جنّت میں نہ پہنچایا۔

اس حدیث میں اس شخص کے لئے بدعا ہے جس نے سرکار دوعالم ﷺ کا اسم گرامی سننے کے بعد آپ کی ذات گرامی پر درود نہ بھیجا ہو! اس سے درود شریف کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

☆ **رغم انف رجلٍ**......سرکار دوعالم ﷺ کا ذکر مبارک ہوا مگر اس نے درود شریف نہیں پڑھا۔

☆ **رغم انف رجلٍ**......کسی انسان کے بوڑھے والدین اس کے پاس قیام پذیر تھے، اس شخص نے ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہیں کی!

☆ سبحان اللہ......سرکار دوعالم ﷺ نے اپنی امت کو بخشش کے کس قدر دروازے بتلا دیے۔

☆ سرکاردوعالم ﷺ اپنی امت کو بخشش کی راہیں دکھاتے رہتے تھے!

کثرت سے حضور ﷺ کی ذات گرامی پر درود بھیجنا......سخاوت ہے

آپ کا نام سن کر درود نہ بھیجنا شقاوت ہے

حضور ﷺ کا نام سن کر درود نہ بھیجنا بُخل ہے

سرکاردوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

البخیل من الّذی ذکرت عندہٗ ولم یصلّ علیّ. (ترمذی)

وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے!

خطیب کہتا ہے

انگوٹھے چُومنا

تمام احادیث کے ذخیرے کو دیکھ لیا جائے، ہر مقام پر یہی ارشاد ہوتا ہے کہ میرے ذکر پر درود بھیجنا چاہیے، مگر کسی ایک حدیث میں انگوٹھے چومنے کا ذکر نہیں ہے۔ اس لئے علمائے دیوبند نے سرکاردوعالم ﷺ کا ذکر سن کر درود پڑھنے کو اپنا عمل بنایا ہے اسی میں خیر ہے، اسی میں بھلائی ہے اسی کا قرآن وحدیث میں ہمیں حکم دیا گیا ہے۔

☆ مگر براہو بدعت ساز فیکٹری کے ڈائریکٹروں کا انہوں نے درود شریف کے مقابلے میں بھی اپنی طرف سے من گھڑت مسئلہ کھڑا کر لیا کہ جب حضور ﷺ کا اسم گرامی آئے تو انگوٹھے چومتے ہیں اور عوام کو بھی تلقین کرتے ہیں۔

☆ نتیجہ یہ ہوا کہ عوام نے انگوٹھے چومنے شروع کر دیے اور درود شریف پڑھنا چھوڑ دیا۔

☆ اس کا عذاب بدعت ساز فیکٹری کے انچارج غالی منیجروں کو ہوگا۔

☆ سرکاردوعالم ﷺ کا ارشاد تو ہے کہ

البخیل من الّذی ذکرت عندہٗ ولم یصلّ علیّ. (ترمذی)

وہ شخص بخیل ہے جو ذکر رسول پر درود نہ پڑھے............مگر غالی قبر پرست کا عمل دیکھ لیجئے، درود نہیں پڑھتا، انگوٹھے چومتا ہے۔

تعجب ہے

حضور کا اسم گرامی تو مولوی نے لیا، واعظ نے لیا، میلا دی نے لیا، نعت خواں نے لیا مگر انگوٹھا اپنا چومنا شروع کر دیا۔ کس طرح ہوش وحواس بدعات کے اثر سے گم ہوئے۔ اگر چومنا ہی تھا تو مولوی کا منہ چومتے، پیر کا منہ چومتے، واعظ کا منہ چومتے، مقرر کا منہ چومتے، خطیب کا منہ چومتے کیونکہ اسم محمد (ﷺ) تو اس کے منہ سے نکلا تھا۔ تمہارے انگوٹھے سے تو نہیں نکلا تھا اس لئے انگوٹھا کیوں چومنا شروع کر دیا............ کہیں یہ سزا تو نہیں دی جا رہی؟

شرک کے پجاری سے درود پڑھنے کی سعادت چھین لی گئی

شرک و بدعات اللہ تعالیٰ کو اس قدر ناپسند ہیں کہ جو شخص شرک و بدعات کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے تمام سعادتیں سلب کر لیتا ہے۔ یہاں بھی معاملہ کچھ ایسا ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے اپنے محبوبؐ پر درود بھیجنے کی سعادت ہی سلب کر لیتا ہے جن کی زبان پر غیر اللہ کے وظیفے اور جن کے دل توحید و سنت کے نور سے دور جا چکے ہوں۔ اس لئے ان کا درود بھی اپنی ایجاد ہے اور انگوٹھے چومنے کا رواج بھی اپنی ایجاد ہے۔

الحمدللہ...... ہمارا دین بھی اصلی
ہمارا اسلام بھی اصلی
ہمارا قرآن بھی اصلی
ہمارا عقیدہ بھی اصلی
ہمارا درود بھی اصلی
ہمارا اسلام بھی اصلی

میرا چیلنج

دنیا کا کوئی بدعت پرست سنت رسول کا دشمن یہ ثابت کر دے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو اپنا نام سن کر انگوٹھے چومنے کا حکم دیا ہو اس پر بخاری مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی۔

☆ کسی کتاب میں صراحت سے اس کا صحابہؓ کے نام حکم ہو تو انشاء اللہ تمہارے موقف کو آنکھیں بند کر کے قبول کرلیا جائے گا۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَ قُوْدُ هَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ

☆ موضوع روایات پر عمارات کھڑی کرنا اور بدعت اور شرک سے اس کی لیپا پوتی کرنا...... کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

یہ امت روایات میں کھوگئی
حقیقت خرافات میں کھوگئی

درود شریف پڑھیں، درود شریف پڑھیں، درود شریف پڑھیں، حضور ﷺ کا نام مبارک سن کر درود شریف، یہ تمام ثواب شریعت پر عمل کرنے سے ملیں گے۔ بدعات پر عمل کرنے سے تمام نیکیاں سلب ہو جائیں گی۔

دیو بندی سے کیوں جھگڑا

سنت کو ہر کام میں مقدم رکھو
سنت کو ہر فعل میں مقدم رکھو
سنت کو ہر عمل میں مقدم رکھو
نماز ویسے پڑھو، جیسے حضورؐ نے پڑھی
قرآن ویسے پڑھو، جیسے حضورؐ نے پڑھا
درود ویسے پڑھو، جیسے حضورؐ نے پڑھا
سلام ویسے پڑھو، جیسے حضورؐ نے پڑھا

ہم تو سرکار دو عالم ﷺ کے شیدائی ہیں، فدائی ہیں، ہم تو ہر عمل میں ہر میدان میں حضور ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہوں گے۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

اصلی درود شریف

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سعد بن عبادہ کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے۔ بشیر ابن سعدؓ نے آپ سے پوچھا یا رسول اللہ؟ خدا نے ہم کو آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے لہذا ہم آپ پر درود کیسے بھیجا کریں۔ آپ کچھ خاموش ہو گئے اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ

قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد. اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد. (مسلم، نسائی، ترمذی، مسند احمد، بیہقی)

اے اللہ درود بھیج تو محمدؐ پر اور محمدؐ کی آل پر جیسا کہ درود بھیجا تو نے ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر بے شک تو بڑی تعریف والا، بڑی بزرگی والا ہے۔ اے اللہ برکت نازل کر تو محمدؐ پر اور محمدؐ کی آل پر جیسا کہ برکت نازل کی تو نے ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر بے شک تو بڑی تعریف والا، بڑی بزرگی والا ہے۔

پھر فرمایا کہ سلام وہ ہے جیسا کہ تمہیں معلوم ہے۔

حضرت کعب بن عجرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ آپ پر سلام بھیجا جاتا ہے (یعنی پہلے ہی تشہد میں السلام علیک کہتے ہیں) مگر یہ تو ارشاد فرمائیں کہ صلاۃ کس طرح بھیجا کریں۔ آپؐ زبان نبوت سے اس طرح گوہر فشاں ہوئے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد. اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد.

حضرات گرامی! مذکورہ بالا دو حدیثوں میں درود شریف کے وہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں جو سرکار دو عالم ﷺ نے اپنی زبان نبوت سے صحابہؓ کو سکھلائے ہیں اور یہی درود شریف چودہ سو سال سے نماز میں پڑھا جا رہا ہے۔ بعض احادیث میں اگر چہ درود شریف کے اور صیغے بھی ہیں جنہیں حدیث کی کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے مگر سکے بند اور چودہ سو سال سے پوری دنیا کے مسلمان جس درود پاک کو ہر نماز کے بعد پڑھ رہے ہیں وہ یہی درود ابراہیمی ہے اس کے الفاظ چونکہ سرکاری ہیں اور انہیں اسلام میں آئینی اور تشریعی حیثیت حاصل ہے۔ لہذا سرکار دو عالم ﷺ نے خود صحابہ کرامؓ کو یہی کلمات سکھلائے ہیں اس لئے کہ وہ سب سے افضل ہیں۔

دنیائے حنفیت کے مشہور محدث حضرت ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ اس کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ **افضلها ما ورد عقيب التّشهد** درودوں میں سب سے افضل وہ ہے جو تشہد کے بعد ہے اس لئے جب بھی درود شریف پڑھنے کی اللہ تعالیٰ توفیق عنایت فرمائے تو وہ درود شریف پڑھنا چاہیے جو سب سے افضل و اکمل ہے اور وہ ہے درود ابراہیمی!

خود ساختہ درود و سلام

آپ نے سماعت فرمالیا کہ درود شریف پڑھنا عبادت بھی ہے اور سعادت بھی ہے۔ نیکی بھی ہے اور گناہوں کو مٹانے کے لئے کفارہ بھی ہے اس لئے ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھا کرے تا کہ زیادہ سے زیادہ خدا اور اس کے پیارے رسول ﷺ کا قرب حاصل ہو سکے! مگر آج کل بدقسمتی سے صحیح درود شریف کے مقابلے میں میلادیوں نے واعظوں نے اور بدعت پرستوں نے اردو میں اپنے درود و سلام بنا لیے ہیں اور انہیں گا گا کر گروہ کی شکل میں، گروپ کی شکل میں، مساجد میں، محافل میں اردو زبان میں پڑھتے ہیں۔ مثلاً

یا نبی سلام علیک، یا حبیب سلام علیک یا صلی علیٰ شفیعنا صل علی محمدؐ

آ گیا وہ تاج والا۔ عرش کی معراج والا۔ دو جہاں کے راج والا

یا نبی سلام علیک

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

یہ تمام اردو کے درود اردو کے سلام، اس عربی درود اور عربی سلام کے مقابلے میں بنائے گئے ہیں جو سرکار دو عالم ﷺ نے خود اپنی زبانِ مبارک سے صحابہ کو سکھلائے تھے اور پھر صحابہؓ نے پوری امت کو سکھلائے تھے۔

سوال یہ ہے

یہ مولوی اور واعظ حضور والا درود کیوں نہیں پڑھتے۔ یہ حضور والا سلام کیوں نہیں پڑھتے۔ ان کو حضور ﷺ کے درود سے کیا ضد ہے؟ انہیں حضور ﷺ کا درود کیوں پسند نہیں؟

سیدھی بات کیوں نہیں کرتے!

دیوبندیوں سے کیوں اُلجھتے ہو!

جب تم کو کہا جاتا ہے کہ اصلی درود پڑھو!

تو تم پروپیگنڈہ کرتے ہو کہ دیکھو جی ہمیں درود نہیں پڑھنے دیتے۔

العیاذ باللہ

جب کہا جاتا ہے کہ حضور والا سلام پڑھو، یہ اردو کا سلام تمہارا اپنا بنایا ہوا ہے۔ اسے اصلی درود اور اصلی سلام سے کوئی تعلق نہیں ہے تو تم لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے پراپیگنڈہ شروع کر دیتے ہو کہ دیکھو جی ہمیں درود و سلام سے روکا جاتا ہے۔

خطیب کہتا ہے

کان کھول کر سُن لو

سُنّی دیوبندی کہتے ہیں

☆ کہ جو حضور والا درود پڑھے گا اسے دس رحمتیں ملیں گی۔

☆ جو حضور والا درود پڑھے گا اس کے دس درجہ بلند ہوں گے۔

☆ جو حضور والا درود پڑھے گا اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

☆ جو حضور والا درود پڑھے گا اس کے درجات بلند ہوں گے۔

☆ ایک سو بار درود پڑھنے والا ایمان کامل کی شہادت اور کاملین کی رفعت پالیتا ہے۔ دیکھو طبرانی۔

☆ درود کے ذریعے مومن مقربین کی صف میں شمار ہوتا ہے۔ (روایت احمد)

☆ ثواب کے لحاظ سے درود کا مقام غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ ہے۔ (ترغیب منذری)

☆ درود حضور انور ﷺ کی شفاعت کا ذریعہ اور اطمینان قلب کا سبب ہے۔ (رواہ مسلم)

☆ درود پڑھنے والے کے ساتھ ہمیشہ ایک رحمت کا فرشتہ رہتا ہے جس کا کام ہی یہ ہے کہ جب تک درود پڑھنے والا درود میں لگا رہے وہ اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے خیر اور سعادت کی بھیک مانگتا رہتا ہے۔ (دیکھو ترغیب)

☆ درود کے ذریعہ مومن کا حضور انور ﷺ سے رابطہ اور نسبت باطنی قائم رہتی ہے۔ (طبرانی)

☆ درود کے ذریعے ازالہ غم، تفریح کرب توسیع رزق اور گناہوں کی بخشش ہوتی ہے۔ (ترمذی)

☆ روزانہ درود کا ورد گناہوں کی آلائش دور کرنے کا علاج ہے۔ (روایت ابی کامل)

☆ درود صدقہ احسان اور دوسری نیکیوں کی نیابت کر لیتا ہے۔ (ابی سعید خدریؓ)

☆ جمعہ کے دن درود کی کثرت قرب رسول کی سعادت سے بہرہ ور کرتی ہے۔

☆ درود کے ذریعے جناب رسول اللہ ﷺ کا جوار اور جنت میں ایک خصوصی مقام ملتا ہے۔

☆ درود اگر دعا میں ہو تو دعا کرنے والے کے لئے خود مغفرت کی ضمانت دیتا ہے۔ (مستدرک حاکم)

☆ درود نہ پڑھنے والا سراسر گھاٹے اور نقصان میں رہتا ہے۔

☆ درود نہ پڑھنے والا قیامت کے دن حیرت و درماندگی کا شکار ہوگا۔

☆ درود نہ پڑھنے والا نہ صرف ذاتِ نبوت سے بے وفا ہے بلکہ ادائے حقوق نبوت سے

روگرداں ہے۔

یہ تمام برکات، یہ تمام انوارات، یہ تمام رفعتیں اس شخص کو حاصل ہوں گی جو اصلی اور کھرا درود شریف پڑھتا ہے۔ علمائے دیوبند کسی کو درود شریف پڑھنے سے بھلا کس طرح اور کیوں کر روک سکتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کا تو دن رات میں کثرت سے درود شریف پڑھنا اپنا وظیفہ ہے۔ علمائے حقانی کی یہ جماعت صرف اتنا عرض کرتی ہے کہ درود شریف اصلی پڑھا کریں اور جعلسازوں اور خودساختہ نقلی شریعت پیش کرنے والوں سے ہوشیار رہا جائے۔

آپ نے ملاحظہ کیا کہ اصلی درود شریف پر ہی دس دس گنا ثواب مل رہا ہے اور اگر کسی من گھڑت درود پر بھی کوئی ثواب ملتا یا اس سے بھی آنحضرت ﷺ کی محبت آشکار ہوتی تو کسی بھی حدیث میں اس کی بھی فضیلت ہوتی۔

حضرات گرامی! میں نے درود شریف کا اصلی اور حقیقی گلدستہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے اس کی خوشبو سے اپنے دل و دماغ کو معطر فرمایے اور قیامت کے دن حضور ﷺ کی شفاعت کے مزے لوٹنے کی امید جوان رکھیں۔

شاہ ولی اللہ کا ارشاد

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو میرے والد نے درود پر ہمیشگی کرنے کی وصیت فرمائی اور فرمایا کہ ہم نے جو کچھ پایا ہے درود کے ذریعے پایا ہے۔

بها وجدنا ما وجدنا (قول جمیل)

☆ حضرت العلامہ محمد بن ہیثم سلمیؒ نے درود شریف کے متعلق کیا خوب ارشاد فرمایا ہے۔

امّا الصلوٰة على النّبىّ فسيرةٌ

مرضيّةٌ تمحٰى بها الاٰثام

....

وبها ينال المرء عزّ شفاعةٍ

يبنىٰ بها الاعزاز والاكرام

....

کن لصلوٰۃ علی النّبیّ ملازماً
فصلوٰتہ لک جنّۃٌ وسلام

و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اسلام میں سچ بولنے کی فضیلت

سچائی اور قرآن

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡم. بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ. (توبہ)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کا ساتھ دو!

حضرات گرامی! آج کی تقریر کا عنوان ہے کہ اسلام میں سچ بولنا کس قدر اہمیت کا حامل ہے اور قرآن وحدیث میں سچائی کو کس قدر ضروری قرار دیا گیا ہے!

معاشرہ جس طرح اور بہت سی برائیوں سے زخمی اور مجروح ہے اسی طرح سچائی سے گریز اور جھوٹ سے محبت بھی معاشرے کا ناسور بن چکا ہے۔ مسلمان کی زندگی میں اگر سچ بولنے اور جھوٹ سے نفرت کرنے کا عمل راسخ ہو جائے تو معاشرہ اکثر برائیوں سے پاک ہو سکتا ہے!

صدق (یعنی سچائی) کا لفظ ہی اس قدر پیارا اور دل نواز ہے کہ قرآن میں بار بار اس کا ذکر ہے۔ کبھی خداوند قدوس اس کی اپنی طرف نسبت فرماتے ہیں اور کبھی اس لفظ صدق کو انبیاء علیہم السلام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور کبھی صدق کو انبیاء علیہم السلام کی صفت قرار دیا گیا اور کبھی صالحین کے ساتھ اس صدق کا تذکرہ ملتا ہے۔ غرضیکہ صدق اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ اور محبوب صفت ہے اس لئے یہ عطا بھی پسندیدہ اور محبوب شخصیات کو کی جاتی ہے۔

سچی بات اللہ کی

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اپنی بات کو تمام باتوں پر فوقیت دیتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا ہے کہ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثاً.

اللہ کی بات سے زیادہ سچی بات کس کی ہوسکتی ہے!

اس آیت کریمہ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جس طرح اللہ کی ذات سچی ہے اسی طرح اللہ کی بات بھی سچی ہے۔

☆ اللہ کی ذات بھی سچی ہے

☆ اللہ کی بات بھی سچی ہے

چونکہ اللہ کی ذات سچائی کو پسند کرتی ہے اس لئے اس کی باتیں بھی سچائی کا کامل نمونہ ہیں۔ سچائی اس کو محبوب اور سچے اس کے بندے اور سچائی ہی اس کا طغرائے امتیاز! سچے ہی اس کے نبی اور سچائی ان کی زندگی کا نمایاں اور خصوصی نشان۔ سبحان اللہ

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا گیا ہے کہ

☆ وَعْدَاللّٰهِ حَقًّا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا (سورہ نساء)

اللہ کا وعدہ حق ہے اور اس سے زیادہ کس کی بات میں سچائی ہوسکتی ہے۔

☆ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کی تکمیل کے لئے اس بات کو دلیل بتاتے ہیں کہ اللہ کے وعدے یقیناً پورے ہوں گے کیونکہ اس کی بات سب سے زیادہ سچی ہوتی ہے۔ سچ اور سچائی اس کے وعدوں کی تکمیل کی دلیل ہے۔

☆ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا.

فرمادیجئے کہ سچ کہا ہے اللہ نے پیروی کرو ابراہیم علیہ السلام کے سچے دین کی!

اس آیت کریمہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین قیم کی پیروی کرنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ اس کے لئے جو اسلوب اور انداز بیان اختیار فرمایا گیا ہے وہ یہی ہے کہ قل صدق

اللّٰـــہ فرمادیجئے کہ سچ کہا اللہ تعالیٰ نے گویا کہ اللہ سچا جب تمہیں ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کا حکم دیتا ہے تو وہ سچ کہتا ہے کہ آنکھیں بند کر کے ابراہیم علیہ السلام کی پیروی اختیار کرلو، تمہارا دین و دنیا میں بھلا ہوگا، کیونکہ یہ اللہ سچے کی ہدایت ہے!

متقی پرہیزگار کون ہیں؟

وَ الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ. (زمر)

اور جو آیا ساتھ سچائی کے (یعنی محمد رسول اللہ ﷺ) اور تصدیق کی اس (یعنی صدیق اکبرؓ نے) یہی ہیں پرہیزگار۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب حضرت محمد ﷺ کا تعارف سچائی کی صفت خاصہ کے ساتھ کرایا ہے کہ وہ پیغمبر سچائی کے ساتھ آیا، قرآن لایا، دین قیم لایا، قوموں کے فوز وفلاح کا نسخۂ کیمیا ساتھ لایا انہیں سچائی کے پیغام کے ذریعہ مقام بلند عطا فرمایا۔ یہ سب سچائی اور صداقت کی خوبیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمائیں۔

☆ **صـدق بـہ**......اس کی تصدیق کرنے والا ابوبکر بھی صداقت کی بلندیوں پر فائز ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو پرہیزگاری کی اعلیٰ سند عطا فرمادی!

خطیب کہتا ہے

☆ سچائی اور سچوں کی دوستی
صدیق بنادیتی ہے

☆ سچائی اور سچوں کی دوستی
صادق بنادیتی ہے

☆ سچائی اور سچوں کی دوستی
صدق وصفا کی اعلیٰ مسند پر بٹھادیتی ہے۔

☆ اسی لئے قرآن حکیم نے انبیاء علیہم السلام کو جہاں اور بے شمار اعزاز اور مناقب سے

سرفرازفرمایاہے وہیں پران کے لے **انا لصادقون** کا اعلان بھی کرایا ہے۔تا کہ معلوم ہوجائے کہ سچائی اور سچا ہونا انبیاءعلیہم السلام کی شان ہے!

☆ ایک مقام پراللہ تعالیٰ سچائی اور صدق کواونچا کرنے کے لئے، بلند کرنے کے لئے، عالم میں اس کوسر بلند کرنے کے لئے ارشادفرماتے ہیں کہ **صدق اللّٰہ و رسوله.** اللہ اوراس کے رسول نے سچ کہا۔کیا مطلب؟ سچ اس قدر اعلیٰ اور رفیع الشان ہے کہ یہ خدا اور رسول کی زبان کا نشان ہے، یہ انہی کا بیان ہے۔

سچ رسولوں کا نشان

اللہ تعالیٰ نے انبیاءعلیہم السلام کی سچائی اور پاکیزگی کو بیان کرتے ہوئے ارشادفرمایا ہے کہ **و صدق المرسلون** (یس)اور سچ کہا اللہ کے رسولوں نے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام صدیق تھے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظمت اور رفعت کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا ہے کہ

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا. (مريم)

اور ذکر کیجئے کتاب میں ابراہیم (علیہ السلام) کا یقیناً وہ سچے نبی تھے!

ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے عظیم پیغمبر تھے۔قرآن حکیم نے ان کی رفعتوں کومختلف انداز سے بیان فرمایا ہے۔اس مقام پران کے مقام صدق کو بیان فرماتے ہوئے ان کی جلالت قدر کا تذکرہ اس طرح فرمایا ہے کہ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا. ان کی سچائی کی صفت اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند آئی کہ اس کا تذکرہ قرآن میں کردیا تا کہ پوری دنیا میں قیامت تک اس کا تذکرہ ہوتا رہے اور ابراہیم علیہ السلام کی صداقت کے سکے جم جائیں۔ سبحان اللہ

وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَه. (مائده)

اوراس کی ماں (سیدہ مریم) سچی تھیں۔اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ سیدہ طاہرہ مریم صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا کا تذکرہ فرماتے ہوئے ان کی جس صفت کونمایاں طور پر

بیان فرمایا وہ صدیقہ (یعنی سچی) ہونے کی ہے۔ سچ، صداقت، سچائی، یہ شان ہے اللہ والوں کی۔

یوسف صدیق

حضرت یوسف علیہ السلام کے ذکر میں قرآن حکیم میں تذکرہ ہے۔ **يُوسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيقُ.** یوسف اے سچے! یعنی اے سراپا صداقت یوسف۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی زبان تو سچی تھی ہی مگر یہاں ان کے سراپا کو صدیق سے تعبیر فرمایا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب سچائی اور صداقت کسی کی رگ وریشہ میں سرایت کر جاتی ہے تو وہ صدیق بن جاتا ہے۔

اس کی زبان صدیق

اس کی گفتار صدیق

اس کی جان صدیق

اس کی آن صدیق

اس کا کردار صدیق

اس کی رفتار صدیق

اس کا قول صدیق

اس کا فعل صدیق

اس کی خلوت صدیق

اس کی جلوت صدیق

يُوسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيقُ.

سبحان اللہ

☆ صدیق ....صداقت کا اعلیٰ معیار

خطیب کہتا ہے

ابوبکر صدیق ....صداقت کے تمام امتحان

تمام امکان سے گزر کر......صدیق بنا

ابوبکر صدیقؓ وَصَدَّقَ بِهٖ

☆ اس کا سراپا صدیقؓ

اس کی زندگی کا ہر لمحہ صداقت کا نشان

اس کی زندگی کا ہر عمل صداقت کا نشان

اس کی زندگی کا ہر قول صداقت کا نشان

صداقت اس کے لئے

اور وہ صداقت کے لئے

وہ صداقت کا تاجدار......صداقت اس کی تابعدار

سبحان اللہ

سیدنا اسماعیل صادق تھے

قرآن حکیم نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے تذکرے میں ارشاد فرمایا کہ

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا.

(مریم)

اور ذکر کیجئے کتاب میں اسماعیل کا کہ وہ وعدے کے سچے تھے اور اللہ کے رسول نبی تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چہیتے فرزند اور لاڈلے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے تذکرے میں خصوصی طور پر جس صفت کا تذکرہ فرمایا گیا وہ سچائی اور صداقت کی صفت ہے جس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سچ اور سچ کی صفت کس قدر محبوب ہے۔

سچوں کو اجر عظیم نصیب ہوگا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ ......اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا. (احزاب)

بے شک مسلمان مرد اور عورتیں اور مومن مرد اور عورتیں اور اطاعت کرنے والے مرد اور

عورتیں اور سچ بولنے والے مرد اور عورتیں، تیار کیا اللہ نے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب۔

اس آیت کریمہ میں مومنین اور مومنات کی جہاں اور صفات کا تذکرہ کیا ہے اسی طرح ان کی سچائی اور صداقت کی صفت کو بھی بہت پسند فرمایا ہے اور ایسی صفات کے حامل مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اجر عظیم کا مستحق قرار دیا ہے۔ یہ خدائی وعدہ ہے جو قیامت کے دن سچے لوگوں کے ساتھ کیا جائیگا۔ معلوم ہوا کہ صداقت اور سچائی سے جہاں انسان کو معاشرے میں ایک انتہائی بلند اور باوقار مقام نصیب ہوگا وہیں پر آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ اجر عظیم سے سرفراز فرمائے گا۔

ذالک فضل اللّٰہ یو تیہ من یّشاء

قیامت میں سچے لوگ کامیاب ہوں گے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

هٰذَا يَوْمَ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ. (مائدہ)

اس دن (قیامت میں) سچوں کو ان کی سچائی فائدہ دے گی۔

یعنی جب پوری دنیا ایک نفسانفسی کے عالم میں ہوگی اس دن ان لوگوں کے لئے سچائی نفع کا پیغام لے کر آئے گی کہ تم لوگوں نے مجھے اپنایا تھا اور میرے ساتھ سنگت کو نبھایا تھا، دوستی کو آنچ نہیں آنے دی تھی۔ آج میں تمہارے ساتھ وفا کرتی ہوں، آج میری وجہ سے تمہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نہایت اعلیٰ مقام نصیب ہوگا۔ تم ہر طرح فائدے میں رہو گے! اور یہی وعدے تھے دنیا میں تمہارے ساتھ کہ سچ بولنا، سچوں کا ساتھ دینا، سچائی کی تعلیم دینا، سچائی کی تبلیغ کرنا، سچائی پر جان دینا...... سچائی کو سینے سے لگانا، سچائی کو فروغ دینا، سچائی پر مر مٹنا۔ سچائی کے نغمے الاپنا، سچائی کو معاشرے میں عام کرنا...... اس کے صلے میں تمہاری آخرت سنورے گی، قبر روشن ہوگی، قیامت میں سربلند رہو گے، آج وہ وعدے پورے کئے جارہے ہیں اور

هٰذَا يَوْمَ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ

سبحان اللہ

سچے سچوں کے ساتھ ہوں گے

تمام بحث کا نتیجہ نکل آیا اور ثمرات مرتب ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمادیا کہ

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِيْقًا. (نساء)

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریگا پس یہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے، نبیوں سے سچوں سے شہیدوں اور نیکوں سے اور یہ بہترین ساتھی ہوں گے۔

قرآن حکیم کی اس آیت میں نہایت احسن انداز سے اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے والوں کو بشارت دے دی کہ قیامت کے دن تمہاری سنگت، تمہاری رفاقت ان لوگوں کے ساتھ ہوگی، جو اللہ تعالیٰ کے ہاں انعام یافتہ ہیں اور جو لوگ اللہ کے ہاں انعام یافتہ ہیں وہ یہ لوگ ہیں

☆ انبیاء

☆ صدیقین

☆ شہداء

☆ صالحین

تم لوگ جو صفت صداقت سے سرشار ہو گے تو اللہ تمہیں ان سعادت منداور اعلیٰ وارفع کامل ترین شخصیات کے ہاں جگہ دیں گے اور تمہیں ان کی رفاقت کی سعادت میسر آئے گی۔

سبحان اللہ

حضرات گرامی! آپ نے قرآنی آیات سے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ اسلام اور قرآن خدا اور رسول کے ہاں سچائی قول میں ہو یا عمل میں گفتار میں ہو، خواہ کردار میں معاملات میں ہو، خواہ عبادات میں جس طرح اس کی اہمیت ہے اس کو مختلف انداز سے بیان کر کے واضح کیا گیا ہے۔

آیئے اب ذرا آپ کو سیرت النبی ﷺ اور سیرت صحابہؓ کی چند جھلکیاں دکھادوں جن سے ان کی صداقت کی تاثیر اور تسخیر کی تاریخی کرشمہ سازیاں سامنے آتی ہیں۔

سرکاردوعالم ﷺ کی صداقت

سرکاردوعالم ﷺ کو جب بارگاہِ الٰہی سے حکم ہوا کہ اپنے خاندان کو اسلام کی دعوت دوتو آپ نے ایک پہاڑ پر چڑھ کر پکارا یامعشر قریش جب سب لوگ جمع ہوگئے تو فرمایا کہ اگر میں تم سے یہ کہوں کہ پہاڑ کے عقب سے ایک لشکر آرہا ہے تو کیا تم یقین کروگے؟ سب نے بیک زبان ہوکر کہا کہ ہاں! کیونکہ ہم نے آپ کو کبھی جھوٹ بولتے نہیں دیکھا! (بخاری)

معلوم ہوا کہ سرکاردوعالم ﷺ کی صداقت اور سچائی کو اپنے تو اپنے بیگانے بھی مانتے تھے اور اُسی سے فتح کے دروازے کھلتے گئے اور دلوں میں حضور اکرم ﷺ کی صداقت اور راست گفتاری کے نقش ثبت ہوگئے۔

قیصر روم کے ہاں ابوسفیان کی گواہی

قیصر روم کے ہاں جب ابوسفیان نے (جو اس وقت ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) مسلمانوں کی اور رحمت دوعالم ﷺ کی شکایت کی تو قیصر روم نے دربار میں ابوسفیان سے پوچھا کہ تمہارے ہاں جو مدعی پیدا ہوا ہے اس نے اس دعویٰ سے پہلے کبھی تمہارے سامنے جھوٹ بھی بولا ہے۔ ابو سفیان نے برملا کہا کہ!

محمد ﷺ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا

آخر میں قیصر نے جو تقریر کی اس میں کہا میں نے تم سے پوچھا کہ تمہارے نزدیک کبھی وہ کذب کا بھی مرتکب ہوا تو تم نے جواب میں کہا کہ نہیں!

مجھے یقین ہے کہ اگر وہ خدا پر افتراء باندھتا تو وہ آدمیوں پر افترا باندھنے سے کب باز رہتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ دنیائے کفر میں بھی آپ کی صداقت اور سچائی کے چرچے تھے اور ہوتے بھی کیوں نا! اللہ کے رسولؐ میں جہاں اور بہت سے خصائل حمیدہ ہوتے ہیں وہیں پر وہ صداقت اور راستی کا عظیم شاہکار ہوتے ہیں۔ اس لئے ابوسفیان کو قیصر روم کے سامنے اس بات کا برملا اعتراف واعلان کرنا پڑا کہ محمدؐ کو ہم نے کبھی جھوٹ بولتے نہیں دیکھا نہ سنا!

سبحان اللہ

اصحاب رسول ﷺ اور سچائی

حضرات گرامی! آپ نے قرآنی آیات اور سیرت رسول ﷺ سے صداقت اور سچائی کی اہمیت کے دلائل سماعت فرمائے۔ اب آپ کو اصحاب رسول ﷺ کی پاکیزگی کے چند واقعات گوش گزار کرتا ہوں جن سے آپ کو ان کی سچائی اور راست گوئی معلوم ہوگی۔ آپ اندازہ کرسکیں گے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مقدس زندگی کس طرح سچائی کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔

اصحاب رسول ﷺ کی صداقت

مکہ فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے تمام مال غنیمت قریش کو دے دیا۔ انصار کو خبر ہوئی تو بولے یا للعجب: ہماری تلواروں سے جن کا خون ٹپک رہا ہے، ہمارا مال غنیمت انہی کو دیا جا رہا ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ کو معلوم ہوا تو تمام انصارؓ کو جمع کر کے پوچھا کہ یہ کیا بات کہی ہے تم لوگوں نے!

صحابہ کرامؓ آپؐ کے خوف وادب سے کانپ جاتے تھے اس لئے آپ کے سامنے اس بات کا اقرار ان کے لئے بہت مشکل ہو گیا۔ تاہم تمام انصارؓ نے سچ سچ کہہ دیا کہ بات وہی ہے جو آپ تک پہنچی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ جو اس روایت کے راوی ہیں فرماتے ہیں سچی بات انصار نے تسلیم کر لی اور اس کا اقرار کر لیا کہ

کانو لا یکذبون . (مسلم)

یہ اقرار اس بنا پر تھا کہ صحابہ جھوٹ نہیں بولتے تھے!

خطیب کہتا ہے

نتیجہ یہ ہوا کہ اہل مکہ مال لے گئے

اور

اہل مدینہ رسول اللہ ﷺ کو لے گئے

مال ختم ہو گیا!

اور رسول اللہ ﷺ قیامت تک اہل مدینہ اور مدینہ کے ہو کر رہ گئے............سبحان اللہ

سچوں کو سچا مل گیا

حضور ﷺ بھی سچے

صحابہؓ بھی سچے

حضرت کعبؓ سچ بولنے کی وجہ سے قرآن کی تلاوت کا حصہ بن گئے

غزوۂ تبوک کی عدم شرکت پر رسول اللہ ﷺ نے باز پرس فرمائی تو منافقین نے جھوٹی قسمیں کھا کر معذرت کر دی۔ سرکار دو عالم ﷺ نے ان کی جھوٹی قسموں پر اعتبار فرمالیا اور ان کی معذرت قبول کر لی۔ لیکن جب حضرت کعب ابن مالکؓ سے پوچھا گیا تو انہوں نے سچ سچ بتا دیا کہ خدا کی قسم میں بالکل معذور نہیں تھا۔ خدا کی قسم میں اس زمانہ سے قبل کبھی اتنا متمول اور چاک و چوبند نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے ان کی بات سن کر فرمایا کہ اس نے سچ کہا ہے۔ بالآخر آپ نے اس پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور ان سے مکمل بائیکاٹ فرمایا لیکن خدا نے ان کی توبہ قبول فرمالی۔

حضرت کعبؓ کا صداقت پر ناز

اللہ تعالیٰ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی توبہ سچائی اور راست گوئی کی وجہ سے قبول فرمالی تو حضرت کعبؓ اپنی اس صداقت پر ناز کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

ما انعم اللّٰہ من نّعمۃٍ قطّ بعد ان ھوانی للاسلام اعظم فی نفسی من صدقی لرسول اللّٰہ ان لّا اکون کذبتہٗ فاھلک کما ھلک الّذین کذّبوا

(بخاری)

اسلام لانے کے بعد خدا نے مجھ پر کوئی ایسا احسان نہیں کیا جس کی عزت میرے دل میں اس سچائی سے زیادہ ہو جس کا اظہار میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کیا۔ اگر میں جھوٹ بولتا تو اسی طرح ہلاک ہو جاتا، جس طرح وہ لوگ ہلاک ہوئے جو جھوٹ بولتے تھے! یعنی منافقین۔

حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ کی یہی سچائی ان کے لئے معافی کا پیغام لائی اور انہیں اس قدر بلند مقام نصیب ہوا کہ آج بھی قرآن پاک ان کی توبہ کے تذکرہ سے ان کا نام اور

صداقت بلند کئے ہوئے ہے! سبحان اللہ

منبر ومحراب میں صداقت کا چرچا

ہر جمعہ کو جب خطیب منبر ومحراب کی زینت بنتا ہے تو خطبہ میں **الصدق ینجی والکذب یھلک** کی آواز سے پوری مسجد کا ماحول گونج اٹھتا ہے جس سے صداقت اور سچائی کا چرچا پورے ماحول پر محیط ہو جاتا ہے۔

محفل قرأت میں صداقت کی گونج

پوری دنیا کے مایۂ ناز قراء جمع ہیں۔قرأت ہو رہی ہے۔حسن قرأت سے دل و دماغ مسحور ہو چکے ہیں۔قاری قرآن حکیم سے فارغ ہوتا ہے تو **صدق اللّٰہ مولانا العظیم** کی آواز سے فضا میں رنگ بھر دیتا ہے۔

سامعین کرام! میں نے بہت تفصیل سے آپ حضرات کے سامنے صداقت اور سچائی کے انمول موتی جمع کر دیے ہیں۔آپ انہیں چُن چُن کر معاشرے کی جبین پر سجایئے تاکہ معاشرہ بھی خوبصورت بن جائے!

اسلام جس صداقت اور سچائی کا تقاضہ کرتا ہے وہ زندگی کے تمام پہلوؤں میں پائی جانی چاہیے۔زبان پر،عمل میں،گفتار میں،کردار میں،معاملات میں،عبادات میں......گویا کہ انسان کی زندگی کے تمام پہلوؤں میں اسلام صداقت اور سچائی کو جاری وساری دیکھنا چاہتا ہے۔زندگی کا کوئی پہلو سچائی سے خالی نہیں رہنا چاہیے۔

و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نمازِ تہجّد کی اہمیت اور فضیلت

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡم. بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَمِنَ الَّيۡلِ فَتَهَجَّدۡبِهٖ نَافِلَةً لَّکَ. عَسٰۤى اَنۡ يَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

اور کسی قدر رات کے حصہ میں جاگئے اور اس میں تہجد پڑھا کیجئے جو آپ کے لئے پنجگانہ نمازوں کے علاوہ زائد چیز ہے۔امید ہے آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں جگہ دیگا۔

حضرات گرامی! سرکار دو عالم ﷺ کی ذاتِ گرامی پر پانچ نمازوں کے علاوہ تہجد کی نماز بھی فرض قرار دی گئی تھی!

نماز تہجد ایک تربیتی کورس ہے

نماز تمام عبادات کا مجموعہ ہے۔نماز ہی مومن اور کافر کے درمیان پہچان کا ذریعہ ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے نماز قائم کرنے اور نماز پڑھنے پر بہت زور دیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ نماز کی ادائیگی کے لئے دنیا کے ہر ملک ہر خطے میں مسلمانوں نے مساجد تعمیر کی ہیں جو اسلامی شعائر کے شاندار مراکز ہیں۔مسلمان پانچ وقت ان میں حاضر ہوتے ہیں اور اپنے قلب وروح کی تسکین کا سامان جمع کرتے ہیں۔

سرکار دو عالم ﷺ پر چونکہ پوری امت کی اصلاح اور رہنمائی کا فریضہ عائد ہوتا ہے اس لئے آپ کی روحانی تربیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے چند خصوصی عبادات آپ کے لئے مزید مختص فرمائی ہیں۔ان میں سے نماز تہجد خصوصی طور پر آپ کے لئے لازم قرار دی گئی جس کے ذریعے کروڑوں

رحمتیں اور برکات آپ پر نازل ہوئیں۔قرب خداوندی کی ایسی ایسی کیفیات لذتیں آپ کو نصیب ہوئیں جو ہر وقت آپ کو رضائے الٰہی اور محبت الٰہی کے دریائے گہر بار میں مستغرق رکھتیں۔نماز تہجد کے سجدے، نماز تہجد کے رکوع، نماز تہجد کے قیام وقعود، نماز تہجد کی تلاوت وتسبیحات آپ کو ایک ایسی معراج عطا کرتیں جس سے آپ ہمہ وقت مسرور ومحظوظ رہتے۔

سجدہ تو ویسے بھی دریائے وحدت کی لذتوں سے سرشار کردیتا ہے لیکن یہی سجدہ اگر نصف رات گزرنے کے بعد اپنی راحتوں کو چھوڑ کر اپنے خدا کے حضور کیا جائے تو اس سجدہ کی لذت اور کیفیت سوا ہو جاتی ہے۔ ویسے تو خدا کو جس وقت پکارو وہ بندے کی پکار کو سن کر اس کی تمام حاجات کو پورا کرتا ہے اس کی پکار کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمایا جاتا ہے۔ لیکن اگر یہی پکار رات کی تاریکی میں نصف رات گزرنے کے بعد کی جائے تو اس میں رحمت اور مغفرت کی عجب مٹھاس بھر دی جاتی ہے اور پکارنے والا محسوس کرتا ہے کہ مجھے کچھ مل گیا ہے۔ اس کے دل میں ایک ایسا سکون اور راحت پیدا ہو جاتی ہے، پکارنے والا سمجھتا ہے کہ مجھے دریائے رحمت سے نوازا جارہا ہے اور وہ اس کی لذت واضح طور پر محسوس کرتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو پانچ نمازوں کے علاوہ تہجد کی نماز کا خاص طور پر حکم دیا تاکہ سینہ نبوت انوارات خداوندی کا خزینہ بن جائے اور پھر آپ کا یہ فیض اس طرح عام ہو جائے کہ آپ کی رحمت وشفقت کی بارش پوری امت پر بہاریں لے آئے!

جو قرآن حکیم کی آیت کریمہ آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی گئی ہے اس میں تہجد پڑھنے کا صلہ بھی بیان کردیا گیا ہے کہ اے محبوب عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا. اس تہجد کے نتیجہ میں آپ کو مقام محمود جیسے عظیم اور بے مثال ولازوال انعام ربانی سے سرفراز فرمایا جائے گا۔

مقام تو محمود نامت محمدؐ

یہ مقام تمام انبیاء علیہم السلام میں سے آپ کی ذاتِ گرامی کو عطا کیا جائے گا۔ مقام محمود آپ کو نماز تہجد کے صلے میں عنایت فرمایا گیا۔ نماز تہجد جہاں روحانی بالیدگی کا ذریعہ ہے وہیں تربیت کا بھی خصوصی کورس ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْأً وَّاَقْوَمُ قِیْلًا.

رات کونماز کے لئے کھڑے ہونانفس کو بہت زیادہ دبانے والا ہے۔

اس وقت (دعایاقرأت میں) جوزبان سے نکلتا ہے وہ بالکل ٹھیک اوردل کے مطابق یعنی دل سے نکلتا ہے۔

خطیب کہتا ہے

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْأً

☆ رات کوخواب گاہ کوچھوڑ کر مصلّے پر کھڑا ہونا یہ بہت مشکل عمل ہے۔

☆ اسی مشقت کی تہجد کے ذریعے مشق کرائی جاتی ہے۔

☆ ایک طرف خواہش نفسانی

☆ ایک طرف خواہش ربانی

☆ ایک طرف رحمت رحمانی

☆ ایک طرف جُہد شیطانی

☆ رحمان چاہتا ہے کہ میرا بندہ میرے دروازے پر آجائے

☆ شیطان چاہتا ہے کہ میرا مرید خدا کے دروازے پر نہ جائے

آخر

امتحان کا پرچہ پڑتا ہے......اور

رات ہے اور بستر ہے

راحت ہے اور بستر ہے

خدا کا بندہ اس کی عطا کردہ توفیق سے اُٹھتا ہے۔سخت سردی ہے، ٹھٹھرتی ہوئی رات ہے، یخ بستہ ہواؤں نے پورے ماحول کو لپیٹ میں لے رکھا ہے۔

مگراللہ کا بندہ تمام بندھنوں کوتوڑ کراٹھتا ہے، ٹھنڈے پانی سے وضوکرتا ہے، سردی کے موسم میں، ٹھنڈے کمرے میں تہجد کے لئے مصلّے پر کھڑا ہو جاتا ہے۔اپنے رب کے حضور! اپنے مالک

کے حضور...... اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْأً ......اسی محنت کو اسی مشقت کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ رات کو اُٹھنا نفس کے لئے بہت دشوار ہے مگر جو شخص آ گیا اور اپنی تمام خواہشات کو قربان کر دیا اور شیطان کی تمام تدبیروں پر پانی پھیر دیا...... پھر کیا ہے! پھر رحمت خداوندی اس کو آغوش میں لے لے گی۔ پھر اس کی التجاؤں کو سنا جائے گا۔ اس کی فریاد کو پورا کیا جائے گا۔ اس کی آرزوؤں کی تکمیل ہوگی۔ خدا کی رحمتیں اس کو گھیر لیں گی۔ اس کا چہرہ اس کی پیشانی تہجد کے سجدوں سے ماہتاب بن جائیں گی، اس کے دل کو ایک عجیب طمانیت عطا کر دی جائے گی، اس کی آنکھوں میں ایک خاص قسم کی کشش رکھ دی جائے گی۔ ایسی کشش کہ اس کی تاثیر سے اس کے سحر سے پورے ماحول میں ان سجدوں اور التجاؤں کا شعور بیدار ہو جائے گا اور نہ جانے کتنے خدا کے بندے انہی شب بیدار نفوس قدسیہ کی وجہ سے خدا کے ہاں راتوں کو رونے کے لئے تڑپ تڑپ کر باہر نکل آئیں گے اور راتیں ان کی آہیں اور سسکیوں سے معمور ہو جائیں گی...... اور بالآخر انہیں قیامت کے دن سرکار دو عالم ﷺ کے قدموں میں مقام محمود کے قریب قریب کہیں نہ کہیں جگہ مل جائے گی اور پھر یہ رحمتِ رب اور شفاعت مصطفیٰ کے چھینٹوں سے بہرہ ور ہو جائیں گے۔ سبحان اللہ کیا مقدر ہوگا اور کتنے اچھے نصیب ہوں گے اور کتنا بلند ستارہ ہوگا۔

خدا نے سند عطا کر دی

ارشاد ہوتا ہے کہ

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا

ان کے پہلو (اس وقت میں جو لوگوں کے سونے کا خاص وقت ہے) خوابگاہوں سے الگ رہتے ہیں۔ وہ اس وقت اپنے پروردگار سے امید و بیم کے ساتھ دعائیں کرتے ہیں۔

خطیب کہتے ہے

☆ رات کو بستر چھوڑنا اور خدا کا دامن پکڑنا

☆ گھر کا دروازہ چھوڑنا مالک کا دروازہ پکڑنا

☆ راحت کو چھوڑنا مشقت کو اختیار کرنا

☆ نیند کو چھوڑنا اور بیداری کو قبول کرنا

یہ خداوند قدوس کی اس قدر محبوب چیزیں ہیں جو بندہ بھی انہیں اختیار کرے گا رحمت کے خزانے لوٹ لے گا۔

☆ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ......اپنے رب کو پکارتے ہیں

☆ رات کی تاریکیوں میں اپنے رب کو پکارتے ہیں۔

☆ اپنی پکار، اپنی فریاد، اپنی دعائیں، اپنی التجائیں اپنے رب سے کرتے ہیں۔

☆ مولویوں سے نہیں، پیروں سے نہیں، غیروں سے نہیں۔

☆ قبروں سے نہیں، مزاروں سے نہیں، بلکہ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ

ملا جی بولو نا......؟ اب تمہیں سانپ سا سونگھ گیا ہے۔ اب تمہیں کس نے زہر دے دیا ہے، چپ کیوں سادھ لی ہے، بولتے کیوں نہیں ہو! یہ اللہ کے بندے جورات کو اپنے تمام آرام اور سکون کو چھوڑ کر تہجد ادا کرنے کے لئے مصلّے پر کھڑے ہو گئے ہیں یہ کس کو پکارتے ہیں۔ ان کی کس ادا کو خدا نے خصوصی طور پر پسند کیا ہے، وہ ہے یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ۔ وہ اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اس پکار کا کیا صلہ ملے گا۔ ان سجدوں کی کیا قیمت پڑے گی۔ ان جھولیوں میں کیا ڈالا جائے گا۔ پہلا صلہ تو یہ دیا ہے کہ ان کی اس ادا کو ان کی اس محنت کو ان کی اس ریاضت کو ان کی اس عبادت کو میں نے اپنے کلام میں اپنے قرآن میں ذکر کر دیا۔ جہاں جہاں قرآن جائے گا، ان کی عظمتوں کا تذکرہ ہوگا۔ ان کی رفعتوں کا تذکرہ ہوگا۔ خدا کی رحمتوں کی بارش ان پر تسلسل سے ہوتی رہے گی۔

تہجد گزاروں کے لیے تحفہ

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ. جَزَآءً م بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

کسی کو معلوم نہیں جو پوشیدہ ہے ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بدلہ ہے ان کا جو وہ کرتے ہیں!

اس آیت کریمہ میں اس اجر صلہ اور تحفہ کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ نے تہجد گزاروں کے لئے رکھا ہوا ہے۔

مخفی تحفہ...... دیکھا جاتا ہے کہ دنیا میں ماں اپنے لاڈلے بیٹے سے کہتی ہے کہ اگر تم اچھے کام کرو گے، مدرسے جاؤ گے یا قرآن حفظ کرو گے یا سکول جاؤ گے تو میں تمہیں ایک ایسی خوبصورت چیز دوں گی جس کا گھر بھر میں کسی کو علم نہیں ہوگا۔

یا ماں اپنے چہیتے بیٹے کے لئے سب سے مخفی کوئی من پسند چیز چھپا کر رکھ لیتی ہے اور وہ چیز اسی پیارے بیٹے کو دی جاتی ہے جو ماں کو انتہائی لاڈلا ہو۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے سے اس سے کہیں زیادہ پیار ہوتا ہے جو ایک ماں کو اپنے چہیتے بیٹے سے ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جو رات کی تاریکیوں میں اُٹھ کر اس کو پکارتے ہیں اور تہجد کی نماز کے سجدوں میں رو رو کر اس کی دہائی دیتے ہیں اس سے پیار کرتے ہیں۔ قیامت میں ایسا تحفہ عنایت فرمائیں گے جو ان کی آنکھوں کو ٹھنڈا کر دے گا، جس کی آنکھیں ٹھنڈی کر دی گئیں، جس کا دل ٹھنڈا کر دیا گیا وہ اس قدر خوش نصیب انسان ہوگا جس پر رشک کیا جائے گا۔ یہ صلہ اس کو اس لئے دیا جائے گا کہ وہ رات کے آرام کو چھوڑ کر، رات کے سکون کو چھوڑ کر، رات کی نیند کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو گیا۔ تلاوت تسبیحات سے اپنے خالق و مالک کو راضی کر لیا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے اس کی اس ریاضت کو قبول فرما کر اس کی آنکھوں کو ٹھنڈا کر دیا اور اس کے قلب و جگر کو تسکین اور طمانیت کی دولت سے مالا مال کر دیا...... سبحان اللہ

حدیث قدسی میں اس تحفے کا وعدہ

سرکار دو عالم ﷺ کو ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ بشارت دیتے ہیں کہ میں اپنے ایسے بندوں کو جو راتوں کو اٹھ کر اس کی عبادت کرتے ہیں، اس کو پکارتے ہیں، اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے، ہیں ایسے ایسے تحفے عنایت فرماؤں گا کہ

اعددت لعبادی الصّالحین مالا عین رأت. ولا اذنٌ سمعت ولا خطر علیٰ قلب بشرٍ...... و اقرؤ وا ان شئتم فلا تعلم نفسٌ ما اخفی لھم من قرّۃ اعینٍ

میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار کی ہیں جن کو کسی آنکھ نے دیکھا نہیں ہے نہ کسی کان نے سنا ہے نہ کسی کے دل میں اس کا خیال گزرا ہے۔

اگر تم چاہوتو اس آیت کریمہ کو پڑھ لو کہ کوئی شخص نہیں جانتا جو میں نے ان کے لئے چھپا رکھی ہیں وہ چیزیں جن سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی!

خطیب کہتا ہے

☆ تہجد کے سجدے بھی ایسے وقت میں ہوتے ہیں، جب کوئی نہیں دیکھتا

☆ تہجد کا تحفہ بھی وہی دیا جائے گا جس کو کسی نے نہیں دیکھا ہوگا!

تہجد گزاروں کی عظمت کا سبب

اللہ تعالیٰ تہجد گزاروں کی عظمت اور بزرگی کا سبب بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ

كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ .وَبِالْاَسْحَارِهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ......

وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے تھے اور شب کے آخری حصے میں استغفار کرتے تھے!

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تہجد گزاروں کی فضیلت کا سبب بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ رات کو کم سوتے تھے اور رات کے آخری حصے میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگا کرتے تھے۔ آج ان کے ان اعمال کی وجہ سے انہیں محشر میں عزت وعظمت کی بلندیاں نصیب فرمائی ہیں۔

خطیب کہتا ہے

☆ رات کو جاگنا اور کم سونا

☆ رات کو خدا کے حضور گڑ گڑا کر عاجزی کرنا

☆ راتوں کو یاد دلبر میں رونا

☆ رات کو جاگنا

☆ گریہ سحر گاہی

یہ دو عمل کرنے والا خدا کے خزانے لوٹ لیتا ہے۔

☆ لوگ وظیفہ پوچھتے ہیں کہ کوئی وظیفہ بتائیں یا تعویذ دیں جس سے میری دین و دنیا سدھر جائے سنور جائے۔

☆ میں کہتا ہوں اس سے بڑا اور کوئی وظیفہ اور عمل نہیں ہے۔ رات کو اُٹھیں اور تہجد پڑھیں۔

بس خدا کے دروازے پر سجدہ ریز ہو جائیں۔اس کی رحمتوں سے ہم آغوش ہو جائیں۔اس کے دامن رحمت کو تھام لیں۔

☆ دیکھیں پھر آپ کی دین و دنیا میں نکھار آتا ہے کہ نہیں؟

☆ پھر قدرت کا رنگ دیکھئے۔

☆ پھر قدرت کی نوازشات دیکھئے۔

☆ پھر قدرت کی عنایات دیکھئے۔

☆ پھر قدرت کی عطا کے دروازے کھلتے دیکھئے۔

☆ یار ایک دفعہ میرے رب کو آزمایئے تو سہی۔

☆ ایک دفعہ میرے رب سے مانگئے تو سہی۔

گریہ سحر گاہی

رونا تو ویسے ہی خدا کے حضور اس کی رحمتوں کو لوٹنا ہے، مگر یہی رونا اگر سحر کے وقت ہوگا، تہجد کے وقت ہوگا، رات کے آخری وقت ہوگا۔ یہ رونا بہت قیمتی بن جائے گا۔اس رونے کا ایک ایک آنسو لاکھوں پر بھاری ہو جائے گا۔

☆ آنسو جو خدا کے حضور گرتا ہے وہ خدا کی رحمتوں کو لوٹ لیتا ہے اور بندے کے لئے خداوند قدوس کے قرب کا ذریعہ بن جاتا ہے۔سبحان اللہ

وَبِا لْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ط

☆ سُجَّدًا وَقِيَامًا. اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا.

جو اپنے رب کے سامنے سجدے اور قیام میں رات گزارتے ہیں۔

خطیب کہتا ہے

سجدہ

قیام

☆ اللہ کا سجدہ

☆ اللہ کے دربار میں قیام

☆ دو صفتیں اللہ کے بندے کو مقام خداشناسی پر فائز کرتی ہیں۔

☆ اقبال مقام خودآ گاہی پر زور دیتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جب بندہ خودآ گاہ ہوجاتا ہے تو پھر دوسری منزل خداآ گاہی ہوتی ہے۔

☆ اور خداآ گاہی کی منزل

☆ یا خدا کے حضور قیام سے ملتی ہے۔

خدا کے سامنے کھڑا ہے

ہاتھ باندھے ہوئے ہے

زبان پر تلاوت جاری ہے

زبان پر تسبیحات ہیں

جب کہا جھک جاؤ تو جھک گیا

جب کہا کھڑے رہو، کھڑا رہا

جب کہا ہاتھ چھوڑ دو ہاتھ چھوڑ دیے

جب کہا ہاتھ باندھ لو ہاتھ باندھ لیے

سبحان اللہ

تعمیل ہی تعمیل ہے، بندگی ہی بندگی ہے

اطاعت ہی اطاعت ہے

☆ خداآ گاہی کی منزل یا خدا کے حضور قیام سے ملتی ہے اور یا خدا کے حضور سجدہ ریز ہونے سے ملتی ہے۔

قیام کے بعد سجدہ

سر زمین پر رکھ دیا، پیشانی عاجزی کے آخری درجہ میں پہنچ گئی، اکڑا ہوا سر جھک گیا، سب غرور ختم ہو گیا، سب بلندیاں مٹ گئیں، سب ناز نخرے ختم ہو گئے۔ سب شوخیاں ختم ہو گئیں، جسم انکساری، عاجزی، آخری حدود میں پہنچ گئی اور زبان نے کہا۔ سبحان ربی الاعلیٰ

بس پھر کیا تھا اعلان ہو گیا تیرا قیام منظور تیرا سجدہ قبول......بس میں یہی چاہتا ہوں مجھے یہی پسند ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا.

سبحان اللہ

ذرا دیکھئے

ذرا سنیئے

یہ قیام طعام کے لئے نہ ہو، یہ قیام مخلوق کے لئے نہ ہو۔

☆ یہ قیام اللہ کے لئے ہو

☆ اور ذرا دیکھئے اور سنیئے

☆ یہ سجدہ غیر اللہ کے لئے نہ ہو، پیروں فقیروں کے لئے نہ ہو۔

☆ ملنگوں اور راہبوں کے لئے نہ ہو

یہ سجدہ صرف اور صرف **لِرَبِّهِمْ** ......اپنے رب کے لئے ہو تو پھر اس سجدے اور قیام کی قیمت پڑے گی۔ ورنہ اگر یہی سجدہ وقیام غیر کے لئے ہوا اور اس میں ثواب کی نیت پیدا کر لی گئی تو خدا اس قدر غیرت والا ہے کہ تمہارے اسی سجدہ اور قیام کو تمہارے منہ پر دے مارے گا۔ اسے شرک پسند نہیں ہے۔ وہ اپنی عبادت میں کسی غیر کو شریک کرنا بدترین جرم اور بدترین گناہ سمجھتا ہے۔

اس لئے ......قیام بھی خالص لوجہ اللہ ہو

اور سجدہ بھی خالص لوجہ اللہ ہو

قیام بھی اللہ کے لئے

اور

سجدے بھی اللہ کے لئے

تہجد گزار کا مرتبہ اُونچا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ.

بھلا ایک شخص جو رات کے اوقات میں سجدہ و قیام کی حالت میں عبادت اور آخرت سے خوف کر رہا ہو اور اپنے پروردگار کی رحمت کی امید کرتا ہو کیا ایسا شخص اور (مشرک) برابر ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ آپ ہی بتایئے کہ سمجھ والے اور بے سمجھ برابر ہو سکتے ہیں۔ وہی سوچتے ہیں جن کو عقل ہو۔ اس آیت کریمہ میں بھی قیام لیل کی افضلیت کو حسین انداز سے بیان فرمایا گیا ہے۔

☆ رات کو سجدے کرنے والا

☆ رات کو قیام کرنے والا

☆ رات کو فکر آخرت سے رونے والا

☆ ان تمام حلقوں سے بازی لے گیا جو ان صفات سے دور ہیں۔

☆ یہ فکر صرف سمجھ دار لوگوں کو حاصل ہو سکتی ہے۔

☆ حضرات گرامی! ان آیات کریمہ میں ان اوصاف حمیدہ کا تذکرہ ہے جو تہجد گزاری سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس کی تاکید و ترغیب بار بار کی گئی ہے۔ ان اوصاف حمیدہ کی بار بار تحسین کی گئی ہے تاکہ انہیں پوری امت حرز جان بنالے۔ جو شخص بھی دینی ذمہ داری امت کو سونپنے کے لئے میدانِ عمل میں آئے گا تہجد کے سجدے، تہجد کی التجائیں اور دعائیں اس کیلئے راستے ہموار کریں گی۔ تہجد ایک ایسا ہتھیار ہے جو مبلغ اور داعی کے لئے بہت ہی مؤثر کردار ادا کرتا ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ کو اسی لئے تہجد کا حکم دیا گیا ہے تاکہ آپ کی ایسی تربیت ہو جائے جس سے آپ کے لئے تمام دشواریاں آسان ہو جائیں۔ اس لئے آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ آپ کو تہجد کا حکم خصوصی طور پر عطا

فرمایا گیا ہے اور آپ نے بھی اس کو اس وثوق اور اعتماد جذبے اور ولولے سے نبھایا کہ تہجد گزاروں کے لئے روشنی کا مینار قائم کر دیا............سبحان اللہ العظیم

حضور اکرم ﷺ کو تہجد کے لئے خصوصی ہدایات

☆ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّیْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّھَارِ لَعَلَّکَ تَرْضٰی

اور کچھ گھڑیوں میں رات کو پڑھا کر اور دن کی حدوں پر تاکہ تو راضی ہو جائے!

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو شام و سحر اپنی تسبیحات پڑھنے کا حکم دیا ہے اسی طرح امت بھی اس کی مخاطب ہے۔

خدا کے ذکر میں تسبیح و تحمید میں شام کے وقت اور سحر میں مشغول رہنا انسانی قلوب کو جلا بخشتا ہے۔

☆ اِنَّ رَبَّکَ یَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْمُ اَدْنٰی مِنْ ثُلُثَیِ الَّیْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِیْنَ مَعَکَ

بیشک تیرا پروردگار جانتا ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھ والوں میں سے ایک جماعت (کبھی) دو تہائی رات کے قریب اور کبھی آدھی رات اور (کبھی) تہائی رات نماز میں کھڑے رہتے ہیں۔

☆ ایک مقام پر ارشاد ہے کہ

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ.

اور جب آپ (تبلیغ واحکام) سے فارغ ہو جایا کریں تو دوسری عبادت میں محنت کیا کریں!

یہ سب کی سب ہدایات ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے محبوب کو جن پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے آپ کو مشن نبوت کی ادائیگی میں آسانیاں پیدا ہوں گی! اور آپ کے بوجھ ہلکے ہو جائیں گے اور آپؐ کے قلب اطہر کو خصوصی قوت اور سکینہ عطا ہوگا۔ دنیا نے دیکھا کہ آپ نے پہاڑ جیسی مضبوط دشمن طاقتوں کو کس طرح مسخر فرمالیا اور ان کے ارادوں کو اپنے مولیٰ کے فضل اور نصرت سے خاک میں ملا کر رکھ دیا............رہے نام اللہ کا

حدیث اوّل، نماز تہجد رسول اللہ ﷺ کی نظر میں

عن ابی ھریرہ رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول اللّٰہ ﷺ افضل الصلوٰۃ بعد الصلوٰۃ المکتوبة الصلوٰۃ فی جوف الّیل. (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فرض نماز کے بعد سب سے افضل درمیان رات میں نماز ہے (یعنی تہجد)

حدیث ثانی

عن ابی امامة قال قال رسول اللّٰہ ﷺ علیکم بقیام الّیل فانّه دأب الصالحین قبلکم و ھو قربةٌ لکم بربّکم و مکفرةٌ للسیّاٰت و منھاةٌ عن الاثم. (ترمذی)

حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ضرور پڑھا کرو تہجد کیونکہ وہ تم سے پہلے صالحین کا طریقہ اور شعار رہا ہے اور قرب الٰہی کا خاص وسیلہ ہے اور وہ گناہوں کے بُرے اثرات کو مٹانے والی اور معاصی سے روکنے والی چیز ہے!

نماز تہجد کی چار خصوصیتیں

☆ نماز تہجد اولیاء اللہ کا طریقہ اور شعار رہا ہے

☆ نماز تہجد اللہ کے قرب کا بہترین نسخہ ہے

☆ نماز تہجد گناہوں کو ختم کرنے کا نسخہ کیمیا ہے

☆ نماز تہجد گناہوں سے روکنے کا ذریعہ بنتی ہے

گویا کہ سجدہ گزار

☆ ان تمام انوارات وثمرات کو سمیٹتا ہے جو اس کے ادا کرنے والوں کو حاصل ہوتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس کی توفیق ارزانی نصیب فرمائے۔

حدیث ثالث: تہجد کے وقت گناہ گاروں کو بخشش کے لئے آوازیں دی جاتی ہیں

عن ابی ھریرہؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ینزل ربّنا تبارک و تعالیٰ کلّ لیلۃٍ الی السّماء الدنیا حین یبقیٰ ثلث الّیل الاخر یقول من یدعونی فاستجیب لہٗ من یّسئا لُنی فاعطیه من یستغفرنی فاغفرله. (بخاری)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ہمارا مالک اور رب تبارک وتعالیٰ ہر رات کو جس وقت آخری تہائی رات باقی رہ جاتی ہے۔ سماء دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے، میں اس کو عطا کروں، کون ہے جو مجھ سے مغفرت اور بخشش چاہے میں اس کو بخش دوں۔

☆ خداوند قدوس کے آسمان دنیا پر آنے سے مراد محدثین نے اس کی رحمتوں کا متوجہ ہونا لیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ خصوصی طور پر بندوں کی طرف تہجد کے وقت توجہ فرماتے ہیں اور ان پر اپنی رحمتوں کے خزانے بانٹتے ہیں۔

کس قدر خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو تہجد کے وقت خداوند قدوس کی رحمتوں سے اپنے دامن کو مالامال کرتے ہیں۔

حدیث رابع

عن عمرو بن عبسۃ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ اقرب ما یکون الربّ من العبد فی جوف الّیل الاخر فان استطعت ان تکون ممّن یذکرو اللّٰہ فی تلک السّاعۃ فکن. (ترمذی)

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندے سے سب سے زیادہ قریب رات کے آخری درمیانی حصے میں ہوتا ہے پس اگر تم سے ہو سکے تو تم ان بندوں سے ہو جاؤ جو اس مبارک وقت میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں، تو تم ان میں سے ہو جاؤ۔

☆ نماز ذکر کا مجموعہ ہے۔ اقم الصلوٰۃ لذکری.

☆ اس لئے تہجد کی نماز کے لئے جب کوئی اللہ کا بندہ اٹھتا ہے اور تہجد کی نماز ادا کرتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کا خصوصی قرب حاصل ہو جاتا ہے!

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں

حضرت جنید بغدادیؒ جو اولیاء اللہ میں ایک امتیازی مقام رکھتے ہیں، ان کی وفات کے بعد کسی اللہ والے کو ان کی خواب میں زیارت ہوئی۔ اس اہل دل نے حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ وفات کے بعد قبر میں کیسے گزری اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا معاملہ فرمایا تو حضرت جنید بغدادیؒ نے اس اللہ والے کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ

تاہت العبارات و فنیت الاشارات و ما نفعنا الّا رکعاتٌ صلّینا ھا فی جوف الّیل.

یعنی حقائق و معارف کی جو اونچی اونچی ہم عبارات و اشارات میں کہا کرتے تھے، وہ سب وہاں ہوا ہو گئیں۔ صرف تہجد کی وہ رکعتیں کام آئیں جو ہم رات کے پچھلے حصے میں پڑھا کرتے تھے۔

سبحان اللہ

کیا عجیب ارشاد گرامی ہے حضرت جنید بغدادیؒ کا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تہجد کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے دامنِ رحمت میں جگہ عنایت فرمائے!

ہمارا شغل ہے راتوں کو رونا یادِ دلبر میں
ہماری نیند ہے محوِ خیالِ یار ہو جانا

و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

آخر موت ہے

نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡم. بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

كُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ

اَيۡنَ مَاتَكُوۡنُوۡا يُدۡرِكُكُّمُ الۡمَوۡتُ وَلَوۡ كُنۡتُمۡ فِیۡ بُرُوۡجٍ مُّشَيَّدَةٍ

ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

اے انسانو تم جہاں کہیں بھی ہو، خواہ تم مضبوط اور بلند گنبد کے اندر ہی بند ہو کر چھپ جاؤ مگر موت تم کو پالے گی اور تم موت کے آہنی پنجوں سے ہرگز ہرگز نہ بچ سکو گے۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمۡ لَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ سَاعَةً وَّلَا يَسۡتَقۡدِمُوۡنَ

کوئی شخص بھی اپنی موت سے ایک گھڑی آگے پیچھے نہیں ہو سکے گا۔

حضرات گرامی! آج کی تقریر کا عنوان موت ہے۔ موت ایسا موضوع ہے، ایسا عنوان اور ایسا مسئلہ ہے جو اختلاف سے بالاتر ہے۔ دنیا میں ہر مسئلے، ہر نظریے، ہر فلسفے پر اختلافات موجود ہیں مگر دنیا کے کسی خطے اور کسی فلسفے اور نظریے میں موت سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ہر شخص ہر قوم ہر گروہ اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ کسی نہ کسی دن اس عمر ناپائیدار کو ختم ہونا ہے۔ زندگی کے یہ تمام منصوبے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔ موت آئے گی اور تمام منصوبوں کو خاک میں ملا کر رکھ دے گی۔

موت ناقابلِ تردید حقیقت ہے اور اٹل اور نہ بدلنے والا فیصلہ ہے جو کسی صورت بھی اپنے وقت سے ادھر اُدھر نہیں ہوسکتا۔ اس لئے جو لوگ موت کے اس ناقابلِ تنسیخ لمحے سے باخبر ہیں وہ

موت کے بعد آنے والی زندگی کے لئے کچھ نہ کچھ تیاری کرتے رہتے ہیں اور انہیں یہ فکر دامن گیر رہتی ہے کہ کسی طرح ان کی زندگی کے وہ لمحات بھی قیمتی بن جائیں جو موت کے بعد آنے والے ہیں۔ یہ فکر صرف ان لوگوں کو ہے جو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر ایمان لائے ہیں اور فکر آخرت اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔ جن کا یہ عقیدہ ہے کہ موت کے بعد ایک ابدی زندگی آئے گی اور اس ابدی زندگی کو تابندہ اور درخشندہ بنانے کے لئے اس دنیاوی زندگی کو سنہری اور قیمتی بنانا ہے!

موت کا ذکر قرآن حکیم نے مختلف انداز سے مختلف مقامات پر فرمایا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ حضرات کے سامنے موت کا ذکر اس ترتیب سے کروں جو آسانی سے آپ کو سمجھ آسکے۔ اللہ تعالیٰ مجھے شرح صدر سے بیان کرنے کی توفیق نصیب فرمائے!

موت کا تعارفی خاکہ

موت اپنا تعارف خود کراتی ہے

☆ **انا الموت...... انا الموت...... انا الّذی افرّق...... بین البنات والامّهات............**

میں موت ہوں، میں موت ہوں، میں وہی موت ہوں جو ماؤں اور بیٹیوں کے درمیان جدائی ڈالتی ہے۔

☆ **انا الموت الّذی افرّق بین الاخ والاخواۃ**

میں وہی موت ہوں جو بھائی اور بہنوں کے درمیان جدائی ڈالتی ہوں!

☆ **انا الموت الّذی افرّق بین کلّ حبیبٍ**

میں وہی موت ہوں جو دوستوں کو دوستوں سے جدا کرتی ہوں!

☆ **انا الموت الّذی افرّق بین الزوج والزوجۃ**

میں وہی موت ہوں جو میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالتی ہوں!

☆ **انا الموت الّذی اخرّب الدیّار والقصور**

میں وہی موت ہوں جو محلّات اور گھروں کو ویران کرتی ہوں!

☆ **انا الموت الّذی اعمّر القبور**

میں وہی موت ہوں جو قبریں تیار کراتی ہوں۔

☆ **لا یبقٰی مخلوقٌ الّا یذوقنی**

مخلوق کا کوئی طبقہ میری دسترس سے باہر نہیں رہ سکے گا۔

حضرات محترم! اگر صرف موت کے اسی تعارفی خاکے کو ہی پیش نظر رکھ لیا جائے تو زندگی کا پورا نقشہ سامنے آ جائے۔ گھر بار، بنگلے، کاریں، کارخانے، فیکٹریاں، زمینداری اور تجارت، رات دن کی بھاگ دوڑ، اور نمائش، یہ رونقیں اور رعنائیاں، بادشاہتیں اور اقتدار، یہ سب کچھ موت کے ایک حملے سے تہس نہس ہو جائیں گے! ویرانی چھا جائے گی کوئی چیز بھی موت کو مؤخر نہیں کر سکے گی۔

موت بہر حال آنی ہے

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْکُم ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰی عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ. (پ ۲۸ سورہ جمعہ)

فرما دیجئے جس موت سے تم فرار کرتے ہو، وہ تمہیں ضرور ملے گی اور تمہیں اس کی طرف لوٹنا ہے جو سب ظاہر و باطن کا علم رکھتا ہے اور تمہارے اعمال سے تمہیں متنبہ کرے گا!

حضرات گرامی! موت آپ سے اجازت لے کر نہیں آئے گی۔ جس وقت موت کے آنے کا وقت آ گیا وہ آ جائے گی۔ نہ تو اسے بادشاہوں کے قلعے روک سکیں گیں اور نہ ہی بلند و بالا دیواریں اس کی راہ میں حائل ہوں گی! موت آئے گی۔

نبی ہے تو موت آئے گی
ولی ہے تو موت آئے گی
قطب ہے تو موت آئے گی
ابدال ہے تو موت آئے گی

بادشاہ ہے تو موت آئے گی

فقیر ہے تو موت آئے گی

وزیر ہے تو موت آئے گی

مومن ہے تو موت آئے گی

کافر ہے تو موت آئے گی

موت آئے گی تو سب کے لئے مگر اس کا سلوک ہر ایک سے مختلف ہوگا!

موت انبیاء علیہم السلام کے دروازے پر

جب انبیاء علیہم السلام کے دروازے پر موت آئے گی تو اس کا انداز نیاز مندانہ ہوگا۔ ادب و احترام سے حاضری دے گی اور اجازت طلب کرے گی اور نہایت ادب واحترام سے پیش آئے گی اور پھر قدرت کا وہ فیصلہ نافذ ہو جائے گا جو صادر ہو چکا ہوگا۔

موت اولیاء اللہ اور مومنین کے دروازے پر

موت اولیاء اللہ کے دروازے پر بھی آئے گی مگر اس کا انداز یہاں بھی ادب واحترام کا ہوگا۔ مومن نے جو زندگی بھر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے وقت گزارا ہوگا

عبادت میں خدا کی رضا

ریاضت میں خدا کی رضا

سخاوت میں خدا کی رضا

گفتار میں خدا کی رضا

رفتار میں خدا کی رضا

خلوت میں خدا کی رضا

جلوت میں خدا کی رضا

آج جب مومن پر موت آئے گی تو اعمال کے اچھے اثرات سامنے آجائیں گے۔ اس کی زندگی بھر کی پونجی اور سرمایہ کام آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کے دربار سے اس مومن کی روح قبض کرنے کے

لئے خوبصورت نورانی شکل والے فرشتوں کو بھیجا جائے گا۔ ملائکہ کی ٹیم بھی ایسی ہوگی جو حسن خاتمہ کی دلیل ہوں گے، ان کے روشن چہرے ہی روشن مستقبل کے ضامن ہوں گے!

☆ سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ ملک الموت جب کسی نیک اور صالح بندے کی روح قبض کرنے کے لئے تشریف لاتے ہیں تو اس شان کے ساتھ آتے ہیں کہ ان کے ساتھ خوبصورت اور حسین چہرے والے فرشتوں کی ایک مقدس جماعت ہوتی ہے۔ یہ فرشتے جنتی کفن اور بہشتی خوشبو لے کر آتے ہیں اور ملک الموت اپنے نرم اور شیریں لہجے سے یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ

☆ **اُخرجی ایتّھا النّفس الطیّبة کانت فی الجسد الطیّب اخرجی حمیدة وابشری بروحٍ و ریحانٍ و ربّ غیر غضبان**

یعنی نکل اے پاک جان جو پاک بدن میں تھی نکل۔ تو قابل تعریف ہے اور تو راحت اور خوشبو اور اس ربّ کی بشارت حاصل کر جو تجھ سے کبھی ناراض نہیں ہوگا۔

خطیب کہتا ہے

موت ہر ایک کو آنی ہے مگر خدا کے مقبول بندے ہنستے کھیلتے موت کا استقبال کرتے ہیں!

اقبال نے عجیب انداز سے اس تمام مضمون کو اپنے ایک شعر میں سمو دیا۔ اقبال کہتے ہیں کہ

نشان مرد مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلب او

☆ یعنی مرد مومن کی ایک نشانی تمھیں بتاتا ہوں کہ جب اس کو موت آتی ہے تو اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نمودار ہو جاتی ہے اور وہ ہنستے ہوئے موت کا استقبال کرتا ہے۔

چوں مرگ آید تبسم برلب او

موت آنے پر مردِ مومن کے ہونٹوں پر تبسم کیوں آئے گا؟ اس لئے تبسم آئے گا کہ مومن کے سامنے اپنی کمائی ہوئی دولت کے ثمرات آجائیں گے۔ قرآن کی بشارتیں سامنے آجائیں گی۔ خدا اور رسول ﷺ کے سچے وعدے اس کے سامنے ایک ایک کر کے آموجود ہوں گے۔ اس کو کہا جائے

گا

☆ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ.

☆ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ. وَلَکُمْ فِیْھَا مَاتَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ . نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ.

یعنی جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ اسی عقیدے پر مرتے دم تک قائم رہے تو ان پر (موت کے وقت) فرشتے اترتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ تم نہ ڈرو نہ غم کرو اور اس جنت پر خوشی مناؤ جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا۔ ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے اس جنت میں ہر وہ چیز ہے جس کو تمہارا جی چاہے! اور تمہارے لئے اس جنت میں ہر وہ شے ہے جسے تم مانگو کیونکہ ہر جنتی غفور رحیم کا مہمان ہوگا۔

مردمومن کے لئے مسرت کی گھڑیاں

☆ مردمومن کے لئے مستقبل کی بشارتیں

☆ مردمومن کے تبسم کے اسباب

☆ تم پر اب کوئی خوف نہیں ہوگا

☆ تم پر اب کوئی غم نہیں ہوگا

☆ تمہارے لئے جنت کی بشارت ہے جس کا تمہارے ساتھ وعدہ تھا۔

☆ ہم تمہارے دنیا میں بھی دوست تھے اور اب آخرت میں بھی دوست ہیں۔

☆ جنت میں اب تمہاری خواہشات کے مطابق انعامات دیے جائیں گے۔

☆ جنت میں اب تمہارے ساتھ وعدوں کی تکمیل ہوگی!

☆ تم جنت میں غفور رحیم کے مہمان ہوگے۔

سبحان اللہ

جب یہ تمام انعامات کی فہرست مومن کے سامنے آئے گی تو پھر یہی سماں اس کے سامنے ہوگا

کہ

نشانِ مردِ مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلب او

☆ جنت میں مومن مہمان ہوگا خدا میزبان ہوگا

☆ میزبان اپنی شان کے مطابق، مہمان نوازی کرے گا

☆ جس قدر میزبان اعلیٰ وارفع ہے اس قدر اس کی مہمان نوازی بھی اعلیٰ وارفع ہوگی۔

☆ مہمان کی فرمائشیں بھی پوری کی جائیں گی۔

وَلَكُمْ فِيهَا مَاتَشْتَهِيٓ اَنْفُسُكُمْ

اس لئے چومرگ آید تبسم برلب او

☆ جب فرشتے مومن کی روح قبض کرتے وقت اس کو پاکیزہ روح اور جسد قرار دے دیں گے اور اس کے لئے جنت کی دائمی بشارت سنا دیں گے تو اب اس کے لئے خوشی اور مسرت کے سوا اور کیا باقی رہ جاتا ہے۔

روحٌ ریحان کی بشارت موت کے وقت مرنے والے کو تمام خوشیوں سے مالا مال کردے گی۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر جب موت کا وقت آئے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لئے اس قدر آسانیاں پیدا کردی جائیں گی کہ یہ وقت ان کا نہایت آسانی سے گزر جائے گا اور پہلے مرحلے میں ہی کامیابی حاصل کرلیں گے!

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا آخری وقت

اس مقام پر میں آپ حضرات کے سامنے ایک واقعہ سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا بیان کرنا چاہتا ہوں جو حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ نے مثنوی شریف میں بیان فرمایا ہے جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ مومن کے لئے موت کسی غم اور پریشانی کا باعث نہیں ہوتی، بلکہ مومن موحد نہایت خوشی اور مسرت سے موت کا استقبال کرتا ہے۔ مولانا رومی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ

چوں بلالؓ از ضعف شد ہم چوں ہلال

رنگِ مرگ افتاد بر روئے بلالؓ

☆ جب حضرت بلالؓ کمزوری اور نقاہت سے پہلی رات کے چاند کی طرح دبلے ہو گئے اور موت کے آثار حضرت بلالؓ کے چہرے پر نمودار ہو گئے تو اس پر ان کی اہلیہ محترمہ کو نہایت صدمہ ہوا اور انہوں نے فرمایا کہ

جفت رو دیدش بگفتا واحرب

پس بلالش گفت نے نے واطرب

یعنی ان کی بیوی نے جب یہ منظر دیکھا تو شدت اضطراب سے بے قرار ہو گئیں اور بے اختیار ہو گئیں منہ سے یہ لفظ نکل گیا کہ

واحر باہ! یعنی ہائے رب میری مصیبت

بیوی کی زبان سے یہ لفظ سن کر تڑپ کر جلال میں آ گئے اور فرمایا کہ

لا تقولی و احرباہ بل قولی و اطرباہ القیٰ غدًا لاحبّةٍ محمّدٍ و صحبه

یعنی اے بیوی تم یہ مت کہو کہ ہائے رے میرے مصیبت بلکہ تم یہ کہو **و اطـــربـــاہ** واہ رے میری شادمانی......اے بیوی اس سے بڑھ کر شادمانی اور مسرت کا اور کون سا موقع ہوگا کہ میں کل وفات پا کر اپنے محبوبوں یعنی حضرت مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں سے ملاقات کا شرف حاصل کروں گا۔ غرضیکہ اللہ کے نیک بندے نہ تو موت سے ڈرتے ہیں اور نہ ہی انہیں کوئی پشیمانی لاحق ہوتی ہے۔ وہ تو ہنستے کھیلتے موت کا استقبال کرتے ہیں۔

الموت جسرٌ یو صل الحبیب الیٰ الحبیب

یعنی موت تو دراصل ایک پل ہے کہ اس پل سے گزر کر ایک حبیب دوسرے حبیب تک پہنچ جاتا ہے!

آج پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسی

قبر کی ایک رات ہے اس گل سے ملاقات کی رات

کیا خوب کہا گیا ہے کہ

ہے تیرے زمانے کا وہی امام برحق
تجھ کو جو حاضر و موجود سے بیزار کرے
موت کی شکل میں دکھلا کے تجھے چہرہ دوست
زندگی اور بھی تیرے لئے دشوار کرے

دین دشمنوں سے موت کا سلوک

حضرات محترم! آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے موت کس طرح پیش آتی ہے اور موت کے فرشتے کس احترام اور توقیر سے ان کی روح قبض کرتے ہیں اور پھر ان کے لئے کس طرح کی بشارات اور خوشخبریاں ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں طرح طرح کی نوازشات سے سرفراز فرماتے ہیں۔

آیئے! اب ان لوگوں کا حشر بھی دیکھئے جن لوگوں کا عقیدہ ٹھیک نہیں ہوتا جو خدا کی توحید اور سرکار دو عالم ﷺ کی سنت و ختم نبوت اور اصحاب رسول کے منکر ہوتے ہیں۔ موت...... جب ان کے دروازے پر آتی ہے تو ان کی روح قبض کرنے کے لئے ایسے فرشتے آتے ہیں جو اصحاب شمال کہلاتے ہیں، جن کی شکلیں ڈراؤنی ہوتی ہیں، جن کے چہرے ہی خوفناک ہوتے ہیں جن کو دیکھ کر ہی مرنے والا ایک خوفناک صورتِ حال سے دو چار ہو جاتا ہے۔ عقیدے کی غلاظت سامنے آجاتی ہے۔ توحید سے بیزاری اور رسالت کا انکار اور صحابہ پر کیچڑ اچھالنے کی نحوستیں سامنے آجاتی ہیں۔ ہاتھ ملتا ہے، مگر اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ فرشتے اس سے نفرت انگیز لہجے میں کہتے ہیں کہ

اخرجی ایّتها النّفس الخبیثة کانت فی الجسد الخبیث اخرجی ذمیمةً وابشری بحمیمٍ و غسّاقٍ و اخر من شکلهٖ ازواجٍ. (مشکوٰة)

یعنی نکل اے خبیث جان جو خبیث بدن میں تھی، نکل تو لائق مذمت ہے۔ تجھ کو گرم گرم پانی اور جہنمیوں کے پیپ اور اسی طرح کے قسم قسم کے عذابوں کی بشارت ہے۔

☆ پھر عذاب کے فرشتے اس روح کو جہنمی ٹاٹ میں لپیٹ کر آسمانوں کا رخ کرتے ہیں تو اس کے لئے آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جاتے اور آسمانوں کے فرشتے اس روح کو یہ کہہ کر دھتکارتے اور پھٹکارتے ہیں کہ اے خبیث جان جو خبیث بدن میں تھی، ہم تیرے لئے خوش آمدید نہیں کہتے تو واپس لوٹ جا، تو قابل مذمت ہے اس لئے تیرے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے! اور تو اس قابل نہیں کہ دربار الٰہی تک تیری رسائی اور باریابی ہوسکے!

بے ایمانوں کی موت کا قرآن نقشہ کھینچتا ہے

اللہ تعالیٰ نے جس طرح ایمان داروں کی موت کی کیفیات کو قرآن مجید کے کئی مقامات پر بیان فرمایا ہے اسی طرح ان لوگوں کی موت کی منظر کشی کی ہے جو زندگی بھر خدا اور اس کے رسول ﷺ کا مذاق اڑاتے ہیں اور عمر بھر ان کا یہی محبوب مشغلہ رہا کہ دین اور شعائر دین کی توہین کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ . (سورة انعام)

یعنی کاش (اے محبوب) آپ وہ منظر دیکھتے جس وقت ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے! اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے یہ کہہ رہے ہوں گے کہ نکالو اپنی جانیں، آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا۔ یہ تمہارے ان جرموں کا بدلہ ہوگا کہ تم لوگ اللہ پر جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے۔

موت کے دو الگ الگ روپ

موت کے دو الگ الگ روپ اور رنگ آپ نے سماعت فرمائے اور آپ اس حقیقت سے باخبر ہو گئے ہوں گے کہ انسان اپنی زندگی جس سانچے میں ڈھالے گا موت اس کے ساتھ اسی قسم کا سلوک کرے گی۔

نتیجہ معلوم ہوگیا

انسان کو چاہیے کہ اپنی زندگی خدااور رسولؐ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق گزارے۔ اگراس کی زندگی قرآن وسنت کے اصولوں کے مطابق گزرے گی تو موت اس کے لئے خیر و برکت بن کرآئے گی اوراگراس کی زندگی خدااور رسولؐ کی بغاوت میں گزرے گی تو موت اس کے لئے نہایت کٹھن اور دشوار گزار گھاٹی بن کرآئے گی جو طرح طرح کے دکھ، صدمے، رنج، غم اور مصائب لے کرآئے گی۔

اعاذنا اللّٰہ تعالیٰ

موت کی وارننگ

حضرات گرامی! آپ کو معلوم ہی ہے کہ جب امتحان کے دن آتے ہیں تو استاد طلبہ کو محنت کی تلقین کرتا ہے جب مریض ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے تو ڈاکٹر مریض کو پرہیز کی تلقین کرتا ہے، جب افسر اپنے عملے کو احکامات صادر کرتا ہے تو ان کی تعمیل کے لئے انہیں تاکید کرتا ہے لیکن یہ تمام طبقے اگر سستی اور غلفت سے کام لیتے ہیں تو استاد شاگرد کو ڈاکٹر مریض کو اور افسر ماتحت کو وارننگ دیتے ہیں کہ دیکھو تمہاری غفلت کی، بدپرہیزی کی کام چوری کی شکایات مل رہی ہیں، تمہیں خبردار کیا جاتا ہے کہ سنبھل جاؤ اور اپنی بے اعتدالی کو خیرآباد کہہ دو ورنہ نتائج انتہائی خطرناک ہوسکتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی نظام کائنات میں بندے کے لئے طرح طرح کی وارننگ کے اشارے کنائے دے رکھے ہیں جن سے انسان کو دنیا کی بے ثباتی کا احساس ہوجاتا ہے۔

☆ ایک بستی سیلاب کی زد میں آکر صفحۂ ہستی سے مٹ گئی۔

دیکھنے والوں کو وارننگ ہے کہ تمہارا حشر بھی یہی ہوسکتا ہے! خیال کرنا۔

☆ زلزلے سے ہزاروں انسان پیوند زمین ہوگئے، دیکھنے والوں کو وارننگ ہے کہ تمہارا حشر بھی یہی ہوسکتا ہے، خیال کرنا۔

☆ ایک ہوائی حادثے میں بڑے بڑے بادشاہ، وزیر، جرنیل آناً فاناً دنیا سے رخصت ہوگئے۔ ان کے جسم کا کوئی حصہ بھی نہ مل سکا۔

دیکھنے والوں کے لئے وارننگ ہے کہ تمہارا حشر بھی یہی ہوسکتا ہے، خیال کرنا۔

☆ گھر سے ہنستے کھیلتے ایک بارات خوشی کے شادیانے بجاتی ہوئی روانہ ہوتی ہے مگر موت نے راستہ میں ہی آلیا، والدین کے ہاں کہرام بپا ہے۔

☆ سسرال والوں کے ہاں بھی کہرام بپا ہے۔

☆ کیا ہوا ایکسیڈنٹ ہوگیا اور بارات کے اہم لوگ لقمۂ اجل بن گئے۔ انا للہ

دیکھنے والوں کے لئے وارننگ ہے کہ دیکھنا تمہارا بھی یہی حشر ہوسکتا ہے، خیال کرنا۔

☆ یہ سب قدرت کی طرف سے تنبیہات تھیں۔ ہمیں سمجھایا گیا تھا، ہمیں وارننگ دی گئی تھی...... جس نے احتیاط کی اور سنبھل گیا وہ بچ گیا اور نجات پا گیا...... اور جس نے خدا کی ان تنبیہات پر بھی توجہ نہ دی وہ تباہ ہوگیا اور بازی ہار گیا۔

جنازے عبرت کا سامان

مساجد کے لاؤڈ سپیکر پر اعلان ہو رہا ہے کہ حضرات آج شہر کے فلاں ٹرانسپورٹر، فلاں لینڈ لارڈ، فلاں تاجر، فلاں عالم، فلاں چودھری، فلاں پیر انتقال کر گئے ہیں ان کی نماز جنازہ ۱۰ بجے ادا کی جائے گی۔ سب حضرات شریک ہوکر ثواب دارین حاصل کریں...... دس بجے لوگ سینکڑوں کی تعداد میں جمع ہوگئے۔ وہ دیکھو! کیا شور ہے! چند آدمی کہہ رہے کہ کہ جی دیر ہوگئی...... ۱۰ بجے کا اعلان تھا سوا دس بج گئے ہیں۔ جن افسر کو ملنے کے لئے گھنٹوں اس کے ویٹنگ روم میں بیٹھے رہتے تھے کبھی تاخیر کا شکوہ نہیں کیا تھا کبھی ماتھے پر بل نہیں ڈالا تھا۔ کبھی چیں بجبیں نہیں ہوتے تھے! آج اس نے آنکھیں بند کی ہیں تو اُس کے دوست نے بھی آنکھیں پھیر لیں ہیں۔ انا للہ اس قدر خود غرضی...... چند منٹ اگر جنازے میں دیر ہوگئی ہے تو شور کیوں برپا ہے۔ صرف اس لئے کہ یہ تعلقات مفادات کے تھے۔ اغراض کے تھے۔ اس لئے اغراض ختم، تعلقات ختم...... یہی ہے دوستی، یہی ہیں تعلقات۔ جنازے کے اس ہنگامے نے ہمیں وارننگ دی...... کہ دیکھو کبھی یہ وقت تم پر بھی آئے گا۔ اس لئے وہ رویہ اختیار کرو جو تمہاری عاقبت بھی سنوار دے اس کی رخصتی اچھے انداز سے کرو اور اس کو نہایت اخلاص بھری مسنون دعاؤں سے رخصت کرو!

☆ وہ دیکھو......میت پر بچے غم زدہ کھڑے ہیں، بیوی ہے کہ اس کو بار بار غش آرہے ہیں، ماں ہے کہ اس کو ہوش ہی نہیں آرہی...... بھائی ہیں کہ رورو کرنڈھال ہورہے ہیں۔ وہ جنازہ اٹھنے لگا ہے، ایک بچی نے چارپائی کے بازو کو پکڑ لیا ہے کہ میں اپنے ابو کو نہیں جانے دوں گی۔ لوگ اس سوگوار ماحول میں اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں پا سکے۔ بچی کی غم زدہ ماں کو سن کر ہر شخص آنسو بہا رہا ہے......مگر کچھ نہیں کرسکتا۔ کوئی اس دکھ بھرے ماحول میں جنازے کو نہیں روک سکا۔ جنازہ اپنی منزل کی جانب رواں ہے۔ یہ تمام منظر آپ کے لئے میرے لئے عبرت کا سامان ہے ہمارے لئے وارننگ ہے کہ دیکھو یہ وقت تم سب پر آنے والا ہے اس لئے سنبھل جاؤ......اور اس گھر کی تیاری کرو جس طرف یہ سفید چادر لپیٹے ہوئے شخص چارپائی پر جارہا ہے مگر افسوس؟ ہم یہ تمام وارننگیں سن رہے ہیں۔، جنازے جارہے ہیں۔ ان کے قریب سے خاموشی سے گزر جاتے ہیں۔ مگر ان سے کوئی اثر نہیں لیتے۔ حالانکہ یہ دن ہم پر بھی آئے گا اور موت ہمیں بار بار یاد دلا رہی ہے اور موت ہمیں بار بار وعظ کہہ رہی ہے۔ موت ہمیں بار بار آخرت کی تیاری کی ترغیب دے رہی ہے اور بقول شاعر

لنا ملکٌ ینادی کلّ یومٍ

لدوا للموت وابنو اللخراب

ہمیں فرشتہ روز پکار پکار کر کہتا ہے کہ ہر بچہ اس لئے آتا ہے کہ اس کو جانا ہے اور ہر مکان اس لئے بنتا ہے کہ اس کو ایک دن پیوند زمین ہونا ہے۔

یاد رکھ ہر آن آخر موت ہے

مت تو بن انجان آخر موت ہے

مرتے جاتے ہیں ہزاروں آدمی

عاقل و نادان آخر موت ہے

موت کی تیاری کیجئے

سرکار دو عالم ﷺ اپنی امت کو گاہے بگاہے موت کے اندوہناک وقت کی یاد دلاتے رہتے

تھے! ایک دن رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ نے ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ

کن فی الدّنیا کانّک غریبٌ او عابر سبیل......(مشکوٰۃ)

دنیا میں ایسی زندگی بسر کر جیسے تو غریب الوطن پردیسی راہ گیر ہو!

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ہی سے ایک مرتبہ فرمایا کہ

اذا امسیت فلا تنتظر الصّباح واذا اصبحت فلا تنتظر المساء و خذ من من صّحتک لمرضک و من حیاتک لموتک

جب تجھے شام ہو تو صبح کا انتظار نہ کرنا اور تجھے صبح ملے تو شام کا انتظار نہ کر، اپنی صحت کے وقت اپنے مرض کا سامان کر اور زندگی میں موت کا سامان کر۔

قبروں کے نشان عبرت کے نشان

حضرات گرامی! قرآن ہے تو اس نے موت کی تیاری کے لئے کہا، اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے موت کی تیاری کے لئے ارشاد فرمایا۔ دن رات کے آنے جانے نے موت کے قریب ہونے کے اشارے دیے۔ جنازے اور مرنے والے کے چھوڑے ہوئے محلات نے ہمیں موت یاد دلائی۔ آیئے ذرا چند منٹوں کے لئے قبروں کے نشان دیکھتے ہیں۔ ذرا شہر خموشاں چلتے ہیں۔ یہ دیکھئے سینکڑوں، ہزاروں قبروں کے ڈھیر ہیں۔ ان میں بادشاہ بھی ہیں فقیر بھی امیر بھی ہیں غریب بھی، عالم بھی ہیں جاہل بھی، عادل بھی ہیں ظالم بھی، مگر توجہ سے سنیں کسی کی کوئی آواز سنائی دے رہی ہے، کوئی قہقہے لگا رہا ہے، کوئی شور کوئی ہنگامہ۔ کچھ بھی نہیں مکمل خاموشی ہے، سناٹا ہے، سکوت ہے ہر طرف ہو کا عالم طاری ہے۔ یہ سب کیا ہے؟ یہ ہماری ہنگامہ خیز مجلسوں کی طرح نہیں، یہ ہماری خوش گپیوں کی مجالس کی طرح نہیں۔ بس خاموش ہیں، بادشاہوں جیسا دربار نہیں، چہل پہل نہیں ہزار آوازیں دیں کوئی جواب نہیں؟ دوست ہیں، بے تکلف احباب ہیں مگر خاموش، یہ کیا ہے یہ قبروں کے نشان ہمارے لئے وعظ ہیں۔ ہمارے لئے عبرت ہیں ہمارے مستقل اسباق ہیں، ہمارے لئے درس عبرت ہیں۔ یہاں دو چار گھنٹے گزار دیے تو سہی۔ ایک رات ذرا ان کے ساتھ

بھی گزار دیکھئے؟ یہ وہی والدین تو ہیں جن کے بغیر پل بھر آپ نہیں گزار سکتے تھے۔ یہ وہی دوست تو ہیں جن سے آپ نے پیمان باندھ رکھے تھے کہ اکٹھے جئیں گے اور اکٹھے مریں گے۔ اکٹھے جئیں گے اور اکٹھے مریں گے کا عہد بے شک پورا نہ کریں صرف ایک رات ان کے ساتھ شہر خموشاں میں گزار لیں۔

نہیں نہیں آپ کا تو مارے خوف کے دم گھٹ رہا ہوگا۔ آپ کا تو خوف سے پسینہ چھوٹ گیا ہوگا۔ آپ نہیں ٹھہریں گے اور اپنا وعدہ نہیں نبھائیں گے تو اس سے معلوم نہیں ہوگیا کہ تمہاری دوستی اور تمہارے وعدے کا کوئی اعتبار نہیں! کیا تمہیں دیکھ کر قبر بزبان حال نہیں کہتی ہوگی!

مقبرے کو دیکھنے والے سن
ٹھہر ہم پہ گزرنے والے سن

....

ہم بھی اک دن زمین پر چلتے تھے
باتوں باتوں میں ہم مچلتے تھے

....

ہم ہر اک راہ گزر کو تکتے تھے
فاتحہ کے لئے ہم ترستے ہیں

....

اے زمین پہ مچلنے والے دیکھو
کبر ونخوت سے چلنے والے دیکھو

....

وعظ ہے قبر کا نشان میری
گرچہ خاموش ہے زبان میری

....

دل کے کانوں سے سن فغان میری

درس عبرت ہے داستان میری

....

جانے والے تو جا کے پھیلا دے

میری آواز سب کو پہنچا دے

سبحان اللہ

اگر عقل ہے، شعور ہے اور سوچنے کا کوئی مادہ ہے تو قبر کی ڈھیری سے قبر کی مٹی سے سبق حاصل کیجئے اور اس ہولناک وقت میں آسانیاں پیدا کرنے کے لئے شب و روز محنت کیجئے۔ مولیٰ کریم سخی ہیں۔ غفور الرحیم ہیں۔ وہ یقیناً اپنی نوازش اور بندہ پروری سے اس مشکل وقت کو آسان فرما دیں گے!

وَمَا ذَالِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْز

کسی شاعر نے ہم سب کے لئے ایک عبرت آموز رباعی کہی ہے جس میں پوری تقریر کا خلاصہ موجود ہے۔

کل پاؤں ایک کاسۂ سر پر جو جا پڑا

یکسر وہ استخوان شکستہ سے چُور تھا

کہنے لگا کہ دیکھ کے چل راہ بے خبر

میں بھی کبھی کسی کا سرِ پُر غرور تھا

و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سنتِ رسولؐ کی اہمیت

آنحضرت ﷺ کی ہستی بہترین نمونہ

نَحْمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَاللّٰہَ کَثِیْرًا. (پ ۲۱ سورہ احزاب)

البتہ تمہارے لیے بھلی ہے چال اور نمونہ رسولؐ اللہ کا اس کے لیے جو کوئی امید رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کی اور آخرت کے دن کی!

حضرات گرامی! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے ’’بدعت سنت کی حزبِ اختلاف‘‘ ہے۔ یہ دو لفظ آپ بار بار سنتے ہیں۔ توحید وسنت۔ توحید وسنت یہی دو لفظ پورے دین کی اساس ہیں۔ عقیدہ توحید اور سنّتِ رسولؐ! جس طرح شرک توحید کی ضد ہے اور شرک توحید کی حزب اختلاف ہے اسی طرح بدعت سنت کی ضد اور بدعت سنت کی حزبِ اختلاف ہے!

حضرات محترام! بغیر کسی فلسفیانہ بحث کے یہ سیدھا اور آسان سا مسّلہ ہے کہ دین کا مدار دو چیزوں پر ہے،

(۱) قرآن

(۲) سنّت

قرآن متن ہے تو سنت اس کی تشریح ہے۔

قرآن اجمال، سنت تفصیل ہے

قرآن......علم ہے تو

سنت......عمل ہے

قرآن جو کہتا ہے۔رسولؐ وہی کرتا ہے

اورسادگی سے بات یوں سمجھ لیجئے کہ

☆ قرآن کا کہا ہوااور رسول کا کیا ہوا

یہ پوری دنیا کے لیے حجت ہوگا۔کیونکہ اسلام اور ایمان کے یہی دو سرچشمے ہیں۔جن سے پوری کائنات ہدایت حاصل کرے گی!

قیاس اوراجتہاد

یہ دوشکلیں بھی دراصل قرآن وسنت ہی کی تفسیریں اورتعبیریں ہیں۔اجتہاد بھی ہرایرے غیرے کا حق نہیں ہے۔بلکہ اس کے لیے قرآن وسنت کے ایسے ماہرین کا انتخاب ہوگا۔جوعلوم وفنون کی جملہ گہرائیوں سے ہمہ گیرواقفیت رکھتے ہوں گے اوران کے علم وفضل کی گہرائیوں پر پوری امت نے صاد کیا ہوگا۔اس کے لیے علمی لٹریچر کاعظیم ذخیرہ موجود ہے۔جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔

☆ یہ دلائل اربعہ ہیں جن کواہل سنت کے آئمہ اوراہل علم نے مستدلات کا مرکز اورمحور قرار دیا ہے لیکن دراصل قیاس واجتہاد بھی کتاب وسنت ہی کی شاخیں ہیں۔بات انہی دومراکز پر پہنچے گی۔جسے قرآن وسنت کہا جاتا ہے۔اس لیے شروع میں ہی یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ ہرمسئلہ کی بنیادقرآن سنت میں تلاش کی جائے گی۔

قرآن کامل واکمل ہے

جس طرح قرآن مجید کی حقانیت اورصداقت پر ہماراایمان ہے۔اسی طرح قرآن حکیم کے جامع اورکامل ہونے پر ہمارے ایمان ہے اللہ تعالیٰ نے چونکہ انسانوں کی رہنمائی کے لیے قرآن نازل فرمایا ہے اس لیے اس میں انسانی زندگی کے لیے تمام رہنما اصول بیان فرمائے ہیں۔**تبیـانـا لّکلّ شیءٍ**.

☆ جیسا کہ ایک حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ

فیه نبأُ ماقبلکم و خبر ما بعد کم و حکمٌ ما بینکم.

دین اسلام بھی کامل ہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا.

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اصحاب رسولؐ کو یہ بشارت عطا فرمائی اور ان کی وساطت سے تمام دنیا کو یہ مژدہ جانفزا سنایا کہ میں تمہارے لیے دین کامل کر دیا ہے اور تمہاری زندگی کو درخشندہ بنانے کے لیے جس قسم کے احکامات وارشادات کی ضرورت تھی وہ مکمل کر کے اپنے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل فرما دیئے۔ اب اس کے بعد کسی نئے اور جدید دین کی ضرورت نہیں رہے گی۔ میں نے اپنا کام کر دیا کہ تمہیں دین بھی کامل دے دیا اور اسلام بھی کامل دے دیا۔ اب یہ تمہارا کام ہے کہ اس دین کامل اور قرآن کامل پر عمل کرو!

ہمیں کیسے معلوم ہو!

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں کیسے معلوم ہو کہ ہم نے دین کامل کے پہلوؤں پر اس طرح عمل کر لیا ہے جس طرح رحمان کا حکم تھا اور قرآن کا بیان تھا۔ اسی پہلو کو روشن کرنے کے لیے ہمیں رسول کامل حضرت محمد رسول اللہ ﷺ عطا فرمائے گئے تاکہ قرآن کامل اور دین کامل پر خود عمل کر کے امت کو دکھائیں تاکہ امت کے سامنے ایک طریقہ آجائے اور نمونہ آجائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا انسانیت پر بہت بڑا انعام ہے کہ اس نے دین کی عملی منشا متعین کرنے کے لیے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو نبوت دے کر مبعوث فرمایا کہ وہ عمل سے دین اور قرآن کا منشاء بیان فرمائیں اسی طرح قرآن حکیم نے الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ

رسولؐ کامل

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

اے لوگو تمہارے لیے اللہ کے رسول کا طریقہ نمونہ ہے! جس طرح دین کامل ہو چکا اس کے بعد کسی نئے دین کی ضرورت نہیں ہے اور جس طرح اب قرآن کامل ہو چکا ہے اب کسی نئی کتاب کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح اب محمد رسول اللہ ﷺ اپنے عمل کے ذریعے امت کو دین کامل نمونہ دے چکے ہیں۔ اب کسی نئے نمونہ کی ضرورت نہیں ہے۔ پس میرے رسول کا نمونہ سامنے رکھو۔ جو تمہارا عمل ان کے اسوہ کے مطابق ہوگا۔ جو تمہارا عمل ان کے نمونہ کے مطابق ہوگا اسے مقبول سمجھا جائے گا اور جو تمہارا عمل ہمارے رسولؐ کے نمونہ اور اسوہ کے خلاف ہوگا اسے مردود قرار دیا جائے گا!

مقبول عمل کو سنت کے مطابق سمجھا جائے گا

مردود عمل کو سنت کے خلاف سمجھا جائے گا

مقبول عمل سنت ہوگا

مردود عمل بدعت ہوگا

کیوں؟ اس لیے کہ اب دین اور اسلام کے تمام مسائل کو پرکھنے کا ایک ہی ابدی حتمی کامل ذریعہ ہے۔ وہ ہے رسول اللہ ﷺ کا عمل...... سنت رسولؐ۔ اسوہ رسول عمل رسول ﷺ۔

قرآن کا ابدی اعلان

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

جو چیز تم کو رسولؐ دے اس کو لے لو اور جس چیز سے منع کرے اس سے باز آجاؤ!

رسولؐ اللہ کامل اتھارٹی ہیں

اسلام میں محمد ﷺ کی آئینی حیثیت کا تعین کیا گیا ہے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کو ہمارے لیے مکمل اتھارٹی بنا دیا کیا گیا ہے۔ ان کا ارشاد فرمانا ہمارے لیے دین ان کا عمل کر کے دکھانا ہمارے لیے

دین ان کا کسی مسئلہ میں ہاں کہنا دین اور اور ان کا کسی مسئلہ میں نہ کہنا ہمارے لیے مستقل نہ! رُک جاؤ۔اس سے آگے نہ جاؤ! اس مقام پر ہمیں اپنی تمام زندگی کا جائزہ لینا ہوگا۔اپنی عبادات کو اپنی اخلاقیات کو اپنے اعتقادات کو اسوۂ رسولؐ کے مطابق دیکھنا ہوگا!

خطیب کہتا ہے

☆ اب دیکھا جائے گا کہ ہمارا عقیدہ رسول اللہ کے عقیدہ کے مطابق ہے یا نہیں؟

☆ ہماری عبادات رسول اللہ ﷺ کی عبادات کے مطابق ہیں یا نہیں؟

☆ ہمارے اعمال رسول اللہ ﷺ کے اسوہ کے مطابق ہیں یا کہ نہیں؟

☆ ہماری نماریں رسول اللہ ﷺ کی نمازوں کے نمونہ کے مطابق ہیں یا کہ نہیں؟

☆ ہمارے جنازے رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق ہیں یا کہ نہیں؟

☆ ہماری دعائیں رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق ہیں یا کہ نہیں؟

☆ ہماری اذانیں رسول الہ ﷺ کی سنت کے مطابق ہیں یا کہ نہیں؟

☆ ہماری قبریں رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق ہیں یا کہ نہیں؟

بدعت پسند اور سنت کا دشمن واعظ ملا اب بھاگتا کیوں ہے؟

پریشان کیوں ہوتا ہے؟

جب قرآن کامل ہے۔دین کامل ہے رسول کامل ہو ہے تو دین کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا عمل بھی کامل ہے۔

اس لیے

☆ ہمیں اپنے اعمال کا مقبول ہونا یا مردہ ہونا۔''نمونہ رسول'' کو سامنے رکھ کر معلوم ہوگا۔صحیح ہونا یا غیر صحیح ہونا۔ثواب ہونا یا عذاب ہونا اسی طرح معلوم ہوگا کہ

اگر ہمارا عمل

ہماری عبادت

ہماری اذان

ہماری دعا بعد جنازہ

ہماری زندگی کی تمام عبادات

رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ کامل (نمونہ) کے مطابق ہوں گی تو ہم کامیاب ہوگئے، ورنہ تمام عبادات مردود پائیں گی، کیونکہ وہ سنت رسولؐ کے مطابق نہیں ہیں۔

پھر جھگڑا کیوں؟

سیدھی سی بات ہے کسی کا عمل شریعت نہیں ہے۔کسی کا عمل دین نہیں ہے صرف نبی کا عمل شریعت ہے اور نبی کا عمل دین ہے۔آیئے تمہاری خودساختہ بدعات کو اسوۂ رسول کے ترازو میں تول لیا جائے!

☆ تمہاری نمازیں نبیؐ کی نمازوں کے مطابق نہیں

مثلاً صلوٰہ غوثیہ شریعت سے بغاوت

☆ تمہاری اذانیں نبیؐ کی اذان کے مطابق نہیں۔مثلاً اذان سے پہلے صلوٰہ وسلام کا اضافہ اور اذان کے بعد صلوٰہ وسلام کا اضافہ۔

☆ تمہارے جنازے نبیؐ کی سنت کے مطابق نہیں ہیں۔جنازہ اٹھانے سے لے کر دفن کے بعد تک کئی بدعات کا اضافہ......مثلاً ستر قدموں پر رکنا۔مثلاً حیلہ اسقاط۔مثلاً اجرت دے کر قرآن پڑھانا۔مثلاً قبر پر اذان۔مثلاً دعا بعد جنازہ یہ سب امور خلاف سنت!

☆تعزیت کے نئے نئے طریقے۔پوری برادری کے لیے دیگیں چڑھانا، میّت کے مال کو شریعت کے احکامات کے خلاف خرچ کرنا ہزاروں چودھریوں بیسیوں افسروں ،سینکڑوں لینڈ لارڈوں کو جمع کر کے میّت کے مال سے انواع واقسام کے کھانے پکوا کر گلچھرے اڑانا......سب کچھ رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر پرکھا جائے گا۔آنحضرت ﷺ کی زندگی کے ۲۳ سالوں کا کوئی میّت کا واقع اس کی تائید نہیں۔آپ کے کسی قول وفعل سے کسی کی میت پر آپ کا طرز عمل ثابت نہیں۔تو شرعی طور پر یہ سب کچھ تمہارے منہ پر مار دیا جائے گا اور ردّی کی ٹوکری میں پھینک دیا جائے گا۔

چڑتے کیوں! حوصلے سے بات نہیں سنتے؟ دلیل کا جواب دلیل سے دیا جائے!

کان کھول کر سن لیں۔ جو لوگ توحید کے خلاف محاذ آراء ہیں۔ انہیں قرآن کی اصلاح میں مشرک کہا جاتا ہے اور جو لوگ سنت کے خلاف محاذ آرائی کرتے ہیں انہیں بدعتی کہا جاتا ہے۔ قرآن وسنت کے خلاف محاذ آرائی کی جائے گی تو ان تمام وعیدوں۔ سزاؤں اور عقوبتوں کے لیے تیار رہنا چاہیے جو قدرت کی طرف سے ایسے لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہیں۔

بدعت سنت کے مقابلے میں لائی گئی ہے

حضرات گرامی! آپ برائے کرم توجہ سے اس بات پر غور فرمائیں کہ ایک چیز رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بھی پائی جاتی ہے اور آپ نے اس کا صحیح طریقہ عمل سے بتا دیا ہے اس کا اجر ثواب بھی بیان کر دیا گیا ہے اب اس دور میں کسی مولوی یا واعظ کا اس میں اضافے کرنا اور اس کے عمل پر زور دینا اور ایسا کرنے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا۔ یہ اس مولوی یا واعظ کی سنت رسول سے صریح بغاوت اور دین قیم میں اپنی طرف سے اضافہ ہے یا کہ نہیں؟

☆ مثلاً جنازے سے واپسی پر ستر قدموں پر دعا کرنا۔

☆ مثلاً قبر پر اذان دینا!

کیا رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ کی قبر پر شہدائے اُحد کی قبروں پر یا اپنی پاکیزہ اولاد کی قبروں پر کبھی اذان دی یا واپسی پر ستر قدموں پر کھڑے ہو کے دعا مانگی؟

☆ کیا حضور ﷺ نے کسی کی وفات پر تیجا، ساتا، نواں، ۲۱واں، اور چالیسوں کیا؟...... اگر نہیں کیا اور یقیناً نہیں کیا تو بدعتی ملا اور کافر ساز واعظ اپنے عمل کو اپنی ایجادات کو دین میں شامل کر کے رسول اللہ ﷺ کے دین میں مداخلت بے جا کا مرتکب تو نہیں ہو رہا۔ اگر ایسا ہی ہے تو یہی جرم اسے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت سے محروم کر دے گا اور اس کا شمار ان لوگوں میں ہو گا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے دین میں تبدیلی واضافے کی جسارت کی......(اعاذنا اللہ)

بدعت کے مجرم رسول اللہ ﷺ کی نظر میں

سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ

فھو رد......(بخاری ج اول ص ۳۷۱)

جس کسی نے ہمارے اس معاملہ میں کوئی نئی بات نکالی تو وہ مردود ہوگی!

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فی امرنا ھذا کی شرح میں لکھتے ہیں کہ والمراد امر الدین۔فتح الباری۔ج ۵ ص ۳۲۱۔فی امرنا ھذا سے دین کا امر مراد ہے۔یعنی جس نے دین کے اندر کوئی نئی بات نکالی۔تو وہ مردود ہوگی......

مثلاً......اذان سے قبل اور اذان کے بعد ''صلوٰۃ''

مثلاً......قبر پر اذان

مثلاً......جلسے کے بعد کھڑے ہوکر دائرہ باندھ کر اونچی آواز سے اردو کا سلام اورعرس۔قوالی۔ناچنا۔یہ اردو کا سلام دراصل حضور ﷺ کے اصلی سلام کے مقابلے میں بنایا گیا ہے۔اصلی سلام وہی ہے جو التحیات میں دو زانو ہوکر اللہ کے حضور پیش کر کے سرکار دو عالم ﷺ کے حضور پیش کیا جاتا ہے۔بدعت نواز......کو چونکہ وہ محمدّی سلام محبوب نہیں تھا اس لیے اس نے اس کے مقابلے میں یوپی کے مولوی کا ایک اردو کا سلام لا کھڑا کیا۔

☆ فَھُوَ رَدٌّ فرما کر نبی اکرم ﷺ نے بدعت کی خانہ ساز فیکٹری بنیاد سے اکھاڑ باہر پھینکی۔

☆ سرکار دو عالم ﷺ نے بدعت کی فیکٹری کو فَھُوَ رَدٌّ فرما کر پیوندز مین کر دیا!

☆ اب چنتے پھرو۔اس کے ملبے سے اپنے تعمیر کردہ بدعات کے محلوں کے ٹکڑے دین ودنیا برباد!

کل بدعۃ ضلالۃ

حضرت جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ جمعہ کے خطبہ میں ہزاروں صحابہ کا مجمع سامنے تھا۔پُر زور اور بلند آواز سے یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ

اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللّٰہ و خیر الھدی ھدی محمد ﷺ وشر الامور محدثاتھا وکل بدعۃ ضلالۃ (مسلم ج ۱ ص ۲۸۵ .مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۷)

امابعد بہترین بیان اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور بہترین نمونہ اور سیرت محمد ﷺ کی سیرت ہے اور وہ کام بُرے ہیں جو نئے نئے گھڑے جائیں۔اور ہر بدعت گمراہی ہے

حضور ﷺ سے اپنے خطبے میں چار چیزیں بیان فرمائیں۔

☆ بہترین ہدایت نامہ کتاب اللہ

☆ بہترین نمونہ محمد ﷺ کی سنت ہے۔

☆ بدترین عمل دین میں مداخلت بے جا ہے

☆ ہر بدعت گمراہی ہے!

خطیب کہتا ہے

احداث فی الدین کا......اس دور میں ترجمہ ہوگا

مداخلت بے جا

جج صاحبان فیصلہ کریں؟ دنیا میں کوئی شخص اپنے قانون میں اپنے ملک میں۔اپنی حکمرانی میں اپنے احکامات میں مداخلت بے جا برداشت کرتا ہے؟ آپ کا کیا فیصلہ ہے؟......آپ کا یہی فیصلہ ہوگا۔مداخلت بے جا کہیں بھی برداشت نہیں کی جاتی اور نہ کی جاسکتی ہے اور نہ ہی کرنی چاہیے۔اسی سے جھگڑا ہوگا۔اسی سے فساد ہوگا۔اسی سے ہنگامے ہوں گے؟

اسی سے قتل وغارت کا میدان گرم ہوگا۔

☆ ویت نام میں امریکہ کے ساتھ مداخلت بے جا کا جھگڑا ہے۔

☆ افغانستان میں روس کے ساتھ اسی مداخلت بے جا کا جھگڑا ہے۔

☆ فلسطین میں اسرائیل کے ساتھ مداخلت بے جا کا جھگڑا ہے۔

☆ اگر امریکہ ویت نام میں مداخلت بے جا نہیں کرسکتا۔

☆ اگر روس افغانستان میں مداخلت بے جا نہیں کرسکتا۔

☆ اگر اسرائیل فلسطین میں مداخلت بے جا نہیں کرسکتا۔

تو پھر یہ بھی سن لیجئے

☆ کوئی بدعت ساز سنت رسولؐ میں مداخلت بے جانہیں کرسکتا۔

☆ پڑھے لکھے طبقے کا سوال بھی حل ہوگیا وہ پوچھتے ہیں کہ توحید پرستوں اور قبر پرستوں کا اصل جھگڑا کیا ہے۔ تو جناب یہی جھگڑا ہے کہ

بدعت پرست ! سنت رسولؐ کے گلشن میں مداخلت بے جا کر کے اپنی بدعت کے پودے لگانے چاہتے ہیں اور اس کا اصرار ہے کہ پودا بھی ہم لگائیں گے اور اس کو گلشن رسالت کے پودے کا ہم پلہّ بھی ہم قرار دیں گے۔

☆ اہل حق اس کے لیے تیار نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم سنت رسولؐ کے مہکتے ہوئے گلشن میں بدعت کا پودا لگانے کی بے جا مداخلت نہیں کرنے دیں گے۔ یہی فرق ہے اہل سنت اور اہل بدعت میں۔

وہ تو ملکوں کا مسئلہ تھا۔ سلطنتوں کا مسئلہ تھا۔ یہیں اپنے ملک میں دیکھ لیجئے۔ کوئی پیر اپنی گدی میں کسی کو مداخلت بے جا کی اجازت نہیں دیتا۔ کوئی شیخ اپنے مریدوں کی نگری میں کسی دوسرے پیر کی مداخلت ب جا برداشت نہیں کرتا۔ کوئی واعظ کوئی خطیب اپنی مسجد میں خطیب ومقرر کی مداخلت بے جا برداشت نہیں کرتا۔

وہ...... مسجد میں تختی لگی ہوئی ہے کہ اس مسجد میں کوئی شخص کمیٹی اور خطیب کی منظوری کے بغیر تقریر نہیں کرسکتا؟ اگر کوئی ایسا کرے گا تو مداخلت بے جا کا مجرم کہلائے گا۔

جناب والا...... اگر تمہاری سلطنتوں میں تمہاری مسجدوں میں کوئی مداخلت بے جا نہیں کرسکتا۔ تو یاد رکھیئے سرکار دوعالم ﷺ کی ہر بھرے گلشن میں بھی کوئی بدعتی مداخلت بے جا نہیں کرسکتا!

اہل حق کے سپاہی۔ دین کے مجاہد۔ سنت نبوی کے گلشن کی چوکیداری کریں گے۔ یہ گردنیں تو کٹا دیں گے مگر اپنے محبوب کے گلشن میں بدعت کا داخلہ نہیں ہونے دیں گے۔ یہ مداخلت بے جا ہے اور مداخلت بے جا کے متعلق نبوی فیصلہ ہے کہ

☆ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِ نَاهٰذَا مَالَیْسَ مِنْهُ فَهُوَرَدٌّ.

☆ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

بدعت کی تقسیم کرنے والوں کی بھی آنکھیں کھل جانی چاہیں۔ جو بدعت کو حسنہ اور سیئہ کی تقسیم کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔ بدعت کی کوئی تقسیم حسنہ نہیں ہے، بلکہ بدعت گمراہی ہی گمراہی ہے۔ ضلالت ہی ضلالت ہے۔ الفاظ میں کجی پیدا کرنا یا الفاظ کے مفہوم میں کجی پیدا کرنا خود کج پنے کی دلیل ہے۔ عقیدے بھی کج۔ خیالات بھی کج۔ تاویلیں بھی کجی پیدا کرنا خود کج اور نظریات بھی کج ...... نعم البدعۃ کے لغوی معانی کو عقاید میں کھینچ کر پیوند کاری کی دسیسہ کاری کرنے والے حدیث کی ایک ہی ضرب کاری سے پاش پاش ہو گئے!

كل بدعة ضلالة...... و كل ضلالة في النار

بدعتی پر اللہ کی لعنت ہوگی

حضرت سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

☆ المدينة حرام ما بين عير الىٰ ثور فمن احدث فيها حدثا او اٰوىٰ محدثا فعليه لعنة اللّٰه و الملائكة و الناس اجمعين...... لا يقبل منه صرف و لا عدل.

مشکوٰۃ ج ص ۲۳۸ بخاری ج ۲ ص ۲۰۸۴)

مدینہ منورہ عیر سے لے کر ثور تک حرم ہے سو جس نے اس میں کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو! نہ تو اس کی فرضی عبادت قبول کی جائے گی اور نہ نفلی۔

خطیب کہتا ہے

☆ یہ مصلے پر نمازیں
یہ دیگیں...... یہ راہبوں جیسی شکلیں
تمام بے کار ایک من دودھ میں دو قطرے غلاظت ڈال دو تو ناپاک ہو جائے گا۔
زندگی بھر کی نکھری ہوئی عبادتوں میں مداخلت کی ملاوٹ کر دو تو تمام عبادتیں اکارت

جائیں گی!......اعاذنااللّٰہ تعالیٰ

☆ اہل مدینہ کوخصوصی حکم دیا گیا کہ بدعتوں پر خاص نظر رکھیں۔کیونکہ بدعات سے مدینہ کا تقدّس مجروح ہوتا ہے!

☆یہی وجہ ہے کہ سینکڑوں بدعتوں کومدینہ منورہ سے سعودی حکمرانوں نے خروج کاحکم دے دیا ہے۔

☆ سعودی حکمران نے یہ کارنامہ سرانجام دے کر مدینہ الرسول کی چوکیداری کا حق ادا کردیا ہے!صدآفریں۔

☆ جس طرح بدعتی کا مدینہ سے کوئی تعلق نہیں اسی طرح صاحب مدینہ سے بھی کوئی تعلق نہیں!

☆ جس طرح بدعتی شہرمدینہ میں نہیں سماسکتا۔

☆ اسی طرح بدعتی قلب رسول میں نہیں سماسکتا۔

☆ اس قدر غصہ کیوں ہے؟

☆ لعنت کامستحق بدعتی کوکیوں قرار دیا گیا ہےصرف اس لیے کہ اس نے سنت رسول کا مقابلہ کیا......اور اپنے بنائے ہوئے من گھڑت مسائل کو سنت کے مقابل لاکھڑا کیا۔......استغفر اللّٰہ......

اللہ بدعتی کاعمل قبول نہیں کرے گا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت ہیں کہ

قال رسول اللّٰہ ﷺ ابی اللّٰہ ان یقبل عمل صاحب بدعۃحتیٰ ید ع بدعتہ.

(ابن ماجہ ص ۹)

کہ سرکاردوعالم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بدعتی کے عمل کوقبول کرنے سے انکار کردیا ہے۔تاوقتیکہ وہ اپنی بدعت کوترک نہ کردے

خطیب کہتا ہے

دیکھا آپ نے......اللہ بھی بدعتی سے روٹھ گیا!

روٹھے کیوں نا؟

جو اس کے محبوب کا مقابلہ کرے گا اس سے نہیں روٹھے گا تو اور کس سے روٹھے گا!

☆ خدا کا روٹھنا کیسے معلوم ہوگا

☆ نماز تو بدعتی پڑھے گا......مگر قبول نہیں ہوگی

روزہ تو بدعتی رکھے گا......مگر قبول نہیں ہوگا

تلاوت تو بدعتی کرے گا......مگر قبول نہیں ہوگی

عبادت تو بدعتی کرے گا......مگر قبول نہیں ہوگی

ابی اللّٰہ ان یقبل عمل صاحب بدعۃ

پتہ چل گیا......اللہ کے سجدوں کے ساتھ غیر اللہ کے سجدے بھی ہیں۔

پتہ چل گیا......اللہ کی نمازوں کے ساتھ غیر اللہ کی نمازیں بھی ہیں۔

پتہ چل گیا......اللہ کے وظیفوں کے ساتھ غیر اللہ کے وظیفے بھی ہیں۔

پتہ چل گیا......اللہ کی نذر و نیاز کے ساتھ غیر اللہ کی نذر و نیاز بھی ہیں۔

پتہ چل گیا......اللہ کی پکار کے ساتھ غیر اللہ کی پکار بھی ہیں۔

لہذا

خدا ناراض ہوگیا.................اور بدعتی برباد ہوگیا

یخرج من الاسلام

یہ عنوان آپ کے سینے پر بہت گراں گزرے گا۔ خصوصیّت سے خود ساختہ مبلغین پر، دین سے بے خبر صوفیوں پر، عافیت پسند تعویذ فروشوں پر مگر میرا عنوان نہیں بلکہ سرکار دوعالم ﷺ کے ارشادات سے ایک جملہ ہے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں حضرت حذیفہ حضور ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ

قال رسول اللّٰہ ﷺ لا یقبل اللّٰہ لصاحب بدعۃٍ صومًا ولا صلوٰۃً ولا صدقۃً ولا حجاً ولا عمرۃ ولا جھادا ولا صرفا ولا عدلا یخرج من الاسلام کما تخرج الشعرۃ من العجین

(ابن ماجہ ج ص ٦)

کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی بدعتی کا نہ روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز صدقہ قبول کرتا ہے۔ نہ حج نہ عمرہ جہاد اور نہ کوئی فرضی عبادت قبول کرتا ہے نہ نفلی۔

بدعتی اسلام سے ایسے خارج ہو جاتا ہے جیسے گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔

یہ میرا فتویٰ نہیں

یہ میرے الفاظ نہیں

رسول اللہ ﷺ کا فتویٰ ہے

رسول اللہ ﷺ کے الفاظ ہے

بدعتی اسلام سے ایسے نکل گیا جیسے آٹے سے بال

☆ تم جو کہتے ہو کہ مولوی کفر کے فتوے دیتا ہے

☆ تو ہم خاموش ہیں! رسول اللہ ﷺ سے بدعتی کے متعلق فتویٰ پوچھ لو!

جو فتویٰ حضور دیں گے! وہی فتویٰ ہمارا ہوگا۔

یخرج من الاسلام کما تخرج الشعرۃ من العجین

اب دل ٹھنڈا ہو گیا...... اب سے بدعتیوں کی طرفداری چھوڑ دو۔

بدعتی کی تعظیم حرام ہے

قال رسول اللّٰہ ﷺ من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام

(مشکوٰۃ ج ۱ م ۳۱)

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے کسی بدعتی کی تعظیم وتوقیر کی تو اس نے اسلام کو گرانے پر اس کی مدد کی۔

رواداری اور غیرت ایمانی میں فرق ہے

آج کل کچے اور دین سے بے بہرہ لوگوں میں رواداری کا بہت چرچا ہے ان کے نزدیک دین کی عظمتوں سے زیادہ ان کی ذاتی خواہشات مقدم ہیں، وہ اپنی دولت تجارت حکمرانی کے بل بوتے پر ایسی رواداری کا وعظ کرتے ہیں جو ان کی انانیت اور ہیچوں مادیگرے نیست کی عکاسی تو ضرور کرتا ہے۔ مگر اسلامی حمیت اور اسلامی اصولوں کی روشنی میں اس کی حیثیت دیوانے کی بڑ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی!

اسلام اور دین تمہارے فلسفوں اور ذہنی اختراعات کا پابند نہیں ہے، بلکہ تمہارے احساسات اور جذبات کو اسلام کا پابند ہونا پڑے گا۔ اس ارشاد رسول میں آپ نے نہایت کھلے لفظوں میں فرمایا ہے کہ جس شخص نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے گویا اسلام کی عمارت کو گرانے کا کام سرانجام دیا ہے۔ یہ کوئی معمولی جرم نہیں ہے، بلکہ یہ رسول اللہ دین میں صرف خدا اور رسولؐ کی نظر میں مجرم نہیں، بلکہ تمام اسلام کے نام لیواؤں کی نظروں میں اس کا کوئی مقام اور کوئی عزت نہیں ہونی چاہیے!

یہ اسلامی غیرت کا تقاضا ہے اس کے مقابلے میں رواداری کے بوگس فلسفے نہ بیان کرو!

بدعتی پر توبہ کا دروازہ بند

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ **قال رسول الله ﷺ ان الله حجب التوبة عن كل صاحب بدعة**

(طبرانی. مجمع الزوائد)

سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی پر توبہ کا دروازہ بند کر دیا ہے!

اہل بدعت شفاعت سے محروم رہیں گے

عن سهل ابن سعد رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ انّى فرطكم علىٰ الحوض من مرّ علىّ شرب و من شرب لم يظمأ ابدًا ليردنّ علىّ اقوامٌ اعرفهم و يعر فوننى ثمّ يحال بينى و بينهم فاقول انهم منّى فيقال

انّک لا تدری ما احد ثوا بعدک فاقول سحقًا سحقًا لمن غیّر بعدی...... (بخاری و مسلم)

سہل ابن سعد نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں کوثر پر تم سے پہلے جاؤں گا۔ جو کوئی کوثر کی طرف آ نکلے گا اور جام کوثر پیئے گا تو پھر اسے کبھی پیاس نہیں لگے۔ البتہ میرے پاس کئی فرقے آئیں گے میں ان کو پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے۔ پھر ایک پردہ حائل ہو جائے گا میرے اور ان کے درمیان تو میں کہوں گا کہ یہ تو میرے ہیں اس پر کہا جائے کہ تو نہیں جانتا انہوں نے کیا کیا باتیں نکالی تھیں تیرے بعد تب میں کہوں گا، دوری ہو دوری ہو، اس کے لیے جس نے میرے دین کو بدل ڈالا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن اہل بدعت کو حوض کوثر سے دھتکار دیا جائے گا۔

خطیب کہتا ہے

☆ حوض کوثر سے قیامت کے دن بدعتی کو دھتکار دیا جائے گا۔

☆ مدینۃ الرسول سے اس دنیا میں ہی بدعتی کو دھتکار دیا گیا۔

☆ مکہ مکرمہ سے آج بھی بدعتی کو نکال دیا گیا۔

بلکہ سچ پوچھئے تو

بدعتی کا مکہ مکرمہ میں بھی داخلہ بند ہے

بدعتی کا مدینۃ الرسول میں بھی داخلہ بند ہے

بدعتی کو دنیا میں بھی رسوائی ملے گی۔

اور

بدعتی کو آخرت میں بھی رسوائی نصیب ہو گی۔

سُحقاً......سُحقاً......سُحقاً......

شیطانی دل و دماغ کے رہنما

شیطان کی نمائندگی کرنے والا گروہ دین ہدی کی مخالفت میں ہمیشہ پیش پیش رہے گا۔ اس کے

متعلق سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا

تکون بعدی ائمّة لا یھتدون............ لا یسنون لسنّتی سیقوم فیھم رجالٌ

قلوبھم قلوب شیطان فی جُثمان انس. **(مسلم جلد دوم)**

فرمایا میرے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو میری ہدایت اور سنت سے دور رہیں گے! ان کے دل شیاطین کے دل ہوں گے مگر جسم انسانی ہی ہوں گے۔

خطیب کہتا ہے

☆ آپ ان چہروں کو پہنچانیں گے تو سہی!

جو سنت کے دشمن اور رسول اللہ ﷺ کے ہدایت نامہ سے دور دل شیطان کا چہرہ انسان کا

☆ مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ انہی کا نقشہ مثنوی شریف میں کھینچتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

پس بہر دستے نباید داد دست

فرمائیے جناب والا

کچھ پلے پڑا......آپ کے

☆ یہ انسان نما ابلیس آپ کی سمجھ میں آئے

☆ یہ چہرے مہرے سے امت مصطفیٰ کے دین اور ایمان کو لوٹنے والے ڈاکو...... پہچانے آپ نے؟

☆ سرکار دو عالم ﷺ کی سنتوں کے مقابلے میں بدعات کے خوشنما محل تعمیر کرنے والے۔

☆ دین پر عمل کیے کرائے بغیر معرفت تقسیم کرنے والے ملنگ

☆ یہ دن رات جن کا مشغلہ مختلف حیلوں بہانوں سے اُمّتِ مصطفیٰ کو لوٹنا...... دھوکہ دینا۔ فریب دینا ہے۔ نعوذ باللہ

☆ سرکار دو عالم ﷺ نے انسان نما بھیڑیوں کا پردہ چاک کیا ہے۔ ان سے پچنا اور ان سے

گریز اس لیے ضروری ٹھہرا کہ یہ خطرناک کینسر ہیں ان کا وجود ایمان کو کھا جاتا ہے اور ان کی بدبو سے پورا ماحول متعفن ہو جاتا ہے!

آیئے ہم سب مل کر عہد کریں کہ جب تک زندہ رہیں گے سرکار دو عالم ﷺ کی سنت بیضاء کو حرز جاں بنائے رکھیں گے!

انشاء اللہ سنت رسولؐ کے گلشن کی چوکیداری کریں گے تاکہ روز محشر حضور سرور کائنات ﷺ کے جام کوثر سے بہرہ ور ہوسکیں۔ آمین یارب العالمین۔

و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فضائل محراب ومنبر نبوی

میرا گھر اور میرا منبر، جنّت کا ٹکڑا ہیں

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡم. بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قال النبی ﷺ مابین بیتی ومنبری روضة من ریاض الجنه وممبری علیٰ حوضی

(بخاری جلد اول .مسلم شریف ۴۴۶)

☆ میرے گھر سے لے کر میرے منبر تک جنت کے باغوں سے ایک باغ ہے! میرا منبر میرے حوض پر ہے!

☆ حضور ﷺ کا گھر جنت میں ہے۔

☆ حضرت محمد ﷺ کا منبر جنت میں ہے۔

مَا بَیۡنَ بَیۡتِیۡ............بیتی میرا گھر

جب بیتی بولا جائے گا......تو گھر تمام گھروں سے اونچا ہو جائے گا۔

بادشاہ کا گھر

صدر کا گھر

وزیر کا گھر

صدر کا گھر......جب بولا جائے گا تو ذہن میں بہت سے نقشے گھوم جائیں گے۔ بہت سے خیالات اُبھریں گے بہت سے ضابطے سامنے آجائیں گے!

اسی طرح اگر وزیراعظم کا گھر! یہ دونوں گھر عام گھروں سے ممتاز ہوجائیں گے۔ان کے ضابطے ان کی حیثیت دوسرے گھروں سے نمایاں نظر آجائے گی!

☆ کوئی عام آدمی کیا، بلکہ خاص آدمی بھی ان میں اجازت کے بغیر داخل نہیں ہوسکے گا۔ان کی سرکاری حیثیت ہے ان کا سیکرٹریٹ ہے۔ان کا ایک الگ تھلگ نظام ہے۔ان کے اپنے ضابطے ہیں۔ان کے چاروں طرف پہرہ ہے۔کوئی شخص دم نہیں مارسکتا کوئی شخص بن پوچھے ان کے قریب نہیں جاسکتا۔

رسول اللہ کا گھر......رسول اللہ ﷺ کے گھر کا بھی ایک اونچا اور منفرد مقام ہے۔اس کے بھی مستقل ضابطے ہیں۔اس کا بھی ایک کا نظام ہے اس میں بھی ہر شخص داخل نہیں ہوسکتا! اس میں بھی داخل ہونے کے لیے اجازت نامہ کی ضروت ہے۔بغیر اجازت کوئی شخص اندر داخل نہیں ہوسکتا۔کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کا گھر ہے۔جب اس بیت کی نسبت رسولؐ کی طرف ہوگئی۔یہ بیت بیت رسولؐ بن گیا۔تو اس کے حقوق بھی محفوظ ہوگئے۔اس کے ضابطے بھی خاص ہوگئے۔اس کے داخلے کے لیے بھی خصوصی ضابطے بن گئے۔اس کا پہرہ بھی بھی سخت ہوگیا۔اس کی عظمتیں بھی دو بالا ہوگئیں۔کیونکہ یہ کسی عام شخص کا گھر نہیں ہے۔بلکہ یہ رسول اللہ ﷺ کا گھر ہے۔

مابین بیتی!

میرا گھر...... بات تو صرف اتنی ہے کہ جس کو سرکار دوعالم ﷺ ''میرا فرمادیں''بس اس کا کام بن گیا۔

میرا مدینہ

میرا حرم

میری مسجد

میرا حجرہ

میرے صحابہؓ

میرا محراب

میرا منبر

مدینہ منورہ ہوگیا!**ان اللہ امرنی ان اسمی المدینۃ طابۃ**

(بخاری جلد اص ۲۵۲)

اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں مدینہ کا نام طابہ رکھوں ۔ طَیْبَة. طَیَبَة. یہ دو نام بھی سرکار دو عالم ﷺ کے محبوب نام تھے!

گویا کہ مدینہ...... حضور ﷺ کی نسبت سے مدینہ طیبہ ہوگیا۔

☆ **المدینہ مھاجری. فیھا مضجعی ومنھا مبعثی حقیق علیٰ امتی حفظ جیرانی ماجتنبوا کبائرہ من حفظھم کنت لہ شھیدااوشفیعًا یوم القیامۃ**

(وفاء الوفائج ۱)

مدینہ میری ہجرت کی جگہ ہے اسی میں میری قیام گاہ ہوگی اور یہیں سے میں قیامت کے اُٹھوں گا۔لہذا میری اُمت کا حق ہے کہ وہ میری ہمسائیگی اختیار کریں۔اگر میرا پڑوس اختیار کر کے گناہوں سے بچے تو میں قیامت کے دن ان کے لیے شفیع اور گواہ بنوں گا۔مدینہ بھی ایک شہر تھا۔اس کو کہا جاتا تھا۔لیکن سرکار دو عالم ﷺ کی تشریف آوری پر مدینہ کی نسبت حضور سے ہوگئی تو مدینہ طیبّہ ہوگیا۔پاک ہوگیا۔منور ہوگیا۔معلوم ہوا کہ بات تو صرف نسبت کی ہے۔شہر کی نسبت حضور ﷺ سے ہوگئی تو اس شہر کے دروازوں پر فرشتوں کے پہرے لگ گئے۔اس شہر کے غلّے میں اس شہر کے رزق میں ۔ہواؤں میں فضاؤں میں ایک پاکیزگی برکت اور بالاتری پید ہوگئی!

تو معلوم ہوا جب حضور اکرام ﷺ کی نسبت سے پورا شہر باغ و بہار ہوگیا تو

مابین بیتی......گھر میرا گھر

جس گھر میں رسول اللہ ﷺ قیام پذیر ہوں گے اس گھر کی شان اور رفعتوں کا کیا کہنا!

بیت رسولؐ پر حملہ

آپ کو معلوم ہی ہے کہ ہجرت کی رات شرک و بدعت کے فرزندوں نے سرکار دو عالم ﷺ پر

قاتلانہ حملہ کرنے کا خوفناک منصوبہ بنایا تھا اور پھر اس منصوبہ کو پایۂ تکمیل پہنچانے کے لیے جمع ہوکر بیت رسولؐ پر پوری قوت سے حملہ کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔ رات کی تہائی گزرنے پر قریش کے سو بہادروں نے بیت رسولؐ کا محاصرہ کرلیا۔

ابن سعد فرماتے ہیں کہ حملہ آور قریشی عمائدین۔

هم مائة رجل من صناديه قريش. طبقات ج !

وہ قریش کے سو بہادر تھے!

☆ تمام رات بیت رسولؐ کے دروازے پر کھڑے رہے مگر کسی کو اندر داخل ہونے کی ہمت نہ ہوئی کیوں؟

اس لیے کہ بَيْتِیُ...... یہ میرا گھر ہے یہ رسول اللہ ﷺ کا گھر ہے!

☆ اس گھر میں کوئی داخل نہیں ہوسکتا۔ جب تک اذان رسولؐ نہ ہو!

خطیب کہتا ہے

بات سمجھنے کی ہے!

جب قریش کے جابر۔ ظالم۔ قوت وجبروت کے مالک غصّے میں بھرے ہوئے حملہ آور ہونے کی نیت سے درِ رسولؐ میں داخل ہوکر قتل رسول کا منصوبہ بنانے والے اس وقت کے کافر...... بیت رسول میں داخل نہ ہوسکے!

تو صدیقؓ وفاروقؓ...... اگر معاذ اللہ بقول رافضی مومن نہیں تھے۔ تو حضورؐ کے گنبد خضرا میں جنت کدے میں۔ بیت رسولؐ میں کس طرح داخل ہوگئے۔

☆ کافروں نے رات بھر بیت رسولؐ پر قیام کیا۔ مگر ان کے قیام کو پذیرائی نہ مل سکی!

☆ کافروں نے پوری قوت سے بیت رسولؐ پر حملے کا منصوبہ بنایا تھا، مگر ان کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے...... کیونکہ مابین بیتی۔ یہ رسولؐ اللہ کا گھر تھا!

رسول اللہ کے گھر میں کافروں داخل نہیں ہوسکتے۔

☆ وہ دیکھئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جنازہ درِ رسولؐ پر حاضر ہوا ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ

عنہ کو اذان حضوری ملتا ہے کہ اسے اندر آنے دو یہ میرا ہے...... یہ میرا ہے یہی تو سند ہے۔ یہی تو اجازت نامہ ہے۔ یہی تو اعتماد کا پروانہ ہے۔ یہی تو رسالت کی طرف سے اعزاز واکرام ہے۔ صدیق اکبرؓ کو روضہ رسول میں بیت رسول میں نعمت کدہ رسول میں جگہ مل جاتی ہے۔ دشمن صدیق۔ ماتم کرتا رہے۔ سر میں خاک ڈالتا رہے۔ کپڑے پھاڑتا رہے۔ سینہ پر کینہ زخمی کرتا رہے ہاتھوں میں چھریاں چلاتا رہے، مگر صدیقؓ کو فاروقؓ کو جنت ارضی میں بیت رسولؐ میں جگہ مل گئی۔ اب انہیں کوئی طاقت بھی بیت رسولؐ سے باہر نہیں نکال سکتی۔

نورالدین زنگی کے زمانہ میں دشمن پھر حملہ آور ہوا

۵۵۷ھ کا واقعہ ہے کہ سلطان نورالدین زنگی جو نہایت متقی پرہیزگار اور ذاکر شاغل اور عادل بادشاہ تھا ایک رات نماز تہجد سے فارغ ہو کر سو گیا۔ خواب میں سرکار دوعالم ﷺ کی زیارت باسعادت سے مشرف ہوتا ہے۔ سرکار دوعالم ﷺ نے دو آدمیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔ جن کی آنکھیں نیلی تھیں کہ ان دونوں سے حفاظت کرو! سلطان کی گھبراہٹ سے آنکھ کھل گئی۔ فوراً اُٹھ کر وضو کیا اور نوافل پڑھ کر پھر لیٹ گیا۔ تو معاً آنکھ لگ گئی اور یہی خواب دوبارہ پھر دیکھا۔ اسی طرح تین مرتبہ خواب میں نوردین زنگی کو وہی آدمی دکھلائے گئے۔ بادشاہ کو تشویش ہوئی اس نے اپنے وزیر جمال الدین کو بلایا اور اس کو تمام واقعہ کہہ سنایا۔ اس پر وزیر نے مشورہ دیا کہ بادشاہ کو فوراً اپنے خدام کے ساتھ مدینہ منورہ جانا چاہیے اور وہاں جا کر اس تمام واقعے کا جائزہ لینا چاہیے۔ مگر اس خواب کی کانوں کان کسی کو خبر نہ ہونے پائے۔ بادشاہ اپنے خصوصی ارکان سلطنت کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ ہو گیا اور مدینہ منورہ پہنچ کر غُسل کیا۔ نیا لباس پہنا اور خوشبو لگائی۔ ننگے پاؤں دربار رسالت میں حاضری دی۔ اپنے وزراء حکم دیا کہ تمام اہل مدینہ کی دعوت کی جائے اور اعلان کیا جائے کہ کوئی شخص گھر میں نہ رہے تمام اہل مدینہ کی دعوت ہے بادشاہ کی دعوت میں پورا مدینہ شریک ہوا۔ مگر بادشاہ کو وہ آدمی نظر نہ آئے جو اس کو خواب میں دکھلائے گئے تھے۔ اس پر بادشاہ نے اہل مدینہ سے پوچھا کہ کوئی شخص دعوت میں آنے سے رہ تو نہیں گیا؟ سب نے کہا کہ نہیں! مگر انہیں کہا گیا کہ جائزہ لے لیا جائے ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص رہ جائے اور میں اس کی خدمت سے محروم

رہ جاؤں۔اس طرح پھرلوگوں نے کہا دونہایت ہی متقی صالح عابدوزاہدشخص رہ گئے ہیں،لیکن وہ ایسی دعوتوں میں شریک نہیں ہوتے وہ خوداس قدر سخی ہیں کہ پورامدینہ ان کی سخاوت سے بہرہ ور ہورہاہے۔ان دوشخصوں کےسواپورامدینہ بادشاہ کی خدمت میں حاضرہےاس پر بادشاہ نے کہا کہ ان کوبھی دعوت میں لایاجائے تاکہ میں بھی ان نیک آدمیوں کی زیارت کرسکوں!

چنانچہ بادشاہ کے حکم پران دوآدمیوں کولایاگیا۔جوشکل وصورت سے عابدشب زندہ دار اور بہت معصوم معلوم ہوتے تھے۔مگر بادشاہ نے دیکھتے ہی ان کو پہچان لیا۔انہیں اپنے پاس بٹھا کر پوچھا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں انہوں نے بتایا کہ ہم مغربی ہیں حج کرنے آئے تھے۔مگر مدینہ منورہ کی حاضری نے اس قدر مسحور کیا کہ مدینہ کے ہوکے رہ گئے۔اب شب وروز دربار رسالت کی حاضری اورعبادت کے سواہمارا کوئی مشغلہ نہیں ہے۔ہمارا مرنا بھی ہماراجینا بھی مدنیہ اورصاحب مدینہ کے لیے ہے!

☆ بادشاہ نے ان کی قیام گاہ کاپوچھا تومعلوم ہوا کہ مسجد نبوی کے بالکل ساتھ ایک مکان میں رہتے ہیں۔بادشاہ نے انہیں بیٹھنے کے لیے کہا اور خود ان کے مکان کی تلاشی کے لیے چلا گیا۔مگرکوئی ایسی چیز برآمد نہ ہوئی جس سے ان کا مجرم ہونا ثابت ہوسکے!بادشاہ نے ارکان سلطنت سے پھرمشاورت کی اورفیصلہ کیا کہ ان کا مصلّٰی اٹھا کر دیکھا جائے۔

☆ پھران کے مکان کی تلاشی لی گئی۔مصلّٰی ۔جائے نماز اٹھایا گیا۔تو نیچے ایک بڑا پتھر رکھا ہوا تھا جوسطح زمین کے برابر تھا۔پتھر کواٹھایا گیا تو نیچے ایک گہری اورطویل سرنگ تھی جومزار قدس تک پہنچنے والی تھی۔جس سے ان دوبےایمانوں کی سازش پکڑی گئی۔اہل مدینہ کے سامنے ان کا جرم بیان کیا گیااوران کو وہیں جلاکربھسم کردیا گیا تاکہ پھرکوئی بے ایمان اسلام دشمن ایسی ناپاک جسارت نہ کرسکے!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

خطیب کہتا ہے

☆ دشمن پکڑے گئے

☆ چہرے دیکھے آپ نے؟ چہرے ایسے جیسے پیران پارسا؟

روپ بہروپ

شکل وصورت انسان

اندر سے مکمل شیطان

☆ یہی بہروپیے ہیں جو اپنی نیکی کے جعلی عکس جما کر سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

☆ مولانا رحمہ اللہ علیہ انہی بہروپیوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

پس بہر دستے نباید داد دست

معلوم ہوا کہ......مَا بَیْنَ بَیْتِیْ ......میرا گھر رسول اللہ کا گھر اس میں کفر کو ظلم کو شرک کو بدعت کو داخلے کی اجازت نہیں ہے! اس میں جو داخل ہوگا وہ رسول اللہ ﷺ کے اذن سے ہوگا۔ حضورؐ کی اجازت سے ہوگا۔

☆ صنادید قریش اپنی قوت کے باوجود بیت رسول میں داخل نہیں ہو سکے!

☆ مغرب کے عیسائی اپنی بے حیائی اور مکروہ سازش کے باوجود بیت رسولؐ میں داخل نہیں ہو سکے!

☆ اگر سرکار دو عالم ﷺ کا اجازت نامہ صدیقؓ و عمرؓ کے پاس نہ ہوتا تو وہ بھی بیت رسولؐ میں داخل نہیں ہو سکتے تھے!

☆ روضۂ رسولؐ میں داخلے کا صدیق اکبرؓ کے پاس شناختی کارڈ تھا۔

☆ فاروق اعظم کے پاس روضہ رسولؐ میں داخلہ کے لیے شناختی کارڈ تھا۔

☆ صدیقؓ کی شناخت تو اس کی ایڑی سے ہوگی جس پر کالے ناگ نے ڈنگ مارا تھا! ہجرت کی رات

☆ صدیقؓ کی شناخت تو ان کے کندھوں سے کی جا سکتی ہے جن پر رسول اللہ ﷺ ہجرت کی رات سوار ہوئے تھے......صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تو یہ شناختی کارڈ دکھاتے گئے اور روضہ رسولؐ میں

داخل ہوتے گئے۔

☆ فاروق اعظمؓ کے پاس اپنی شناخت کے لیے دعائے رسول تھی۔

☆ فاروق مرادرسول تھے۔ بیت اللہ کے آنسو جو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے گرائے تھے وہ ان کی حقیقی شناخت تھے...... اس لیے وہ بھی یہ شناختی کارڈ دکھاتے گئے اور اندر داخل ہوتے گئے۔ کسی نے نہیں روکا اور نہ کوئی روک سکتا تھا!

دونوں کے پاس وفا کے پروانے تھے...... سبحان اللہ

پہرے دار علیؓ تھا

بیت رسول پر پہرہ بھی تو علی کا تھا۔ آپ نے سنا نہیں ہے کہ...... **انا دار الحکمة وعلی بابها** علیؓ دارواز ہ تھے!

تو جناب علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے پوچھا جائے کہ جناب! یہ صدیقؓ وعمرؓ بیت رسول میں کسی طرح داخل ہو گئے، تو جواب ملے گا۔

☆ کہ ان کے پاس شناختی کارڈ ہے۔

محمدؐ بلانے والے

صدیقؓ جانے والے

محمدؐ بلانے والے

فاورقؓ جانے والے

اور

علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ اندر پہنچانے والے

اور افضی پیچھے ہٹ جاؤ، جب محمد بلانے والے ہیں اور صدیقؓ وعمرؓ جانے والےء ہیں اور علیؓ پہنچانے والے ہیں، تو تم کون ہو ہٹانے والے۔ دور ہو...... ابن سبا کے گھرانے والے

روحی الفداء لروضة قدسية

مملؤة بلطافة وصفاء

میری جان اس روضہ اقدس پر قربان جو لطافت اور پاکیزگی سے مالا مال ہو!

☆ گھر رسولؐ کا ہے جسے چاہیں عطا کریں۔

☆ در رسولؐ کا ہے جسے چاہیں بٹھائیں۔

تم کون ہو دخل دینے والے

؎ جب میں جاتا ہوں تو روضہ اقدس سے امیر

پھول دامن میں بھرے باد صبا آتی ہے

نتیجہ نکل آیا! مابین بیتی و منبری روضۃٌ من ریاض الجنة

☆ حضور ﷺ کا حجرہ جنت کا ٹکڑا

☆ بلکہ رشک جنت

☆ بلکہ یوں کہا جائے تو صداقت کی ترجمانی ہوگی کہ

☆ علماء جنت کی تلاش میں

☆ فقہاء جنت کی تلاش میں

☆ صوفیاء جنت کی تلاش میں

☆ اتقیاء جنت کی تلاش میں

☆ اصفیاء جنت کی تلاش میں

اور

☆ جنت میرے حضور سید الانبیاءؐ کی تلاش میں

جہاں میرے حضور تشریف فرما ہیں یہی جنت کا باغ ہے

یہی آپ کا مزار اقدس ہے

یہی صدیق اکبرؓ کا مزار اقدس ہے

یہی فاروق اعظمؓ کا مزار قدس ہے

یہی سیدہ طاہرہ عائشہ صدیقہ کا حجرہ ہے

اسی کا...... اصل نام جنت ہے

سبحان اللہ

منبری ! میرا منبر ہے...... بیتی کے بعد منبر کا ارشاد ہے! جس سے معلوم ہوا کہ سرکار دو عالم ﷺ کا منبر بھی جنت میں بچھا ہوا ہے۔ گویا کہ آپ جب خطبہ دیتے تھے تو جنت کی فضا سے جنت کی زمین سے۔

☆ جنت کا خطیب!

☆ جنتی سامعین سے مخاطب ہے

جنت کی مائیں۔جنتیوں کے سامنے ۔ جنت میں بیٹھ کر بیان ہورہا ہے۔کیا شان ہے بیان کرنے والے کی اور کیا شان ہے بیان سننے والوں کی! خطیب جنتیوں کا خطیب اعظم

اور سامعین اُمت میں ممتاز اور اعلیٰ وارفع اور جنت کی رونق!

ایسے خطیب پر قربان

ایسے سامعین پر قربان

حوالے دینے کی ضرورت نہیں

کتابیں دکھانے کی ضرورت نہیں

فلسفے بیان کرنے کی ضرورت نہیں

دلائل کے انبار لگانے کی ضرورت نہیں

براہین کے ڈھیر لگانے کی ضرورت نہیں

خطابت کے سکے جمانے کی ضرورت نہیں

جس نے صدیقؓ وفاروقؓ اور صحابہ کی عظمت کا مشاہدہ کرنا ہو تو

☆ میرے حضورؐ کے روضہ کو دیکھئے

میرے حضورؐ کے منبر کو دیکھئے

صدیقؓ بھی سمجھ میں آجائیں گے اور فاروق کی عظمت بھی سامنے آجائے گی! اور صحابہ کرام بھی

روشن ستاروں کی طرح ایک ایک کر کے ایمان وایقان کی شمعیں اور روشن قندیلیں بن کر سامنے آجائیں گے...... ماشاءاللہ

سُنی کے پاس ہے۔ قبضہ صدیقؓ وفاروقؓ کے پاس ہے۔ جاؤ اپیلیں کرتے پھرو تمہیں کس نے روکا ہے۔ چودہ سوسال سے تم کچھ نہ کرسکے۔ تو انشاءاللہ آئندہ بھی کچھ نہیں کرسکو گے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

☆ **مابین بیتی ومنبری روضۃٌمن ریاض الجنۃ ومنبری علی الحوض. بخاری ج اول ص ۵۸ ص ۲۵۳**

☆ **مابین بیتی ومنبری اوقبری ومنبری روضۃٌمن ریاض الجنۃ. بزاز**

☆ **مابین منبری وبیت عائشۃروضۃمن ریاض الجنۃ. معجم اوسط**

☆ **ان قوائم منبری ھذارواتب فی الجنۃ**

میرے منبر کے پائے جنت میں ستون ہوگے!

☆ معلوم ہوا کہ جنت اس منبر پر رشک کرتی ہے۔

☆ یہی منبر ہے جس پر

☆ صدیق اکبرؓ خطبہ دیا کرتے تھے۔

یہی منبر ہے جس پر فاورق اعظمؓ خطبہ دیتے تھے۔

یہی منبر ہے جس پر عثمان غنیؓ خطبہ دیتے تھے۔

یہی منبر ہے جس پر علی مرتضیٰؓ خطبہ دیتے تھے۔

☆ یہ رسول اللہ ﷺ کی مرضی ہے۔

جس کو چاہیں حجرہ رسولؐ میں جگہ دے دیں۔

جس کو چاہیں منبر رسولؐ پر جگہ دے دیں۔

یہ اس کے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔

دیکھا آپ نے سنا آپ نے؟

منبر کے زینے جنت کے زینے

منبر کے پائے جنت کے ستون

اگر خطیب کہہ دے کہ

منبر کی زینت جنت کی زینت

منبر کے خطیب جنت کے خطیب

خلفائے راشدین کو منبر رسولؐ پر خطبہ دینے کا اعزاز اس دور کے سنیوں نے تو نہیں دیا؟ یہ تو خیرون القردن میں ہی انہیں سعادت میسر آگئی تھی......وہ خلفیہ رسول اور امیر المومین کی حیثیت سے لاکھوں مسلمانوں کو خطاب فرماتے تھے! لاکھوں ان کی امامت میں نمازیں ادا کرتے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی تاج پوشی تھی......تمغہ تھا انعام تھا۔ عظمت تھی۔ رفعت تھی۔ سرفرازی تھی۔ ان خدمات کے صلے میں جو انہوں نے دین قیم کی بلندی کے لیے اشاعت کے لیے فروغ کے لیے ترقی کے لیے سرانجام دی تھیں۔

نتیجہ............ یہ نکلا............خواہ حضورؐ کا گھر ہو۔ خواہ حضورؐ کا منبر ہو۔ خواہ حضور گوثر ہو اس سے وہی نفوس قدسیہ سیراب ہو سکیں گے۔ وہی فیض یاب ہو سکیں گے۔ وہی پیاس بجھا سکیں گے۔ وہی نفع حاصل کر سکیں گے۔ وہی انوارات و برکات حاصل کر سکیں گے۔ جن کے دل جن کی آنکھیں جن کے چہرے نور ایمان اور عقیدہ توحید و سنت کی روح پرور روحانی فضا سے معطّر ہوں گے اور عشق رسالت نے ان کے ایمان ایقان کو جلا بخشی......ہوگی......**روضة من ریاض الجنة** کی بہاریں ان کو بلائیں گی اور جنت ان کا راہ دیکھے گی۔

و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

تصحیح نیت اور اصلاح دل

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡم. بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

انما الا عمال بالنیات. (بخاری)

☆ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے!

☆ **قال النبی ﷺ الا وان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله و اذافسدت فسدالجسد کله الاوھی القلب.**

ہوشیار رہو کہ بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔ جب وہ درست ہوتو سارا بدن درست ہوتا ہے !اور جب وہ خراب ہوتو سارا بدن خراب ہوتا ہے!

ہوشیار رہو کہ وہ دل ہے!

حضرات گرامی! آج میری تقریر کا عنوان ہے تمام عبادات اور اعمال کی مقبولیت کا دارو مدار نیت کے صحیح ہونے پر ہے! اگر نیت درست ہوگی تو عبادات اور عمل کا ثواب ملے گا اور اگر نیت صحیح نہیں ہوگی تو عمل اور عبادات کا ثواب نہیں مل سکے گا۔نیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ عبادات اور عمل صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا جائے۔

رضائے الٰہی

رضائے الٰہی تمام دین میں اساسی حیثیت کی حامل ہے۔ ہرقول ہرعمل ہر عبادت اور ہر ریاضت رضائے الٰہی کی کسوٹی پر پرکھی جائے گی۔اگرنیت اورارادہ۔رضائے الٰہی کی دولت سے مالا مال ہے تو اعمال میں نور ہوگا اور نیت میں رضائے الٰہی کا نور نہیں ہوگا تو تمام عبادت اور بندگی

ضائع ہوجائے گی۔ یہ مسئلہ اگرچہ الفاظ کے اعتبار سے سادہ سا ہے مگر اس کی گہرائی اور وسعت ایک سمندر اپنے اندر لیے ہوئے ہے! سرکار دو عالم ﷺ نے اس حقیقت کو اپنے ارشاد گرامی میں اسی طرح بیان فرمایا ہے۔ کہ

الافی جسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله و اذا فسدت فسد الجسد کله.

☆ سرکار دو عالم ﷺ نے دل کو پورے نظام زندگی کا مدار المہام قرار دیا ہے! اگر صحیح ہے تو پورا نظام صحیح ہوگا۔ اور اگر دل میں خرابی آ گئی تو پورا نظام حیات درہم برہم ہوکر رہ جائے گا۔ نیت کی صحت ۔ دل کی صحت دونوں کا لفظی دائرہ اگرچہ الگ الگ ہے، مگر مفہوم اور مطلب ایک ہی ہے۔ رضائے الٰہی کا ارادہ دل ہی تو کرے گا۔ نیت کا اچھا یا بُرے ہونے کا تعلق دل ہی ہوگا۔ اس لیے اس تقریر میں انہی دلائل کا ذکر کیا جائیگا۔ جن سے اخلاص نیت دل کی درستگی اور رضائے الٰہی کے لیے نیت اور دل کو وقف کرنے کی ضرورت پر زور دیا جائے گا۔

قرآن حکیم اور اخلاص فی الدین

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اخلاص فی الدین کے مسئلے کو اس انداز سے بیان فرمایا ہے کہ

فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ. (زمر)

تو اللہ کی عبادت کر خاص کرتے ہوئے اطاعت گزاری کو اسی کے لئے ہشیار کہ اللہ ہی کے لیے ہے اطاعت گزاری۔

☆ اللہ کی عبادت میں اخلاص کو بنیاد قرار دیا گیا!

خطیب کہتا ہے

☆ پکار بھی عبادت ہے

☆ دعا بھی عبادت ہے

☆ تلاوت بھی عبادت ہے

☆ حقوق العباد کی ادائیگی بھی عبادت ہے

☆ والدین کی خدمت بھی عبادت ہے

☆ بیوی بچوں کی کفالت بھی عبادت ہے

☆ رزق حلال کی تلاش کے لیے نکلنا بھی عبادت ہے

☆ ان تمام امور کے علاوہ پوری زندگی کو خدا اور رسولؐ کی اطاعت میں گزارنا عبادت ہے۔ان سب عبادات میں نیت کو دل کو دیکھنا ہوگا کہ اس کا کیا کردار ہے اور اس کا کیا رول ہے اس کے کردار کی روشنی میں عبادات کی مقبولیّت اور عدم مقبولیّت کے فیصلے ہوں گے!

اگر نماز......اللہ کی رضا کے لیے ادا کی ہے تو عبادت ورنہ

اگر روزہ......اللہ کی رضا کے لیے رکھا ہے تو عبادت ورنہ

اگر زکوٰۃ......اللہ کی رضا کے لیے ادا کی ہے تو عبادت ورنہ

اگر حج......اللہ کی رضا کے لیے کیا ہے تو عبادت ورنہ

اگر طواف......اللہ کی رضا کے لیے کیا ہے تو عبادت ورنہ

غرضیکہ

عبادات و اعمال میں......نیت اور دل کی صحت کا ہونا ضروری ہے

نماز............دکھلاوے کے لیے پڑھی گئی تو کوئی ثواب نہیں۔

روزہ............دکھلاوے کے لئے رکھا گیا تو کوئی ثواب نہیں۔

اخلاص اور نبوّت

سرکار دو عالم ﷺ ذات گرامی کو بھی اخلاص کا حکم دیا گیا۔انہیں ارشاد ہوتا ہے کہ

قُلْ اِنِّیٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ

کہہ دیجئے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اطاعت گزاری کو اللہ ہی کے لیے خاص کر کے اس عبادت کروں!

☆ سرکار دو عالم ﷺ کا عمل خدا کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہوگا۔مطلوب و مقصود و صرف اللہ کی رضا ہوگی!

کیوں؟ اس لیے کہ اخلاص ہی سے اعمال کا وزن بڑھتا ہے۔ جس قدر اخلاص میں نور زیادہ ہوگا۔ دل میں اسی قدر جلا پیدا ہوگا۔ اسی قدر حلاوت اور تسکین زیادہ آئے گی۔ یہی وجہ تھی کہ سرکار دوعالم جب قوم کے بڑے بڑے مطالبات کو تقاضوں کو مسترد فرماتے تھے۔ تو قریش مکہ حیران ہوجاتے تھے کہ ان کے دل پر کسی قسم کا اثر کیوں نہیں ہوتا!

مثلاً بادشاہی لے لو...... ہماری بات مان لو

مثلاً منہ مانگی دولت لے لو...... ہماری بات مان لو

مثلاً دنیا جہاں کی نعمتیں لے لو...... ہماری بات مان لو

سرکار دوعالم ﷺ بلا تامل ان تمام رعائتوں کو مفادات کو فوراً مسترد فرماتے دیتے ہیں، کیونکہ ہر فعل اور عمل اللہ کی رضا کے لیے تھا۔ ان مشرکین کی رضا یا حصول مفادات کے لیے نہیں تھا!

☆ قریش مکہ نے کون سا لالچ۔ کون مفاد کون سی پیشکش ہے جو سرکار دوعالم ﷺ کو نہ کی، مگر آپ نے ان تمام پیشکشوں اور مفادات کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیا

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ

مجھے اپنے رب کی رضا کا حکم ہے اور میں نے تو بہر صورت رضائے الٰہی کے لیے سب کچھ کرنا ہے۔ تمہاری کسی پیش کش کو اللہ کا پیغمبر رضائے الٰہی کے سامنے کوئی وقعت نہیں دیتا۔ یہ مفہوم ہوتا تھا۔ ان جوابات کا جو اللہ کے نبی ان کے جواب میں ارشاد فرماتے تھے!

قرآن مجید کے ایک مقام پر اخلاص اور رضائے الٰہی کو تمام عبادتوں کی بنیاد قرار دیا گیا ہے!

اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی

یعنی خدائے برتر کی ذات کی خوشنودی کے سوا کوئی غرض نہ ہو!

معلوم ہوتا ہے اسلام کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے دل کی سمت قبلہ درست کرنا ضروری ہے۔ اگر نیت کی صحت پر اعمال کی بنیاد رکھی جائے گی تو اعمال کی بنیاد بام ثریا تک پہنچے گی اور اگر دل کی بنیاد ہی درست نہ ہوئی تو اعمال کی اس بظاہر دیدہ زیب عمارت کی اللہ کے ہاں کوئی وقعت نہیں ہوگی۔

خطیب کہتا ہے

☆ صحابہ کا کھجور کا ایک چھلکا اللہ کی راہ میں دیا ہوا اس قدر وزنی کیوں ہو گیا کہ دوسروں کے دیے ہوئے ڈھیر بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکے!

☆ صحابہؓ کا اللہ کے راستے میں دیا ہوا جو ایک چھلکا دوسرں کے منوں دیے ہوئے غلے سے کیوں بڑھ گیا؟

☆ صحابہ کی ایک رات کے سجدے بڑے بڑے عابدوں کی سینکڑوں راتوں کی عبادت پر کیوں بھاری ہو گئے۔ صرف اور صرف اس لیے کہ صحابہؓ کے دل کو بانجی بہت قیمتی تھی۔ ان کا دل زر خالص تھا۔ اس کی نیت سے کیے ہوئے سودے منڈی میں بہت بھاری قیمت پا گئے! سبحان اللہ

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی

خدا بھی دلوں کو دیکھتا ہے

ان اللّٰہ لا ینظر الیٰ صورکم ولکن ینظر الیٰ قلوبکم

اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ اس حدیث پاک میں دل کو تمام عبادات کی مرکزی قوت قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر دل پر ہوتی ہے وہ یہی دیکھتے ہیں کہ اس کے دل میں رضائے الٰہی کا نور ہے یا نہیں؟

اس نے قربانی کس کی رضا کے لیے دی ہے۔

اس نے مال کس کی رضا کے لیے خرچ کیا ہے۔

اس نے مسافر کے ساتھ حسن سلوک کس کی رضا کے لیے کیا ہے۔

اس نے اس قدر مصائب کس کے لیے اٹھائے ہیں۔

اس نے قید و بند کی صعوبتیں کس کے لیے برداشت کی ہیں۔

اللہ تعالیٰ تو دلوں کو دیکھتا ہے

بلالؓ۔ صہیبؓ۔ حسنؓ۔ کیوں بازی جیت گئے اس لیے ان کے ارادے پاک تھے۔ ان کی نیتیں صحیح تھیں۔ ان میں رضائے الٰہی کے حصول کا جذبہ تھا۔ یہی خلوص اور نیتوں کی پاک بازی

انہیں رفعتیں اور بلندیاں عطا کر گئی۔

انبیاے علیہم السلام کی عظیم دولت خلوص اور رضائے الٰہی کا حصول تھا

وَمَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ .اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. (شعرا)

اور میں اس پر تم سے کوئی مزدوری نہیں چاہتا۔میری مزدوری تو اسی پر ہے جو ساری دنیا کا پروردگار ہے!

حضرات گرامی! آپ کو معلوم ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوم کے سامنے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا مسئلہ نہایت ٹھوس حقائق اور مستحکم دلائل سے بیان فرمایا۔قوم کو اس کے بھلے بُرے نتائج سے آگاہ فرمایا۔خود ان کے دروازوں پر دستک دی۔خود انہیں بازو سے پکڑ کر جہنم کی آگ سے نکالنے کی فکر، خود انہیں جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلوں سے بچانے کی تدبیریں کیں۔مگر ان تمام تر مساعی جمیلہ کا ان سے کوئی بدلہ نہیں چاہا۔کوئی معاوضہ نہیں طلب کیا اور کوئی مفاد ان سے حاصل نہیں کیا۔انبیاء علیہم السلام کی صرف یہی خواہش تھی کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے دین کو اپنالیں۔خدا کی توحید کی عظمتیں ان کے دلوں پر نقش ہوجائیں اور وہ نیک نیتی سے راہ راست پر آجائیں۔اس تمام تر جدوجہد کی روح اور تمام محنت کا ثمرہ انہوں نے یہ بیان فرمایا کہ **ان اجری الا علی اللّٰہ** ......میرا اجر تو اللہ کے ہاں ہے۔میں نے تو اسی سے معاوضہ لینا ہے۔میری تو ساری پونجی اور تمام تر سرمایہ اللہ کی رضا ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اپنی تمام تر جدوجہد اور دینی محنت کو اللہ کی رضا کے لیے کیا جائے گا۔تو نتیجہ بھی اسی کا بہتر نکلے گا اور کاوشیں بھی ہم تمام دینی کاموں کو کرتے وقت اپنی نیتوں کو اور دل کو پاکیزہ اور صاف ستھرا بنالیا کریں تاکہ ہماری دینی زندگی میں بھی نور آجائے۔

حضرت نوح علیہ السلام کا اعلان

حضرت نوح علیہ السلام نے پیغمبرانہ دعوت دینے کے بعد تمام دینی اور تبلیغی خدمات سرانجام دینے کے بعد اعلان فرمایا کہ

یٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ مَا لًا اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ . (هود)

اے قوم میں تم سے اس پر دولت کا خواہاں نہیں ہوں۔ میری مزدوری تو خدا پر ہی ہے!

لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ مَالاً ......حضرت نوح علیہ السلام نے تو کھل کر ارشاد فرمایا کہ میرے پیش نظر اس پوری جدو جہد میں مال کا حصول نہیں ہے کیونکہ عام خیال یہ پیدا ہو جاتا ہے کہ

☆ کسی تحریک میں

☆ کسی جدو جہد میں

☆ کسی مشن کی تکمیل میں

☆ اعلائے کلمۃ اللہ کی کسی سرگرمی میں

جب کوئی شخصیت کوئی نظریاتی شخص حصہ لیتا ہے اور محنت کرتا ہے اور اس کے لئے مصائب اور آلام برداشت کرتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ اسے تو شہرت چاہیے۔ اس کو تو قیادت چاہیے۔ اس کی یہ ساری جدو جہد مال و دولت بنانے کے لئے ہے۔ مال روپیہ، دولت اور ثروت یہ ایسے الفاظ ہیں جو فوراً سوچے اور بن سوچے قومی اور للّٰھی بنیادوں پر کام کرنے والے کو بارہا سننا پڑتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے دور میں بھی مریض دل و دماغ رکھنے والے لوگ اس قسم کے مکروہ پروپیگنڈہ کرتے ہوں گے یا ان کے ہاں بھی رضائے الٰہی کے لئے کام کرنے والے کو اس قسم کے الفاظ کے طعنوں سے مطعون کیا جاتا ہوگا۔ اس لئے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ میرے سامنے مال و دولت جمع کرنا نہیں بلکہ میرے سامنے تو اپنے مولیٰ کی رضا ہے۔ میں نے تو اپنے شب و روز اسی کے حصول کے لئے وقف کر رکھے ہیں کیونکہ اللہ کے پیغمبر کی مساعی اور جدو جہد کا سوائے رضائے الٰہی کے اور کوئی مقصود نہیں ہوتا۔ **اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ.**

علمائے عصر حاضر سے گزارش

میرے دور کے خطیب، مقرر، واعظ، مبلغ، مدرس اور علمائے عصر حاضر اگر برا نہ منائیں تو میں ان سے بھی نہایت دردمندانہ اور عاجزانہ درخواست کرتا ہوں کہ آیئے ہم بھی مل کر ذرا اس بات کا جائزہ لیں کہ کیا ہماری زندگی بھی انبیاء علیہم السلام کی پیروی میں ان لائنوں پر گزر رہی ہے یا کہ نہیں؟ وعظ اور تقریر کی فیس طے کرنا اور پیسے کم ملنے پر اہلِ جلسہ سے جھگڑنا ان کی تذلیل کرنا اور

انہیں طرح طرح کے دل جلانے والے الفاظ سے مطعون کرنا...... یہ کہیں ایسے امور تو نہیں جو قیامت میں شرمندگی خجالت اور رسوائی کا باعث بن جائیں۔

اعاذنا اللّٰہ تعالیٰ

یاد رکھیں شرعی طور پر تقریر کی فیس طلب کرنا تراویح کے لئے رقم مانگنا، ازروئے شریعت حرام ہے۔

محترم علمائے کرام! دنیا اور دنیا کا مال چندروزہ ہے اسی سرمائے اور پونجی کو قرار اور وقار حاصل ہوگا جو ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی سے حاصل کیا ہوگا۔ اس لئے ہم اپنی تمام جدوجہد اور محنت کو لوجہ اللہ یعنی اللہ کی رضا کے لئے مخصوص کردیں۔ انشاء اللہ دین و دنیا دونوں میں منافع ملے گا۔

اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ ...... اگر دنیادار اپنے مزدور کی مزدوری نہیں روکتا تو یقین فرمایئے اللہ تعالیٰ دین کا کام کرنے والوں سے بہت ہی شفیق اور بہت ہی زیادہ عطا فرمانے والے ہیں۔ ہمارے دل اور ہماری نیتوں کا درست ہونا ضروری ہے۔ آپ انبیاء علیہم السلام اور رجال صالحین کی پوری زندگی سامنے رکھ لیں۔ وہ چٹائیوں پر بیٹھ کر بادشاہی کرتے تھے! اللہ تعالیٰ آپ کو بھی سنت انبیاء علیہم السلام زندہ کرنے پر انہی نعمتوں سے سرفراز فرمائیں گے جو اس نے اپنے قیمتی بندوں کے لئے رکھی ہوئی ہیں۔ **وما ذالک علی اللّٰہ بعزیز**

سرکاردوعالم ﷺ کا بصیرت افروز اعلان

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ. وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْ ءٍ شَهِیْدٌ. (سورہ سبا)

کہہ میں نے جو تم سے اجرت چاہی تو وہ تمہارے ہی لئے ہے میری اجرت تو اللہ کے ہاں ہے اور وہ ہر بات پر گواہ ہے! جب ہر کام کا اجر اللہ تعالیٰ ہی عطا فرمائیں گے تو کیوں نہ اپنی امیدیں، اپنی آرزوئیں، اپنی تمنائیں اسی کے سامنے رکھیں۔ کیوں نہ؟ اس سے مانگیں۔ کیوں نہ اسی کے دروازے سے بھیک مانگیں۔ اپنے دل درست کیجئے۔ اپنی نیتوں کا قبلہ درست کیجئے! اور پھر دیکھئے

اللہ تعالیٰ کی نصرت کے دروازے کس طرح تمہارے لئے کھول دیئے جاتے ہیں۔

قرآن نے دل کی کیفیتوں کا مختلف انداز سے ذکر کیا

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِاللّٰہِ اَلَا بِذِکْرِاللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ.

(پ ۱۳، سورہ رعد)

وہ لوگ جو ایمان لائے اور چین پاتے ہیں ان کے دل اللہ کی یاد سے خوب سمجھ لو! اللہ کی یاد ہی سے چین پاتے ہیں دل۔

☆ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْہِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ

ڈرتے رہتے ہیں اس دن سے جس میں لٹ جائیں گے دل اور آنکھیں!

یعنی اس روز دل وہ باتیں سمجھ لیں گے جو ابھی تک نہ سمجھے تھے! اور آنکھیں وہ ہولناک واقعات دیکھیں گی جو کبھی نہ دیکھے تھے۔ قلوب میں کبھی نجات کی توقع پیدا ہوگی اور کبھی ہلاکت کا خوف اور آنکھیں کبھی دائیں اور کبھی بائیں دیکھیں گی! کہ دیکھئے کس طرف سے پکڑے جائیں یا کس جانب سے اعمال نامہ ہاتھ میں دے دیا جائے! استغفر اللہ

☆ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُھُمْ وَجِلَۃٌ اَنَّھُمْ اِلٰی رَبِّھِمْ رٰجِعُوْنَ ......

یعنی یہ لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور اس کے باوجود ان کے دل قیامت کی باز پرس سے ڈرتے رہتے ہیں۔

☆ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ وَاَنَّہٗٓ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ.

اور جان لو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان آڑ بن جاتا ہے اور بے شک تم اسکی طرف جمع کئے جاؤ گے!

یعنی حکم بجالانے میں دیر نہ کرو شاید تھوڑی دیر بعد دل ایسا نہ رہے اپنے دل پر آدمی کا قبضہ نہیں۔ بلکہ دل خدا کے ہاتھ میں ہے۔ جدھر چاہے پھیر دے بیشک اپنی رحمت سے کسی کا دل ابتداً نہیں روکتا نہ اس پر مہر کرتا ہے۔ ہاں جب اس کے احکام بجالانے میں بندہ سستی اور کاہلی کرتا ہے تو اس کو سزا میں روک دیتا ہے یا لاک کر دیتا ہے۔ یہ سب کیفیات دل پر طاری ہوتی ہیں اس سے

معلوم ہوتا ہے کہ دل تمام کیفیات کا مرکز اور محور ہے!

دل بادشاہ ہے

حضرات گرامی! اس تمام گفتگو کا یہ نتیجہ نکلا کہ انسان کا دل ہی جنت کے فیصلے کراتا ہے اور دل ہی جہنم کے فیصلے کراتا ہے۔ اگر دل رضائے الٰہی کے مطابق فیصلہ دے گا تو جنت ملے گی۔ اگر دل کی نیت صاف نہ ہوئی تو انسان جہنم کی بھٹی میں جلے گا جس طرح بادشاہ پوری مملکت کا حکمران ہوتا ہے، رعایا اسی کے اشارہ ابرو پر یا اسی کی ہدایات پر یا اسی کے منشور پر زندگی بسر کرتی ہے۔ اسی طرح دل اور نیت بھی انسانی زندگی کے بادشاہ ہیں۔ نیت صحیح دل صحیح۔ اللہ کی رضا ان کا مطلوب و مقصود بن گیا تو انشاء اللہ آخرت بھی سنور جائے گی۔ دل اور نیت ہی صحیح نہ ہوئے تو دنیا اور آخرت دوبھر ہو جائیں گے!

میری دعا ہے کہ ہم جب بھی کوئی کام شروع کریں تو ہماری نیتوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رضا کے تابع فرمادے۔

امام بخاریؒ کا عمل

محدث جلیل، عالم اسلام کے مایہ ناز سپوت اور فرزند جلیل حضرت محمد بن اسمٰعیل بخاری نور اللہ مرقدہ نے اپنی قابلِ فخر اور دنیائے حدیث کی منفرد اور بے مثال تصنیف بخاری شریف کو اسی حدیث سے شروع فرمایا کہ

انّما الاعمال بالنیات.

تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے گویا کہ اعمال کی پاکیزگی وصحت دل کی پاکیزگی اور صحت پر مبنی ہے اگر ارادے، نیت، دل صحیح ہوں گے اور ان میں رضائے الٰہی کی خوشبو اور برکات ہوں گی تو سارا نظام عبادات ہی خوشبودار بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خلوص نیت عطا فرمائے اور اپنی اطاعت اور فرمانبرداری سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

مصائب رسول ﷺ اور مسئلہ توحید

نَحۡمَدُه وَ نُصَلِّى عَلىٰ رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡم. بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ. لقد اوذيت فى الله ما يو ذى احدٌ و اخفت فى اللّٰه ما يُخاف احدٌ. (البدايه والنهايه. طبرانى، ترمذى، نسائى)

یقیناً اللہ کی راہ میں جس قدر مجھے ستایا گیا ہے اور کسی کو نہیں اور جس قدر مجھے خوف زدہ کیا گیا ہے اور کسی کو نہیں!

حضرات گرامی! آج کی تقریر کا عنوان ہے ''مصائب رسول اور مسئلہ توحید''

☆ سرکار دو عالم ﷺ کی مبارک زندگی کے دو دور ہیں، مکی اور مدنی۔ بقول شورش مکی زندگی آپ کے دل کا امتحان تھی اور مدنی زندگی آپ کے دماغ کا امتحان تھی۔ مکی زندگی آپ کی ولادت مبارکہ سے شروع ہوتی ہے اور ہجرت کے سفر پر اختتام پذیر ہوتی ہے۔ اس میں اعلام نبوّت سے ہجرت تک کا عرصہ تیرہ سالہ جدوجہد پر پھیلا ہوا ہے۔ اعلان نبوت کے بعد مکی زندگی کے تیرہ برس جن دشواریوں مشکلات اور مصائب پر مشتمل ہے ان کی مثال مظالم کی پوری تاریخ میں نہیں ملتی۔ رحمتِ دو عالم ﷺ کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک سانس قریش مکہ کے ظلم وستم اور سفاکی کی انمٹ داستانوں کا حصہ بن گیا۔ یوں لگتا ہے کہ مکہ کی تمام وادی کی آنکھوں میں خون اتر آیا ہے۔ انہیں معمولات زندگی یاد ہی نہیں رہے، وہ صرف اس جدوجہد میں مصروف ہو گئے کہ ہر قیمت پر محمد مصطفیٰ ﷺ کو شکست دینی ہے۔ ان کا راستہ روکنا ہے۔ انہیں مصائب و آلام سے دوچار کرنا ہے۔ ان کی زندگی کو دوبھر کرنا ہے!

یہ سختی کیوں! محترم حضرات! قریش مکہ کا یہ غصہ یہ رنج ذاتی نہیں تھا اور نہ ہی ذاتی طور پر سرکارِ

دوعالم ﷺ کی ذات کو ناپسند کرتے تھے بلکہ ان کا یہ غصہ اور تمام تر گستاخانہ، ظالمانہ رویہ صرف اور صرف سرکار دوعالم ﷺ کی دعوت مسئلہ توحید سے عناد اور مخالفت کی وجہ سے تھا!

قریش مکہ اس بات پر برافروختہ ہوگئے تھے کہ انہیں الٰہ واحد کی دعوت کیوں دی جارہی ہے۔ ان کے خودساختہ خداؤں کی عبادت اور پکار سے انہیں کیوں روکا جارہا ہے۔ سب سے چھوڑ اور رب سے جوڑ کی دعوت پر کیوں زور دیا جارہا ہے! مکی زندگی کے پورے تیرہ سال اسی دعوت میں صرف ہوگئے کہ

یا ایھاالنّاس قولوا لا الہ الاّ اللّٰہ تفلحوا.

اے لوگو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے یہ کہہ دو! نجات پا جاؤ گے!

کتنا سچا پیغام ہے کتنی پیاری دعوت ہے اور کس قدر پیارا نجات کا راستہ ہے کہ اپنا عقیدہ توحید درست کرلو۔ خدا کے ساتھ تمہارا اعتقادی رشتہ صحیح قائم ہو جائے تو تمہیں دین و دنیا کی کامرانیاں نصیب ہوں گی!

یاد رکھیئے اور ہمیشہ اس نکتہ کو دل و دماغ پر ثبت کر لیجئے کہ کفار مکہ کے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو عقیدے کا اختلاف تھا اور آپ کی ابتدائی دعوت ان کے سامنے عقیدہ توحید ہی کی تھی۔ آپ پوری کوشش سے ان کے توحید کے متعلق بگڑے ہوئے نظریات اور فاسد خیالات کو درست فرمانا چاہتے تھے مگر اہلِ مکہ اس دعوت کو قبول کرنا زہر قاتل سمجھتے تھے۔ ان کے لئے مرجانا آسان تھا مگر سرکار دوعالم ﷺ کے عقیدۂ توحید کی دعوت کو قبول کرنا نہایت مشکل تھا۔ چنانچہ قریش نے آپ کی دعوت کو قبول کرنے کی بجائے مسترد کر دیا۔ نہ صرف مسترد کر دیا بلکہ یہ فیصلہ بھی کرلیا کہ اس کی مخالفت پوری قوت سے کرنی ہے۔ اگرچہ اس پر ان کی اخلاقی قدریں بھی پامال ہو جائیں۔ اخلاق نام کے الفاظ ہی لغت سے خارج کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

جسمانی مشقتوں کا طوفان

لا الہ الاّ اللہ کا کلمہ سنتے ہی سرکار دوعالم ﷺ کی ذاتِ گرامی پر کفار مکہ ٹوٹ پڑے۔ اس میں بیگانے یگانے کی کوئی تمیز نہ رہی۔ ابولہب جو سرکار دوعالم ﷺ کا حقیقی چچا تھا اس نے آپ کی زبان

مبارک سے یہ کلمہ توحید سنتے ہی

☆ ایک تبرا کیا

☆ ایک پتھر مارا

☆ **تبّالک با محمّد الھٰذا جمعتنا.**

اے محمدؐ تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں تو نے اس لئے ہمیں جمع کیا تھا۔ یہ بکتے ہوئے اس نے میرے محبوب سرکار دو عالم ﷺ کے جسم اطہر کو پتھر سے مار کر زخمی کیا۔

گویا کہ......زبان کا تیر مار کر دل زخمی کیا

اور......پتھر مار کر آپ کا جسم اطہر زخمی کیا۔

کیوں اور کس لئے؟

صرف عقیدہ کے اختلاف کی وجہ سے!

معلوم ہوا کہ جب عقیدہ توحید کا بیان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور یکتائی بیان کی جائے گی، غیر اللہ کی عبادت اور پکار کی نفی کی جائے گی اپنے دور کے معبودوں کی عبادت اور پوجا سے روکا جائے گا۔

خطیب کہتا ہے

تمہارے ہاتھ دعا کے لئے اٹھیں گے

اور

مشرکین کے ہاتھ جفا کے لئے اٹھیں گے

تمہارے ہاتھ وفا کے لئے اٹھیں گے

اور

مشرکین کے ہاتھ دغا کے لئے اٹھیں گے

تمہاری زبان پر رب ہوگا

مشرکین کی زبان پر سب ہوگا

تمہارے ہاتھ میں قرآن کا نشان ہوگا

مشرک کے ہاتھ میں پتھر کا نشان ہوگا

مقدر دیکھئے............ایک کی زبان پر

عقیدہ توحید کا پیغام ہوگا......اور ایک کی زبان پر سب وستم کا طوفان ہوگا۔

کسی کا مقدر خراب نہ ہو! کسی کی قسمت نہ بگڑے......

مکے کے اوباشوں کا طوفان بدتمیزی

سرکار دو عالم ﷺ کی مسئلہ توحید کی دعوت کے جواب میں قریش مکہ نے اوباشوں کو اور اخلاق باختہ نوجوانوں کو جمع کر کے انہیں اس بات پر آمادہ کیا کہ (محمد ﷺ) ہمارے معبودوں کو برا کہتا ہے اس لئے تمہاری ڈیوٹی ہے کہ تمہارا جہاں کہیں بھی اس سے آمنا سامنا ہو اس پر آوازے کسو اور طرح طرح سے اس کو مطعون کیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے اپنا وطیرہ بنالیا کہ سرکار دو عالم ﷺ سے جہاں کہیں موقع ملتا، گستاخانہ رویہ اختیار کرتے!

فکذبوہ واٰذوہ ورموہ بالشعر والسحر والکھانۃ والجنون. (سیرت ابن ھشام ج اول ص ۳۰۸)

چنانچہ انہوں نے آپ کی تکذیب کی آپ کو ایذا وتکلیف دی اور آپ پر شاعری جادوگری، کہانت اور جنون کی تہمت لگائی۔ دیکھا آپ نے قریش مکہ کے نوجوانوں کا طرزِ عمل؟ یہ طوفان بدتمیزی کیوں ہے؟ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر ہاتھوں اور زبان سے تیروں کی بارش کیوں برسائی جارہی ہے۔صرف اور صرف عقیدہ توحید کے بیان کی وجہ سے۔

سیرت النبی ﷺ

مولانا شبلیؒ کے الفاظ سنئے!

یہ لوگ آنحضرت ﷺ کی راہ میں کانٹے بچھاتے، نماز پڑھتے وقت ہنسی اڑاتے، سجدہ میں آپ کی گردن پر اوجھڑی لاکر ڈال دیتے گلے میں چادر ڈال کر اس زور سے کھینچتے کہ گردن مبارک پر بدھیاں پڑ جاتیں۔ باہر نکلتے تو شریر لڑکے پیچھے پیچھے غول باندھ کر چلتے۔قرآن نازل کرنے والے

خدا کو گالیاں دیتے۔

سجدے کی حالت میں حضورؐ پر اوجھڑی ڈال دی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ سجدہ میں تھے! قریش کے لوگ اردگرد موجود تھے۔ عقبہ بن ابی معیط اونٹ کی اوجھڑی غلاظت سمیت لایا اور حضورؐ کی پشت مبارک پر ڈال دی۔ حضور نے سجدہ سے سر نہ اٹھایا۔ حضرت فاطمہ تشریف لائیں اور اسے حضورؐ کی پٹھ سے ہٹادیا۔ عقبہ کو بددعا دی۔ حضور ﷺ نے نماز سے فراغت کے بعد روسائے قریش ابوجہل، عقبہ شیبہ امیہ بن خلف وغیرہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے بددعا فرمائی۔ چنانچہ میں نے دیکھا (یعنی عبداللہ بن مسعودؓ) نے کہ یہ لوگ بدر کے دن قتل ہوئے اور ایک اندھے کنویں میں ڈال دیئے گئے۔ سوائے اُمّیہ کے کہ اس کا جوڑ جوڑ کٹ کر جدا ہو گیا تھا۔ لہذا وہ کنوئیں میں نہ ڈالا جاسکا۔ جیسا کہ الفاظ حدیث کے یہ ہیں۔

فقال النبیّ ﷺ اللّٰھم علیک الملاء من قریش ابا جھل ابن ھشام و عقبة بن ربیعة وشیبتہ ابن ربیعة و امیّة ابن خلف و ابی ابن خلف فرأیتھم قتلوا یوم بدر فالقوا فی بیئر غیر امیّة او ابی تقطّعت او صالہ فلم یلق فی البیئر. (بخاری ج ۱)

حضور ﷺ کو لہولہان کردیا

طارق بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بازار ذوالمجاز میں دیکھا کہ آپ فرماتے تھے!

لا الہ الّا اللہ............ایک شخص آپ کے پیچھے پیچھے پتھر مارتا جاتا تھا اور وہ بدبخت پتھر مارنے کے ساتھ یہ آواز بھی لگاتا جارہا تھا!

یا ایّھا النّاس لا تطیعوہ فانّہ کذّابٌ.

مسند احمد میں اس پتھر مارنے والے کا نام ابوجہل لکھا گیا ہے اور پتھر مارنے کے ساتھ خاک ڈالنے کا بھی ذکر ہے!

یعنی......سرکار دو عالم ﷺ نے توحید کی دعوت دی تو ابو جہل نے جواب میں

☆ حضورؐ کو پتھر مارے

اور حضورؐ کی ذات گرامی پر مٹی ڈالی، خاک پھینکی، اندازہ لگا لیجئے........... جب جسم پر خون ہوگا اور کپڑوں پر گرد اور خاک ڈال دی گئی ہوگی تو رحمت دو عالم ﷺ اس حالت میں کس طرح غمگین اور پریشان ہوں گے!

☆ یہ مصائب عقیدۂ توحید کے بیان کی وجہ سے اُٹھائے جارہے ہیں۔

ان یّقول ربّی اللّٰه

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے پوچھا کہ مشرکین نے حضور ﷺ پر جو اشد ظلم کیا ہو اس کی مجھے خبر دیجئے۔

انہوں نے کہا کہ ایک دفعہ سرکار دو عالم ﷺ حرم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آ گیا اور اپنی چادر حضور ﷺ کی گردن مبارک میں ڈال کر نہایت شدت سے حضور ﷺ کا گلہ مبارک گھونٹا۔ حضرت ابوبکر آئے اسے کندھوں سے پکڑا اور دھکا دے کر حضور ﷺ سے دور ہٹا دیا اور فرمایا کہ

اتقتلون رجلا ان یّقول ربّیَ اللّٰه. (بخاری ج ۱)

کیا تم اس شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہی ہے!

☆ بیہقی نے حضرت عروہ سے اسی مضمون کو ان الفاظ میں نقل فرمایا ہے کہ میں نے عمرو بن عاصؓ سے پوچھا تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ ایک دن اشراف (وڈیرے) قریش حرم کعبہ میں جمع ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ پھر بیت اللہ کا طواف فرمایا، اشراف قریش باتوں باتوں میں حضور ﷺ پر طعنہ زنی کرنے لگے۔ دوسرے اور تیرے طواف پر بھی اسی طرح طعنہ دیتے رہے۔ حضورؐ کے چہرۂ انور پر ناگواری کے اثرات ظاہر ہوئے دوسرے دن پھر اسی طرح روسائے قریش جمع تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو

فوثبوا الیه ثبة رجل واحدٍ فاحاطوا بهٖ......

تو سب نے حضورؐ کو گھیر لیا اور یکبار گی حضورؐ پر ٹوٹ پڑے۔

میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنی چادر حضورؐ کے گلے مبارک پر ڈال کر اس کو بل دے کر زور سے چھڑایا اور فرمایا کہ

اتقتلون رجلا ان یّقول ربی اللّٰه.

کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہی ہے۔

فکفّوا عن رسول اللّٰه ﷺ واقبلوا علیٰ ابی بکر یضربونهٗ. (سیرت حلبیه ج اول ص ۳۳)

وہ رسول اللہ ﷺ سے تو رک گئے مگر ابو بکر پر حملہ کر دیا...... دوسری روایت میں ہے

و قد صد عوفرق راسهٖ. (سیرت ابن هشام)

آپ کا سر مبارک آگے سے پھاڑ دیا

خطیب کہتا ہے

☆ حضور اکرم ﷺ کے پتھر مارنا

☆ حضور اکرم ﷺ کے جسم اطہر پر مٹی ڈالنا

☆ حضور اکرم ﷺ کو سبّ شتم کرنا

☆ حضور اکرم ﷺ کو زخمی کرنا

☆ حضور اکرم ﷺ کے گلے میں چادر ڈال کر آپ کو شہید کرنے کی کوشش کرنا۔

آخر یہ سب کچھ کیوں تھا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک ہی جملے میں مشرکین کی تمام مخالفتوں کو ظاہر فرما دیا کہ

اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ

☆ میرا رب صرف اور صرف اللہ ہی ہے

☆ **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ**

☆ **ذالکم اللّٰه ربکم**

☆ سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ.

حضورؐ چاہتے تھے......اللہ کا رب ہونا ان کے عقیدے پہ ثبت ہوجائے!

حضورؐ چاہتے تھے کہ اللہ کا واحد لاشریک ہونا ان کے عقیدے کا حصہ بن جائے!

بحث عقیدے کی تھی!

بحث خدا کی وحدت کی تھی!

بحث صرف اور صرف خدا کے مشکل کشا ہونے کی تھی!

حضورؐ فرماتے تھے کہ الٰہ وہ ہی ہے

اور

مشرک کہتے تھے کہ الٰہ وہ بھی ہے۔

اختلاف یہی تھا۔حضورؐ کی اسی پر محنت تھی۔آپ اسی کے لئے ماریں کھاتے تھے۔آپ اسی کے لئے مصائب برداشت کرتے تھے!

ربی اللہ

نبیوں والی محنت

نبیوں والی محنت یہی ہے کہ پہلے عقیدہ درست کیا جائے پہلے دل کو شرک و بدعت سے پاک کیا جائے پہلے دل میں لا الٰہ کا جھاڑو پھیر جائے۔کفر و شرک کو دل سے نکالا جائے اور جب دل کی دھرتی صاف ہوجائے۔پھر الا اللہ کے خوشنما پھول بچھائے جائیں۔

عقیدہ بنایا جائے پھر عمل کی عمارت اٹھائی جائے۔عقیدہ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے اگر عقیدہ درست ہوگا تو عمل صالح کی خوشنما عمارت قائم ہوسکے گی اور اگر عقیدہ درست نہیں ہوگا تو عمل صالح کی عمارت نہیں اُٹھ سکتی۔مکی زندگی میں سرکار دو عالم ﷺ کی تمام محنت عقیدہ توحید میں رنگ بھرنے میں صرف ہوئی ہے۔اس لئے دعوت اور محنت اسی مشن پر ہونی چاہیے جو سرکار دو عالم ﷺ کا مشن تھا۔اعمال کا دوسرا نمبر ہے اور نہایت ضروری ہے کیونکہ اعمال اچھے عقیدے کے ثمرات اور پھل

ہیں۔اگرعقیدہ اچھا ہوگا تو اعمال کی قیمت پڑے گی ورنہ **فلا نقیم لھم یوم القیامہ وزنا** ......
قیامت کے دن ان اعمال کی پرکاہ کے برابر حیثیت نہیں ہوگی جو عقیدے کی صحت کے بغیر ہونگے !

اس لئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس جملے سے سرکار دو عالم ﷺ کے عقیدے کی محنت کو اجاگر کردیا کہ

اتقتلون رجلا ان یّقول ربی اللّٰہ.

ہر شخص تکذیب کرتا تھا

رسول اللہ ﷺ جب گھر سے باہر تشریف لاتے تھے تو ہر شخص آپ کو گستاخانہ انداز سے پیش آتا۔

فلم یلقہٗ احدٌ من النّاس الّا کذّبہٗ و اٰذاہٗ لا حرٌّ ولا عبدٌ. (سیرت ابن ہشام)

تو لوگوں میں سے آپ کو جو بھی ملا خواہ وہ آزاد تھا خواہ غلام، اس نے آپ کی تکذیب کی اور آپ کو تکلیف دی۔آپ واپس تشیر لائے تو شدت غم اور تکلیف سے جو آپ کو کفار نے پہنچائی تھی، کپڑا اوڑھ لیا۔اللہ تعالیٰ نے اسی غم واندوہ کی کیفیات میں اپنے محبوب کو اس طرز خطاب سے سرفراز فرمایا کہ

یٰٓاَیُّھَا الْمُدَثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ.

اے چادر اوڑھنے والے اُٹھ......پس ڈرا ان کو

خطیب کہتا ہے

☆ دل ہی تو ہے نہ کہ سنگ وخشت درد سے بھرنہ آئے کیوں؟

☆ سرکار دو عالم ﷺ پر قریش کے ظلم وستم کا اثر ہوا......ان کے مظالم سے دل کی دنیا میں ایک درد اُمنڈ آیا۔

اور جب اداسی اور غم نے طبیعت کو اداس کردیا تو آپ چادر اوڑھ کر لیٹ گئے، یا بیٹھ گئے !اللہ کو اپنے محبوب کی یہ چادر اوڑھ کر بیٹھنے کی ادا اس قدر پسند آئی کہ اسی ادا کے دلفریب منظر سے آپ

کوخطاب فرمایا گیا کہ اے چادر اوڑھنے والے اُٹھ

☆ کس قدر اونچا مقدر ہے اس چادر کا جو جسم پیغمبر کے ساتھ لپٹنے سے قرآن کی تلاوت کا حصہ بن گئی۔

☆ لباس پیغمبر خواہ کپڑے کی شکل میں ہو وہ بھی خدا کو محبوب ہے اور لباس پیغمبر خواہ ازواجِ مطہرات کی شکل میں ہو وہ بھی خدا کو محبوب ہے۔

هُنّ لباس لكم

☆ تمام مصائب اور تمام صدمات پیغمبر کی ذاتِ گرامی پر اس لئے توڑے جا رہے تھے کہ آپؐ اللہ کی توحید کے مسئلے کو دن کی روشنی میں علیٰ رؤس الاشہاد بیان فرماتے تھے! کہ قولو لا الٰہ الاّ اللہ۔

☆ فرعون و ہامان نے جب موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا مشورہ کیا تو فرعون کی مجلس شوریٰ کے ایک فرد نے کہا کہ

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّىَ اللّٰهُ .

خطیب کہتا ہے

☆ آل فرعون کا وہ مومن شخص اس لئے قابل قدر ہے کہ اگر چہ اس نے اپنے ایمان کو چھپا رکھا تھا مگر مشورہ نہیں چھپایا۔

☆ قربان جاؤں صدیق اکبرؓ کے

نہ ایمان چھپایا......نہ اعلان چھپایا

ایمان بھی یہی تھا کہ......ربی اللہ

اعلان بھی یہی تھا کہ......ربی اللہ

یہی وجہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دن اثنائے خطبہ میں لوگوں سے پوچھا کہ بتلاؤ سب سے زیادہ شجاع (دلیر) کون ہے؟

لوگوں نے کہا آپ! آپ نے فرمایا کہ میرا حال تو یہ ہے کہ جس نے مجھ پر حملہ کیا میں نے اس سے انتقام لیا۔ سب سے زیادہ بہادر تو ابوبکرؓ تھے۔ میں نے ایک دفعہ دیکھا کہ قریش رسول اللہ ﷺ کو مارتے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ

انت جعلت الآلهة الٰها واحدا.

کیا تو نے کئی معبودوں کا ایک معبود بنا دیا؟

حضرت ابوبکرؓ آئے اور کفار کے گھونسے رسید کیے اور آپ کو چھڑایا اور اس مردمومن کی طرح کہا کہ

ویلکم اتقتلون رجلا ان یّقول ربی اللّٰه.

حضرت علیؓ یہ کہہ کر رو پڑے اور فرمایا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آل فرعون کا مومن افضل تھا یا ابوبکرؓ......لوگ خاموش رہے تو فرمایا کہ خدا کی قسم ابوبکرؓ کی ایک گھڑی آل فرعون کے مردِ مومن کی تمام زندگی سے بدرجہا بہتر ہے۔ اُس نے اپنا ایمان چھپایا اور ابوبکرؓ نے اپنے ایمان کا اظہار واعلان کیا۔ (فتح الباری جلد ۷)

آپ پر غشی طاری ہوگئی

حضرت انسؓ نے روایت کی ہے کہ کافروں نے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کو اس قدر مارا کہ آپ بیہوش ہوگئے

لقد ضربوا رسول اللّٰه ﷺ حتّٰی غشی علیه. (حیاة صحابه)

طائف میں ظلم کی انتہا

سرکار دوعالم ﷺ نے جب طائف میں مسئلہ توحید بیان فرمایا تو

فجعلوا یرمونهٗ باالحجارة حتّی انّ رجلی رسول اللّٰه ﷺ تدمیان و زید بن حارثة بقیة بنفسهٖ حتّٰی لقد شبحّ فی راسهٖ شجاجٌ. (طبقات جلد اول ص ۲۱۱)

وہ برابر سرکار دوعالم ﷺ پر سنگ باری کرتے رہے یہاں تک کہ حضور ﷺ کے قدمین شریفین

سے خون ٹپکنے لگا۔ حضرت زید بن حارثہ آپ کے آڑے آئے۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ کو بچاتے بچاتے ان کے سر میں متعدد زخم آ گئے!

طائف میں سرکار دو عالم ﷺ پر کفار نے اس قدر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے کہ خود ظلم وستم بھی شرمندہ ہو گیا۔ یہی وجہ تھی کہ پہاڑوں کے فرشتے نے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا تھا کہ اگر آپ حکم دیں تو میں ان پہاڑوں کو اٹھا کر قریش کفار کے سر پر دے ماروں جس سے ان کا نام ونشان مٹ جائے!

شعب ابی طالب کی قید

تین سال تک سرکار دو عالم ﷺ شعب ابی طالب میں قید رہے اور اس قدر مصائب اور تکالیف کا صدمہ اٹھایا کہ بالآخر حضرت سیدہ صدیقہ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ انہی صدمات کی تاب نہ لاتے ہوئے دنیائے فانی سے رخصت ہو گئیں۔

آخر قتل کا فیصلہ کر لیا

وجعلوا علیٰ قتل رسول اللّٰہ ﷺ. (طبقات)

بالآخر رسول اللہ ﷺ کے قتل کا فیصلہ کر لیا اور آخری اور بھرپور حملہ کرنے کے لئے ہجرت کی رات کاشانۂ نبوی کا محاصرہ کر لیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی تمام تدبیروں کو خاک میں ملا دیا۔

حضرات گرامی! آپ نے سرکار دو عالم ﷺ کی مکی زندگی کے واقعات اور مصائب کا تذکرہ سنا۔ آپ نے محسوس فرمایا ہوگا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے نبوت کا اعلان ہی مسئلہ توحید کے بیان سے فرمایا۔

قولوا لا الٰہ الاّ اللّٰہ تفلحوا.

یہ وہی دعوت ہے جو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام لے کر آئے اور اپنی امتوں کو اپنے اپنے ادوار اور زمانے میں دی گئیں۔ سرکار دو عالم ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام سے آخر میں آئے اور اسی دعوت توحید کو لے کر سرزمین مکہ کے گلی کوچوں میں صدائیں دیتے رہے۔

لیکن قریش نے دنیا کا کوئی ظلم ایسا نہیں جو حضور ﷺ کے لئے روا نہ رکھا ہو! کوئی ستم ایسا نہیں

جو آپ پر ڈھایا نہ ہو۔ پتھروں سے مارا، ہاتھ چلائے، غنڈہ گردی کے نئے نئے طریقے آزمائے۔ اوباش اچکے، غنڈے آپ کے پیچھے لگائے، تالیاں پیٹیں۔ کوڑا کرکٹ آپ پر پھینکا، کانٹے بچھائے، گلے میں چادر ڈال کر آپ کو ختم کرنے کی کوشش کی، غرضیکہ غنڈہ گردی کی تاریخ میں جو جو حربہ ہوسکتا تھا ایک ایک کر کے آپ کی ذات گرامی کے خلاف آزمایا اور اپنایا۔ مگر میرے ماں باپ قربان ہوں اس داعی توحید کی ذاتِ گرامی پر ان کے پائے استقلال میں کبھی کوئی لغزش پیدا نہیں ہوئی بلکہ آتش عشق تیز سے تیز ہوتی رہی۔ اللہ کی وحدانیت کا ڈنکا مکہ کے گلی کوچوں سے نکل کر دور دور تک سنائی دینے لگا اور سرکار دو عالم ﷺ طوفانوں اور ظلم وستم کی آندھیوں میں برابر آگے بڑھتے رہے اور اللہ کے نام کی روشنی کو عام کرتے رہے۔ توحید کی اس دعوت سے اس نکتہ کو پختہ کرتے رہے کہ توحید کا مسئلہ سب سے مقدم ہے۔ اللہ کا نبی اپنے جسم کو زخمی کرا سکتا ہے اپنے ساتھیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کروا سکتا ہے، شعب ابی طالب میں قید کی سختیاں برداشت کر سکتا ہے، تلواروں کی جھنکار سے بے پرواہ ہو کر تنہا وادی مکہ میں صدائے توحید بیان کرتا ہے اور کرتا رہے گا۔ عقیدہ توحید ہی اسلام کی ایمان کی جان ہے۔ عقیدہ توحید ہی عبادت وریاضت کی روح ہے۔ اللہ کا رسول ﷺ اپنے جسم پر ہزاروں حملے برداشت کر سکتا ہے، مگر اپنے مشن کو نہیں چھوڑ سکتا۔ کیونکہ

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ......

کا حقیقی مفہوم خدائی وحدت کا کھلا اعلان ہے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین

علماء کرام مدارس کے ہوں یا مسجد کے علمائے کرام منبر ومحراب کے وارث ہوں یا مسند ارشاد پر فائز ہوں! ان سے گزارش ہے کہ آپ کو کچھ عرض کرنا تو سورج کو چراغ دکھانا ہے، گستاخی ہوگی اگر آپ سے عرض کیا جائے اور آپ کو یاد کرایا جائے کہ اے وراثتِ انبیاء کے حاملین کرام!

اس وقت عقیدہ توحید سے بیزاری اور سنت رسول سے گریز کے جو طوفان اُٹھے ہوئے ہیں۔ شرک وبدعت کی جو آندھیاں چل رہی ہیں۔ شہر شہر قریہ قریہ بستی بستی جس طرح شرک وبدعت کی مشینیں نصب ہو چکی ہیں۔ وہ آپ کو جگا دینے کے لئے کافی نہیں ہیں؟ کیا آپ کو جگانے کے لئے

صور اسرافیل چاہیے۔آپ کے لئے فاران کی چوٹیوں پر دی گئی صدا۔شعب ابی طالب میں کہی گئی ندا اور سفر طائف میں کی گئی دعا کافی نہیں ہے؟ کہ اب تک آپ بیدار نہیں ہوئے۔خدا کے لئے اٹھئے پھر سے نغمہ توحید سے دردوسوز کی فضا پیدا کردیں توحید کا غلغلہ اس ولولے سے بلند کریں کہ روح محمد تمہارے لئے شفقت وشفاعت کا سیل رواں وقف کردے! آیئے پھر عہد کریں کہ ہم لا الہ الاّ اللہ محمد رّسول اللہ کے نور سے پورے عالم کو روشن کرکے چھوڑیں گے۔

انشاءاللہ

یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ

....

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستیوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اسلام میں بچیوں کی تربیت

☆بیٹی اللہ کی نعمت ہوتی ہے

☆بیٹی کی خدمت اور پرورش کو رسول اللہ محبوب رکھتے تھے!

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِيۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡم. بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمۡ بِالۡاُنۡثٰى ظَلَّ وَجۡهُهٗ مُسۡوَدًّا وَّهُوَ كَظِيۡمٌ يَتَوَارٰى مِنَ الۡقَوۡمِ مِنۡ سُوۡٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمۡسِكُهٗ عَلٰى هُوۡنٍ اَمۡ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ. (سورہ نحل)

جب ان میں سے کسی کولڑکی پیدا ہونے کی خبر سنائی جاتی تو وہ دل مسوس کے رہ جاتا ہے۔ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے۔ان کو منہ نہیں دکھانا چاہتا اس برائی کی وجہ سے جس کی اسے خبر ملی ہے۔ سوچتا ہے کہ کیا اس نومولود بچی کو ذلّت کے ساتھ باقی رکھے! یا اس کو کہیں لے جا کر مٹی میں دبا دے۔

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمۡ بِالۡاُنۡثٰى ظَلَّ وَجۡهُهٗ مُسۡوَدًّا وَّهُوَ كَظِيۡمٌ.

اور جب ان میں سے کسی کو اس چیز کی خوشخبری دی جائے جسے رحمان کے لئے ٹھہراتا ہے تو اُس کا منہ سیاہ ہوجاتا ہے اور وہ دل میں کڑھتا رہتا ہے۔

حضرات گرامی! اس وقت میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید کی دو آیتیں تلاوت کی ہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کے اس احساس کی مذمت کی ہے جو اسے گھر میں بیٹی پیدا ہونے کے بعد ہوتا ہے۔نزول قرآن کے وقت تو احساس کی بجائے ندامت پیدا ہوتی تھی اور جس گھر میں بچی پیدا ہوتی تھی، وہ گھرانہ پورا جہنم بن جاتا تھا! شرمندگی کے مارے باہر نہیں نکلتے تھے۔اپنی اس شرمندگی اور خفت کو مٹانے کے لئے اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتے تھے جب تک

اس بدنصیب بچی کو قتل یا زندہ درگور نہیں کر دیتے تھے! انہیں اس فعل پر کوئی ندامت نہیں ہوتی تھی، بلکہ اس کو فخریہ انداز سے بیان کیا جاتا تھا کہ ہم نے اپنی بیٹی کو قتل کر دیا ہے یا زندہ زمین میں دفن کر دیا ہے۔ پوری انسانیت کی تاریخ میں اس سے بڑھ کر اور کیا درندگی اور سفاکی ہو سکتی ہے کہ اپنے بطن اور اپنے جسم سے پیدا ہونے والی بچی کو بدشگون سمجھا جائے اور اسے معاشرے میں شرمندگی اور خجالت کا سبب سمجھا جائے اور اس بات میں کوئی شرم اور ندامت نہ محسوس کی جائے کہ اپنے لختِ جگر کو اپنے ہاتھوں سے اپنی آنکھوں کے سامنے خود گھڑا کھود کر زمین میں دفن کر دیا جائے۔

یا للعجب!

سامعین! ذرا آپ تصوّر تو کریں کہ ایک درندہ صفت باپ جب ایک معصوم بچی کو اس طرح زندہ زمین میں دفن کرتا ہوگا اس وقت درد والم، سوز وغم کا کس قدر دل کو جلا دینے والا سماں ہوتا ہوگا۔

بچی کے آنسو اور چیخیں، اس کی آہیں اور سسکیاں کیا عرش رب مجید کو نہیں ہلا دیتی ہوں گی؟ کیا فضا پر ایک لرزہ طاری نہیں ہو جاتا ہوگا؟ کیا زمین اور آسمنا اس منظر سے پھٹ نہیں پڑتے ہوں گے؟

کیا انسانیت اس احسان کا بدلہ دے سکتی ہے

کیا انسانیت صرف اور صرف اسلام کے اس احسان کا بدلہ دے سکتی ہے کہ اس نے عورت کو بچی کو، بیٹی کو اس سفاکی اور درندگی سے نجات دلا کر دنیا میں زندہ رہنے کا عظیم حق دیا۔ اور اسے انسانی عظمتوں میں مرد کے برابر لا کھڑا کیا۔ جس طرح مرد اللہ کی مخلوق ہے اسے زندہ رہنے کا حق ہے، اسی طرح عورت بھی اللہ کی مخلوق ہے اسے بھی دنیا میں زندہ رہنے کا حق ہے، جس طرح مرد کے لئے رزق کا انتظام اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اسی طرح عورت کو بھی اللہ تعالیٰ ہی رزق عطا فرماتے ہیں، جس طرح مرد کاروبار زندگی میں مصروف عمل ہو کر اپنی زندگی کو تابندہ رکھتا ہے اسی طرح عورت بھی امورِ خانہ داری میں مرد کا ہاتھ بٹا کر معاشرے کا اہم رکن بن جاتی ہے۔

عورت پر اسلام کے اس قدر احسان عظیم کا عشرِ عشیر بھی مغربی معاشرے میں نہیں دکھا سکتی!

قرآن مجید نے جس طرح لڑکے کو والدین کے لئے نعمت قرار دیا ہے اسی طرح بچی اور بیٹی کو بھی والدین کے لئے راحت سکون اور نعمت خداوندی قرار دیا ہے!

حضرت مریم! حضرت مریم کی پیدائش ایک عظیم تاریخ ساز حقیقت لئے ہوئے ہے۔ اگرچہ ان کی والدہ نے بھی یہ کہہ دیا تھا کہ

فَلَمَّا وَضَعَتْهَاقَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰی ...... وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ...... وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی .

پھر جب اسے جنا۔ کہا اے میرے ربّ میں نے تو وہ لڑکی جنی ہے......اور جو کچھ اس نے جنا ہے اللہ اسے خوب جانتا ہے......اور بیٹا بیٹی کی طرح نہیں ہوتا۔

☆ مگر اللہ تعالیٰ نے مریمؑ کی والدہ کو بتا دیا کہ لڑکی کا پیدا ہونا اس قدر نیک فال اور تاریخ ساز واقعہ ہوگا کہ ایک پیغمبر کی پوری تاریخ اس کے اردگرد گھومے گی! کسے نہیں معلوم کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہونے کا شرف پھر سیدہ مریم سلام اللہ علیہا کو حاصل ہوا اور یہ بچی دنیا کی ان عظیم خواتین میں شمار ہوئی جو عرش اور فرش پر اپنا ایک انفرادی مقام رکھتی ہے۔ اس لئے بچی کی پیدائش سے دل برداشتہ ہونا اور اسے اپنے لئے مصیبت یا بدشگون سمجھنا۔ انتہائی کمزوری پست ذہنیت کا مظاہرہ ہے۔ مسلمان کو اس میں قطعاً کوئی پریشانی نہیں ہونی چاہیے، بلکہ جس طرح لڑکے کی پیدائشی پر ایک مسرت پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح بچی کی پیدائش پر بھی مسرت بھرے جذبات کا اظہار ہونا چاہیے! اور اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے ایک بچی کی ولادت سے سرخرو فرمایا ہے جس اس گھر میں خیر و برکت کا باعث ہوگی!

بیٹی بیٹے سے زیادہ والدین کی وفادار ہوتی ہے

آپ اس کا تجربہ کر لیجئے کہ بیٹی بیٹے سے زیادہ والدین کی فرمانبردار اور وفا شعار ہوتی ہیں۔

آپ شادی میں ہی تجربہ کر لیجئے، بیٹے کا جب آپ رشتہ کریں گے تو وہ سو حیلے بہانوں سے اس رشتے کی تحقیق کرے گا بلکہ اس دور میں تو حیلے بہانوں کی ضرورت ہی نہیں رہ گئی، بیٹا شادی کے لئے کھُل کر اپنی پسند و ناپسند کا اظہار کر دے گا۔ مجال ہے کہ وہ والدین کے سامنے کوئی شرم کرے یا

لگی لپٹی رکھے۔ وہ منہ پھٹ بن کر کہہ اٹھے گا کہ یہ رشتہ مجھے پسند ہے کہ نہیں مگر آپ بیٹے کے مقابلے میں بیٹی کو لے لیجئے۔ والدین جہاں اس کے لئے ہاں کر دیں گے بیٹی آخر وقت تک اس کو نبھائے گی والدین بیٹی کو رخصت کرتے وقت کہتے ہیں کہ بیٹی اب تمہارا جنازہ ہی اس گھر سے نکلے دیکھنا ہمیں شرمسار نہ کرنا...... دیکھا گیا ہے کہ بعض ظالم سُسر اور ظالم ساس اس بچی کی زندگی اجیرن کر دیتے ہیں اس بے چاری کا کوئی لمحہ سکون سے نہیں گزرتا۔ دن رات سسرال کے مظالم برداشت کرتی ہے مگر اپنے والدین کو اول تو سسرال کے مظالم کی خبر ہی نہیں ہونے دیتی۔ اگر کسی نہ کسی طرح والدین کو خبر بھی ہو جائے تو والدین کو مطمئن کرنے کے لئے کہتی ہے کہ نہیں ابو آپ کو کسی نے غلط خبر دی ہے میں تو ٹھیک ٹھاک زندگی بسر کرتی ہوں اسی طرح اپنی امی کی آنکھیں یہ کہہ کر ٹھنڈی کرتی ہے کہ امی میں تو بہت سکون سے زندگی کے دن گزار رہی ہوں مجھے کوئی غم نہیں ہے مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے۔ میرا گھر میرے لئے راحت کدہ ہے۔ کیوں؟ بیٹی والدین کو اس طرح کہتی ہے صرف اس لئے کہ کہیں میرے والدین کو غم نہ لگ جائے ان کی زندگی کا سکون نہ ختم ہو جائے۔ وہ بیچاری سب کچھ اپنی جان پر برداشت کر لیتی ہے مگر اسے والدین کا دکھ اور صدمہ گوارا نہیں ہے اس لئے میں تو کہتا ہوں کہ بیٹی بیٹوں سے زیادہ وفا شعار اور والدین کی عزتوں کی امین ہوتی ہے پھر بیچاری کو جہاں بیاہ دیا جاتا ہے جو دے دیا جاتا ہے جتنا دے دیا جائے اس پر شاکر و صابر رہتی ہے اس لئے سرکار دو عالم ﷺ نے بیٹیوں کی تربیت اور پرورش دیکھ بھال، کفالت کی اپنی امت کو بہت ہی تاکید فرمائی ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ کے سامنے عربوں کا یہ رواج موجود تھا۔ عربوں کی اس درندگی اور سفاکی سے آپ واقف تھے جو وہ اپنی بچیوں کے ساتھ روا رکھا کرتے تھے۔ اس لئے آپ نے بیٹیوں کی تربیت کی خصوصی طور پر والدین کو ہدایات دیں تاکہ بیٹی کو وبال یا مصیبت نہ سمجھا جائے بلکہ بیٹی بھی اللہ ہی کی عطا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہر عطا انسان کے لئے رحمت ہوتی ہے۔

بیٹی کی کفالت کرنے والا جنتی ہے

حضرات گرامی! جنت اور دوزخ دو نام ایسے ہیں جن کا تذکرہ آپ علمائے کرام سے ہمیشہ

سنتے رہتے ہیں۔ یہ دو نام آپ کو امیدیں دلانے یا ڈرانے دھمکانے کے لئے نہیں بولے جاتے بلکہ ان کا بار بار استعمال اور ذکر اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ مسلمان کو معلوم ہو جائے کہ اس کے اچھے اعمال کی جزا جنت کی صورت میں دی جائے اور برے اعمال کی سزا جہنم کی شکل میں دی جائے گی۔ اس لئے ہر مسلمان کو ایسے اعمال اور کردار کا مظاہرہ کرنا چاہیے جو اس کی آخرت کی زندگی کو سنوار سکے! اور اس کی فکر کرنی چاہیے کہ اس کی آخرت بن جائے اور قبر روشن ہو جائے! یہاں بھی بیٹیوں کی کفالت کے لئے جو جنت کی بشارت کا عنوان دیا گیا ہے اسے بھی اسی تناظر میں دیکھنا چاہیے۔ یہ گھسے پٹے لفظ نہیں ہیں اور نہ ہی ناقابل اعتماد حقیقتیں ہیں۔ ان الفاظ کی حقیقی شکل اور ان الفاظ کی اصلی شکلیں جب قیامت کے دن جزا و سزا کے فیصلے کے بعد سامنے آئیں گی تو پھر پتہ چلے گا کہ خدا اور رسول کے وعدے کس قدر سچے اور سُچے ہیں۔ الحمد للہ، اس تمہید کے بعد اب ذرا سرکار دو عالم ﷺ کے ارشادات عالیہ ملاحظہ فرمائیں۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من وُلدت له ابنةٌ فلم یوذها ولم یهنها ولم یوثر ولده علیها...... یعنی الذکور. ادخلهُ اللّٰہُ بها الجنّة. (حاکم. معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی، پھر وہ نہ تو اسے کوئی ایذا پہنچائے اور نہ اس کی توہین اور ناقدری کرے اور نہ محبت اور برتاؤ میں لڑکوں کو اس پر ترجیح دے (یعنی اس کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرے جیسا کہ لڑکوں کے ساتھ کرتا ہے) تو اللہ تعالیٰ لڑکی کے ساتھ اس سلوک کے صلے میں اس کو جنت عطا فرمائے گا۔

خطیب کہتا ہے

☆ ترقی نسواں کے دعوے دار...... ذرا اسلامی قدروں کا جائزہ لیں؟

☆ میرا چیلنج ہے کہ جو عزت عورت کو اسلام نے عطا کی ہے۔ دنیا کا کوئی قانون کوئی ضابطہ، کوئی معاشرہ عورت کو وہ عزت نہیں دے سکتا!

ولم یوثر ولدہ علیھا.

محبت و پیار حسن سلوک تربیت و کفالت میں بیٹوں کو بیٹیوں پر ترجیح نہ دے بلکہ بیٹے اور بیٹی کے ساتھ حسن سلوک میں ایسا رویہ اختیار کیا جائے!

☆ سرکار دو عالم ﷺ کے صرف اس جملہ کو سامنے رکھ کر خواتین اسلام کا خواتین مغرب سے موازنہ کیا جائے۔ ابھی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

☆ کون ہے جو بیٹے اور بیٹی کو یکساں تربیت کے احکامات دیتا ہے۔

☆ کون ہے جس نے بیٹے اور بیٹی کی تعلیمی اور تربیتی زندگی پر والدین کو یکساں توجہ دینے پر زور دیا ہے۔

☆ کون ہے جس نے بچی کو بچے کے برابر اہمیت دی ہے۔

☆ کون ہے جس نے بچی پر خرچ کئے ہوئے ایک ایک پیسے کا حساب یوم قیامت کو چکا دیا۔

☆ کون ہے جس نے عورت کو پستی سے بلندی عطا کی۔

☆ کون ہے جس نے والدین سے کہا کہ لڑکے کو لڑکیوں پر محبت و پیار و حسن سلوک میں یکساں مقام دیا جائے۔ یہ صرف اور صرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نورانی اور پاکیزہ تعلیمات کا نتیجہ ہے کہ آج مسلمان خواتین معاشرے کا معزز ترین حصہ ہیں۔

بیٹیوں سے حسن سلوک جہنم سے بچائے گا

عن عائشة قالت قال رسول اللّٰہ ﷺ من ابتلی من ھٰذہ البنات بشیٍٔ فاحسن الیھنّ کنّ لہ ستراً من النّار. (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس بندے یا بندی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیٹیوں کی ذمہ داری ڈالی گئی (اور اس نے اس ذمہ داری کو ادا کیا) اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ بیٹیاں اس کے لئے دوزخ سے بچاؤ کا سامان بن جائیں گے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت میں یہ واقعہ بھی بیان کیا گیا ہے جس کے سلسلہ میں رسول اللہ

ﷺ نے یہ حدیث بیان فرمائی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ان کے پاس ایک نہایت غریب عورت کچھ مانگنے کے لئے آئی۔ اس کے ساتھ دو بچیاں بھی تھیں۔ اتفاق سے ان کے پاس اس وقت صرف ایک کھجور تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں نے وہی کھجور اس بیچاری کو دے دی! اس نے اسی کھجور کے دو ٹکڑے کر کے دونوں بچیوں میں تقسیم کر دیے اور خود اس میں سے کچھ بھی نہیں لیا۔ حدیث کے الفاظ ہیں کہ

فقسمتها بين ابنتيها ولم تأكل منها

اور چلی گئی کچھ دیر کے بعد رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف لائے تو میں نے آپؐ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ جس بندے یا بندی پر بیٹیوں کی ذمہ داری پڑے اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو یہ بیٹیاں آخرت میں اس کی نجات کا سامان بنیں گی!

مطلب یہ ہے کہ یہ آدمی اگر بالفرض اپنے گناہوں کی وجہ سے سزا اور عذاب کے قابل ہوگا تو لڑکیوں کے ساتھ حسن سلوک کے صلہ میں اس کی مغفرت فرمادی جائے گی اور دوزخ سے بچا دیا جائے گا۔

خطیب کہتا ہے

ماں کی ممتا دیکھئے......اس نے اپنا حصہ بھی بیٹیوں کو دے دیا۔

☆ سیدہ عائشہ صدیقہؓ اس عورت کے اس عمل سے اس قدر متاثر ہوئیں کہ اس واقعہ کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ کو سنایا۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے اس واقعہ کی بنا پر پوری امت کی بیٹیوں کا مقام اونچا کر دیا۔

☆ والدین کو رسول اللہ ﷺ نے اس واقعہ کی روشنی میں بیٹیوں کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین فرمائی۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے بیٹیوں کے لئے والدین کو ذمہ داری سے سبکدوش ہونے پر جہنم سے نجات کی بشارت دی۔

☆ اے کاش ہمارا سلوک اپنی بیٹیوں سے رسول اللہ ﷺ کی خواہش اور ارشادات کے

مطابق ہو جائے۔

بیٹیوں کی پرورش کرنے والا قیامت میں حضور ﷺ کے قریب ہوگا

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

قال قال رسول اللّٰه ﷺ من عال جاریتین حتّی تبلغا جاء یوم القیٰمة انا و هو هٰکذا و ضمّ اصابعه. (مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بندہ دولڑکیوں کا بار اٹھائے اوران کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ سن بلوغ کو پہنچ جائیں، تو وہ اور میں قیامت کے دن اس طرح ساتھ ہوں گے!......حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو بالکل ملا کر دکھایا۔

یعنی جس طرح یہ دو انگلیاں آپس میں ایک دوسری سے ملی ہوئی ہیں اس طرح میں اور وہ شخص بالکل ساتھ ہوں گے!

خطیب کہتا ہے

☆ یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا!

☆ قیامت میں سرکار دو عالم ﷺ کی سنگت ورفاقت

☆ قرب واتصال کا عجیب منظر!

☆ قرب رسول

محدثین کی خواہش

مفسرین کی خواہش

صالحین کی خواہش

علماء کی خواہش

فقہاء کی خواہش

ہر شخص......قرب رسول کا خواہش مند...... ہر شخص وصل رسول کا طالب! قیامت میں جس کو قرب رسول کی سعادت حاصل ہوگئی، اسے کونین کی نعمتیں مل گئیں!

☆ وہ سب سے بڑا سرمایہ دار جس کو قرب رسول کا سرمایہ مل گیا!

☆ ترغیب کس جامعت سے دی گئی۔

☆ بیٹی کس قدر خوش بخت وخوش نصیب ہے کہ اس کے لئے رحمت دو عالم زبان نبوّت سے ترغیبات کا درس دیں!

☆ اب تو آپ کو احساسِ ندامت نہیں ہوگا۔ اب تو آپ شرمندگی کے مارے چھپتے نہیں پھریں گے۔ اب تو آپ بیٹی کو گود میں لے کر پھرا کریں گے!

اب تو آپ بیٹی کو مصیبت نہیں سمجھیں گے

اب تو آپ بیٹے کی طرح بیٹی کو بھی پالیں پوسیں گے

☆ قرآن نے، خدا نے، رسول نے، اسلام نے وہ حجابات ختم کر دیے جو باپ اور بیٹی کے درمیان ظالم سماج نے کھڑے کر دیے تھے!

اسلام نے بیٹی کو جنت اور رضائے خدا رضائے رسول کے حصول کا سبب بنا دیا۔

سبحان اللہ

بچیوں کی بہترین تربیت کی جائے

عن ابی سعید قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من غال ثلٰث بناتٍ او ثلٰث اخواتٍ او اختین او بنتین فادّبھنّ واحسن الیھنّ و زوّجھنّ فلہ الجنّہ.

(ابو داؤد. ترمذی)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس بندے نے تین بیٹیوں یا تین بہنوں یا دو بیٹیوں کا بار اٹھایا اور ان کی اچھی تربیت کی اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور پھر ان کا نکاح بھی کر دیا تو اللہ کی طرف سے اس بندے کے لئے جنت کا فیصلہ ہے۔

خطیب کہتا ہے

☆ اس حدیث میں بیٹیوں کے ساتھ بہنوں کا بھی ذکر ہے۔

☆ اس حدیث میں تربیت وکفالت کے ساتھ ساتھ نکاح کا بھی ذکر ہے یعنی دونئی باتیں اور بیان فرمائی گئی ہیں۔

☆ بیٹی

☆ بہن

☆ نکاح

تربیت کفالت کے بعد والدین نے اگر بیٹی کا نکاح اور شادی بھی اسی انداز سے کی اور انہی بنیادوں پر بیٹی کی ازدواجی زندگی کے لئے کوشش کی جس طرح بیٹے کے لئے کی تھی، تو والدین کے لئے یہ بہت بڑا اعزاز اور اشرف ہوگا جو انہوں نے اللہ کے حضور اپنی ذمہ داری ادا کر کے پورا کیا ہے۔

بیٹی کی شادی

میرے خیال میں بیٹی کی پیدائش پر انسان کو جو افسردگی ہوتی ہے اس کی سب سے بڑی وجہ بیٹی کی شادی اور رشتے ناطے کا مسئلہ ہوتا ہے! انسان یہ سمجھتا ہے کہ بیٹی کے رشتے سے اس کی خودداری فطری آزادی کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ اس کا سر ہمیشہ نیچا رہتا ہے۔ بیٹی کے سسرال کی جلی کٹی سننا پڑتی ہیں اور ہمیشہ کے لئے انسان ایک خود سپردگی کی کیفیت میں مبتلا رہتا ہے۔ اس لئے بچی کی پیدائش پر اس کو قلبی طور پر کبھی اس قسم کے پس منظر سے دو چار ہونا پڑتا ہے جو اس کے احساس کو مجروح کرتے ہیں اور اسے ایک نفسیاتی الجھن میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ......ساس اور بہو کا جھگڑا......جہیز اور دولت کے جھگڑے یہ تمام تر سنت رسول سے دوری کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ اگر علماء پوری محنت کر کے معاشرے کے اس ناسور پر قابو پالیں تو انشاءاللہ آج بھی یہ جھگڑے ختم ہو کر گھروں میں سکون کی فضا پیدا کی جاسکتی ہے؟

بمصطفٰے برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست

رسول اللہ ﷺ کی چار بیٹیاں

حضرات گرامی! آپ نے علماء کرام سے بارہا سنا ہوگا کہ سرکار دوعالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جس

طرح چار بیٹے عنایت فرمائے تھے اسی طرح آپ کو چار صاحبزادیاں بھی عطا فرمائی تھیں۔

یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کو یہ چاروں بیٹیاں بے حد پیاری تھیں۔آپ نے ان کے بے حد شفقتوں اور محبتوں کی فضا میں پالا پوسا ہوگا اور پھران کی شادیاں بھی کیں۔آخر میں حضرت سیدہ طاہرہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی۔ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہؓ کی تربیت اور کفالت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا! حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی المرتضیٰ آپ کے چہیتے داماد اور امامت کے دینی اور روحانی محبوب پیشوا ہیں۔

حضور ﷺ نے بیٹیوں کو جو عزت و محبت دی اس سے پوری امت کے سامنے آپ کا روشن اسوہ موجود ہے جس سے آج بھی روشنی ملتی ہے! اس لئے بچی کی پیدائش پر افسردہ خاطر نہیں ہونا چاہیے۔اللہ تعالیٰ کی اس عطا کو اپنے لئے نیک فال سمجھتے ہوئے اپنے اور بچیوں کے لئے اللہ کے حضور سجدہ ریز رہنا چاہیے تا کہ وہ اپنی رحمتوں سے سرفراز فرمائے۔

سسرال والوں سے گزارش

سسرال والوں سے بھی گزارش ہے کہ آپ نے بھی مرنا ہے اور آپ کی پیشی بھی اللہ کے حضور ہونی ہے۔آپ نے بھی اپنے کئے کرائے کا اللہ کے ہاں جواب دینا ہے۔آپ بھی اپنی زبانوں پر اپنے عمل پر قابو رکھیئے۔اگر آپ کسی بہن بیٹی پر ظلم کرتے ہیں، درندگی کا معاملہ کرتے ہیں تو آپ کی بیٹی کو بھی کسی نہ کسی دن کسی کے گھر جانا ہے۔ یہ دنیا گنبدک صدا ہے جیسی کہو گے ویسی سنو گے۔جیسا کرو گے ویسا بھرو گے! اس مظلوم بچی پر جو ظلم آپ کرتے ہیں ممکن ہے وہ صبر اور حوصلے سے برداشت کر جائے، مگر جب اللہ کا عذاب اسی دنیا میں تم پر نازل ہوا تو شاید تم برداشت نہ کر پاؤ اور خداوند قدوس تمہیں ایسی بیماری اور تکلیف ایسے حادثے سے دو چار کردے جو تمہارے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ناسور بن جائے!

ساس کو بھی معلوم ہونا چاہیے۔تمہیں ابولہب کی بیوی کا حشر سامنے رکھنا چاہیے، تمہیں ظلم اور ستم سے اپنی بہو کے لئے قافیہ حیات تنگ نہیں کرنا چاہیے۔تمہیں اپنی بہو کو جہیز کے طعنے نہیں دینے چاہیں۔تمہیں اس بچی کی عزت نفس کو مجروح نہیں کرنا چاہیے۔تمہیں اس بچی کو دن رات اذیتوں

اور تکلیفوں میں مبتلا نہیں رکھنا چاہیے، تمہیں اپنی ساس کی جلی کٹی باتوں کا انتقام اس بے چاری سے نہیں لینا چاہیے ورنہ دیکھنا تمہاری قبر میں کیڑے تو پڑنے ہی ہیں۔ مگر تمہارے اپنے لڑکے تمہارے اپنے بچے تمہارے بڑھاپے میں مٹی خراب کردیں گے اور یہ بڑھاپا تمہارے لئے اس طرح عذاب بن جائے گا کہ تمہیں کسی کروٹ بھی چین نصیب نہیں ہوگا۔

حضرات گرامی! میں نے آپ حضرات کے سامنے ارشاداتِ رسول ﷺ کا ایک حسین گلدستہ پیش کردیا ہے آپ اس کی خوشبو سے گھر میں ماحول کی ایسی فضا قائم کردیں کہ پورا معاشرہ خوشبودار ہوجائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فضائل ذکر اور ذکر اللہ کی اہمیت

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡم. بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اذۡکُرُوا اللّٰہَ ذِکۡرًا کَثِیۡرًا ط وَّسَبِّحُوۡہُ بُکۡرَۃً وَّاَصِیۡلًا.

(احزاب)

اے ایمان والو (دل اور زبان) سے اللہ کو خوب یاد کرو اور (خاص کر) صبح و شام اس کی پاکی بیان کرو۔

☆ وَادۡعُوۡہُ خَوۡفًا وَّطَمَعًا ط اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ.

(احزاب)

اور (اپنی خطاؤں پر اللہ کی پکڑ اور اس کے عذاب) سے ڈرتے ہوئے اور (رحم و کرم سے) امیدیں رکھتے ہوئے اللہ سے دعائیں کیا کرو، خدا کی رحمت ان بندوں سے قریب ہے جو نیک کردار ہیں۔

مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

ذکر حق پاکی است چوں پاکی رسید
رخت مے بندوں برو آئد بروں آئد پلید

اللہ کا ذکر پاکیزگی ہے جب پاکیزگی اختیار کی تو پلیدی سامان باندھ کر باہر آجائے گی۔

گر تو خواہی زیستن با آبرو
ذکر اوکن ذکر اوکن ذکر او

اگر تو عزت سے زندگی بسر کرنا چاہتا ہے تو اللہ کا ذکر کر۔ اللہ کا ذکر اللہ کا ذکر کر۔

ہر گدارا ذکر او سلطاں کند

ذکر او بس زیور ایماں بود

اللہ کا ذکر فقیر کو بادشاہ کر دیتا ہے

اللہ کا ذکر ایمان کا زیور ہوتا ہے

ہر کہ دیوانہ بود در ذکر حق

زیر پائش عرش و کرسی نہ طبق

جو شخص اللہ کے ذکر میں دیوان ہوگا، عرش وکرسی نوطبق تک اس کی رسائی ہوگی!

ایک شاعر نے ذکر اللہ کو عجیب انداز میں بیان کیا ہے۔

؎ مولیٰ نام کی جپنا کرے

سارے جگ کو اپنا کرے

حضرات گرامی! آج کی تقریر کا عنوان ذکر اللہ اور اس کے فضائل ومحاسن ہیں سچی بات ہے کہ میں اس سمندر کا شناور نہیں ہوں۔ گناہ گار ہوں، پوری زندگی غفلت میں گزر گئی۔ ذکر اللہ کا مزا اور کیفیت وہی بیان کرسکتا ہے جس نے کسی اہل دل کے پاس بیٹھ کر اس کی تربیت پائی ہو اس کی ٹرینگ حاصل کی ہو۔ مجھے تو اس کا موقعہ ہی نہیں ملا۔ حضۃ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی (نور اللہ مرقدہ) کے ہاتھ میں ہاتھ دیا...... اور اس بحر ناپیدا کنار کے عظیم شیخ سے نسبت قائم کی، مگر دامن خالی ہی رہا اور اپنے گناہ بدنصیبی، کوتاہ اندیشی نے موقع ہی نہ دیا کہ اس ابرِ کرم کے چھینٹوں سے مجھے بھی کوئی حصہ نصیب ہوتا۔ یا اسفٰی

لیکن ذکر اللہ کا عنوان اور اس کی اہمیت کا بیان آپ کے سامنے اس لئے ضروری سمجھا کہ شاید اس کے بیان سے کسی صاحب کے دل میں شوق اور ولولہ پیدا ہوجائے اور اس کے ذکر کی برکت سے مجھے بھی مولائے کریم اس وادی میں کا راہ رو بنادے اور میرے دل پر بھی ذکر اللہ کی لذت اور حلاوت کا قبضہ ہوجائے اور مجھے اس وادی میں قدم رکھنے کی توفیق مل جائے۔ میں ایسے لوگوں کو تلاش کرتا پھروں جن کے دل اللہ کی یاد سے گرم اور زبان خدا کے ذکر سے تر ہو!

حضرات! قرآن وسنت کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کا ذکر تمام عبادتوں اور ریاضتوں کی

روح ہے۔قرآن نے بار بار ذکراللہ کا مختلف انداز سے ذکر کیا ہے۔ذکراللہ......کا لفظ ویسے تو وسیع معنوں میں استعمال ہوا ہے۔اس لحاظ سے نماز تلاوت قرآن اور دعا، استغفار وغیرہ سب ہی کو شامل ہے اور یہ سب ذکراللہ کی خاص خاص شکلیں ہیں۔لیکن معروف اور عرف عام کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس۔توحید وتمجید اس کی عظمت وکبریائی اور اس کے صفات کمال کے بیان اور دھیان کو ذکراللہ کہا جاتا ہے!

خلاصہ کیا ہوا؟

اللہ کا نام جپنا اللہ کی بڑائی بیان کرنا اس کی وحدانیت کا بیان کرنا اس کی توحید کا تذکرہ کرنا اور دل پر ان کیفیات کا طاری کرنا اور اللہ کے ذکر سے خلوت وجلوت میں دل کی دنیا کو آباد رکھنا ذکر اللہ کی چاشنی سے قلب وجگر کو آشنا رکھنا یہ تمام ذکراللہ کی محبوب ترین شکلیں ہیں۔میں آپ کے سامنے ایک عطار کی طرح ذکر اللہ کی مختلف شکلیں پیش کرتا جاؤں تاکہ آپ کی طبیعت ان کی لطافت سے بہرہ ور ہوسکے!

قرآن اور ذکراللہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ط وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا.

(احزاب)

اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کیا کرو اور صبح وشام اس کی پاکی بیان کرو! اس آیت کریمہ میں ذکراللہ کی کثرت کو بیان کیا ہے۔ظاہر ہے جب کثرت سے اللہ کو یاد کیا جائے گا وہ بھی کثرت سے اپنی رحمتوں کا نزول فرمائیں گے! اس طرح بندہ اپنے مولیٰ سے کس قدر قریب ہو جائے گا، اس کا اندازہ وہی کرسکتا ہے جو ہر وقت دل کی گہرائیوں سے ذکر وفکر میں مشغول رہتا ہے!

ایک اور انداز

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً (اعراف)

اور اپنے رب کا ذکر کرو اور جی میں (یعنی دل میں) گڑگڑا کر اور خوف کی کیفیت کے ساتھ!

اس مقام پر دل میں ذکر اللہ کرنے کا ارشاد ہے۔ دل کی ایک الگ تھلگ دنیا ہے اس میں روشنی ہو تو تمام نظام حیات میں لذت و سرور ہوگا۔ کیونکہ دل جسم کا بادشاہ ہے، مین پاور ہے اس لئے اس کی آبادی سے انسان کی تمام شعوری قندیلیں روشن رہیں گی۔ اس لئے فرمایا گیا کہ ذرا دل میں بھی مجھے بسا کر دیکھو اور دل میں بھی میری یاد کی ٹیسیں پیدا کرو۔ دیکھو کس طرح زندگی میں انقلاب آتا ہے۔

ذکر اللہ سے فلاح ہوگی

ہر آدمی کامیابی چاہتا ہے۔ دین و دنیا میں کامیابی اس کے لئے نسخۂ کیمیا بیان فرمایا گیا ہے کہ

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. (سورہ جمعہ)

اور کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرو، پھر تم فلاح و کامیابی کی امید کر سکتے ہو!

ذاکرین کی حوصلہ افزائی

بعض مقامات پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذکر کرنے والوں کی تعریف کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ ذکر کے صلہ میں ان کے ساتھ رحمت و مغفرت کا خاص معاملہ کیا جائے گا اور ان کو اجر عظیم سے نوازا جائے گا۔ چنانچہ ایک اور مقام پر ایمان والے بندے اور بندیوں کے چند اور اوصاف بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا گیا ہے۔

وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا. (الاحزاب)

وہ کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے اور اس کے بندے اور اس کی بندیاں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں اور بندیوں کے لئے تیار کر رکھی ہے خاص بخشش اور عظیم ثواب!

اللہ کے ذکر سے غفلت نامرادی ہے

قرآن کریم جب کسی مسئلہ کو دل میں بٹھانا چاہتا ہے تو اس کے لئے مختلف انداز اختیار کرتا ہے، مثلاً شروع میں ذکر اللہ کی کثرت کی ترغیب دی گئی...... اور پھر ذکر اللہ کرنے والوں کو اجرِ عظیم سے

سرفراز فرمانے کی بشارت دی گئی اوراب ایک نئے انداز سے ذکراللہ سے غفلت کرنے والوں کو تنبیہہ فرمائی جارہی ہے کہ دیکھنا اپنی غفلت اور بھول سے اللہ کے ذکر کی برکتوں سے محروم نہ ہوجانا، بلکہ شب وروز اپنے قلب وجگر کو ذکراللہ کے انوارات سے منور رکھنا۔

ارشاد ہوتا ہے!

☆ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ. (اعراف)

اور نہ ہونا تم غفلت والوں سے!

☆ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ. (الحشر)

اورتم ان میں سے نہ ہوجاؤ، جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا (پھراس کی پاداش میں) اللہ نے ان کو ان کے نفس بھلا دیے (اور خدا فراموشی کے نتیجہ میں وہ خود فراموش ہوگئے)

خطیب کہتا ہے

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کو بھلانے کی ایک عجیب سزا کا ذکر ہے کہ انہوں نے خدا فراموشی کی تو خدا نے انہیں خود فراموشی میں مبتلا کر دیا۔

☆ خود فراموشی کیا ہے؟

انسان اپنے جسم کے حسن کو نمایاں کرنے کے لئے رات دن محنت کرتا ہے طرح طرح کے لباس اور زیب وزینت کے وسائل استعمال کرتا ہے۔

☆ مگر یہ بھول ہی گیا کہ اگر اس جسم کو اللہ کے ذکر کا حسن نہیں عطا کروں گا یہ تو جسم جہنم کا ایندھن بنے گا۔

☆ زندگی کی رعنائیاں اور خوشیاں حاصل کرنے کے لئے شب وروز مصروف رہا............مگر یہ بھول یہ گیا کہ اک دن یہ کیا کرایا دھرے کا دھرا رہ جائے گا اور انسان ہاتھ ملتا رہ جائے!

☆ لوگوں کو جنازوں میں تو کبھی کبھار جاتا رہا، مگر یہ بھول ہی گیا کہ کسی دن میرا جسم بھی اسی طرح احباب کے کندھوں پر قبرستان جارہا ہوگا۔

معلوم ہوگا کہ خدا فراموشی کی وجہ سے خود فراموشی کی جو سزا بندے کو دی جاتی ہے یہ خطرناک

اور ہولناک مرض ہے جو انسان کی روحانی زندگی کو دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ اس سے ہم سب کو محفوظ فرمایئے!

خسارہ پانے والے

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَا اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ (المنافقون)

اے ایمان والو تمہاری دولت اور تمہاری اولاد تم کو اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردے اور جو لوگ اس غفلت میں مبتلا ہوں گے۔وہ بڑے گھاٹے اور نقصان میں رہیں گے۔

☆ دو چیزیں ہمیشہ انسان کا دماغ خراب کرتی ہیں......اولاد اور مال!

اولاد

انسان کا افرادی قوت پر بھروسہ اس کی فطری عادت ہے۔اولاد اسے یہ احساس دلاتی ہے کہ تم طاقتور ہو تمہیں کسی کے سامنے جھکنے کی کیا ضرورت ہے۔اس نشے میں انسان انسانی قوتوں سے ہی نہیں، بلکہ سب سے بڑی قوت اللہ تعالیٰ کی ذات کو بھی فراموش کردیتا ہے۔

مال

اسی طرح مال بھی انسان کے کبر ونخوت اور رعونت میں ایک خاص قسم کی فرعونیت پیدا کرتا ہے۔وہ دولت اور سرمایہ ہی کو انسانی زندگی کے لئے سب سے بڑا عظمتوں کا ذریعہ سمجھتا ہے جس کے نتیجے میں اللہ کی یاد سے غفلت اور دین کی رفعتوں سے دوری اس کا مقدر بن جاتی ہے اس لئے اس کو یاد ہی نہیں رہتا کہ مجھے کسی نہ کسی روز اس دولت وثروت کو چھوڑ کر آخرت کو سدھارنا ہے۔ اس لئے وہ اللہ کی یاد اور اس کے احکامات وارشادات پر عمل کرنے سے محروم ہوجاتا ہے۔

☆ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو اولاد اور مال کے حوالے سے ارشاد فرمایا کہ دو چیزیں میرے اور تمہارے درمیان حائل نہ ہوجائیں اور تم ان کی وجہ سے میرا ذکر فراموش نہ کردینا اس کی وجہ سے تمہیں ہلاکت اور تباہی سے دوچار ہونا پڑے گا............العیاذ باللہ

عظیم انعام

فَاذْكُرُوْنِیٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْالِیْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ .(بقرہ)

میرے بندو تم مجھے یاد کرو میں تم کو یاد رکھوں گا اور میرا احسان مانو ناشکری نہ کرو!

خطیب کہتا ہے

☆ ذکر میرا اس سے بہتر ہے کہ اس مجلس میں ہے۔

☆ آپ نے سنا ہی ہوگا۔

کوئی صاحب کہتے ہیں کہ...... تمہیں آج وزیر صاحب یاد کر رہے تھے یا تمہیں آج صدر صاحب یاد کر رہے تھے...... سننے والے کا چہرہ شگفتہ ہو جاتا ہے مجھے وزیر نے یاد فرمایا۔

مجھے صدر نے یاد فرمایا۔

جس کو دنیا کا صدر اور وزیر یاد کر لے اس کا کوئی ٹھکانہ نہیں اور جسے صاحب ارض سما یاد فرما رہے ہوں اس کی شان تو نرالی ہی ہوگی۔!

☆ اللہ والے فقیری میں بادشاہی کیوں کرتے ہیں صرف اس لئے کہ ان کا ذکر اللہ تعالیٰ کے ہاں ہوتا ہے تو اس کی خوشبو جہاں بھر میں پھیل جاتی ہے۔

سبحان اللہ

ابتدا بھی ذکر سے انتہا بھی ذکر سے

دین میں جن اعمال اور عبادات کو اونچے درجے کا مرتبہ حاصل ہے۔ ان کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے کہ ان کی ابتداء اور انتہا اللہ کے ذکر سے ہونی چاہیے مثلاً

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ (النساء)

جب تم نماز ادا کر لو تو اللہ کا ذکر کرو (ہر حال میں) کھڑے بیٹھے اور اپنے پہلوؤں کے بل لیٹے ہوئے!

اس آیت میں نماز جیسی اہم عبادت کے اختتام پر ذکر کا حکم دیا گیا ہے اور اس کی تین شکلیں بیان فرمائی ہیں۔

☆ اللہ کا ذکر کرو............قیام کی صورت

☆ اللہ کا ذکر کرو............قعود کی صورت میں (یعنی بیٹھ کر)

☆ اللہ کا ذکر کرو............پہلو کے بل لیٹے ہوئے۔

خطیب کہتا ہے

میں تو عطار ہوں نسخے آپ کو بتا دیے

قیام میں ذکر کیسے ہوگا؟

بیٹھ کر ذکر کیسے ہوگا؟

پہلو کے بل لیٹے ہوئے ذکر کیسے ہوگا؟

اس کی تفصیلات اس فن کے اطباء سے پوچھیئے؟

اس فن کے ماہرین سے استفسار فرمائیے؟

اور مجھے بھی بتائیے تاکہ میں بھی آپ کے تجربات سے فائدہ اٹھا سکوں! اور اللہ کے ذکر کے مزے چکھ سکوں! جو سکون قلب اور راحت جاں کا باعث ہوگا!

جمعہ کے بعد ذکر اللہ کا حکم

فَـاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. (الجمعه)

جب جمعہ کی نماز ختم ہو جائے تو (اجازت ہے) کہ تم (مسجد سے نکل کر اپنے کام کاج کے سلسلے میں) زمین میں چلو پھرو اور اللہ کا فضل تلاش کرو! اور اس حالت میں بھی اللہ کو خوب ذکر کرو! پھر تم فلاح کی امید رکھ سکتے ہو!

☆ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے بعد کاروبار کرتے ہوئے چلتے پھرتے بھی ذکر کرنا چاہیے اور یہ بھی ذکر کی ایک صورت ہے!

حج میں ذکر

حج بیت اللہ بھی اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی کو حج بیت اللہ شریف کی سعادت

سے بہرہ ورفرماتے ہیں تو ارکانِ حج کی ادائیگی کے بعد ذکراللہ کی تاکید کی گئی ہے۔ارشاد ہوتا ہے کہ

فَاِذَاقَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَ كُمْ اَوْاَشَدَّ ذِكْرًا. (بقرہ ۵)

پھر جب تم اپنے مناسک ادا کر کے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کا ذکر کرو جیسے کہ تم (تفاخر کے طور پر) اپنے باپ دادوں کا ذکر کیا کرتے تھے!

بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ اللہ کا ذکر کرو۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ نماز اور حج جیسی اعلیٰ درجہ کی عبادات سے فارغ ہونے کے بعد بھی بندہ کے لئے اللہ کے ذکر سے فارغ ہونے کی گنجائش نہیں ہے، بلکہ اس سے فراغت کے بعد بھی اس کے دل اور زبان پر اللہ کا ذکر ہونا چاہیے اور اس کو ان اعمال کا خاتمہ بننا چاہیے!

جہاد میں ذکراللہ

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوااللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. (انفال)

اے ایمان والو جب تمہاری مدبھیڑ ہو جائے کسی دشمن فوج سے تو ثابت قدم رہو (اور قدم جما کے جنگ کرو) اور اللہ کا ذکر کرو۔امید ہے تم فلاح یاب ہو گے!

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ (عنکبوت)

اور یقین کرو کہ اللہ کا ذکر ہر چیز سے بڑا ہے

☆ اَلَا بِذِكْرِاللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

جان لو کہ اللہ کے ذکر سے ہی دل کو سکون ملتا ہے۔

☆ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ

بلاشبہ نماز تمہیں ناشائستہ اور گری باتوں سے روکتی ہے اور یہ یقینی حقیقت ہے کہ اللہ کا ذکر بہت ہی بڑی چیز ہے!

ذکر کا فائدہ

اہل دل فرماتے ہیں کہ ذکر کا عمل قلب کو صاف کرنے میں بالکل ویسا ہی کام کرتا ہے جیسا کہ تانبے کو صاف کرنے اور مانجھنے میں اس کا خاص آلہ اور باقی عبادات کا عمل قلوب کی صفائی میں ویسا ہی ہے جیسا تانبے کے صاف کرنے میں صابون کا عمل۔ اس لئے مسلمانوں کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہمہ تن مصروف ہو جائیں۔ اور اس نظام ذکر کو جاری وساری رکھنے میں اہل ذکر، اہل دل اولیاء اللہ نے جو تربیت گاہیں اور دلوں کو دھونے کے لئے جو فیکٹریاں بنا رکھی ہیں ان کی طرف رجوع کریں تاکہ دل میں اللہ کے ذکر کی شمع روشن ہو سکے اور معاشرے میں نیکی کا نور پھیلے اور بدی سے نجات ملے۔

فضائل ذکر نبوت کی نظر میں

قرآن مجید نے جس طرح ذکر کے فضائل اور ذکر کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے اسی طرح سرکار دو عالم ﷺ نے بھی اپنی زبانِ نبوّت سے ذکر اللہ کی اہمیت اور فضائل کو بیان فرمایا جن سے ذکر اللہ کی اہمیت سامنے آتی ہے۔

اہل ذکر پر سکینہ کا نزول

عن ابی هريرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ لا يقعد قوم يذكرون اللّٰه الّا جمعهم الملائكة و غشيتهم الرحمة ونزلت عليهم السكينة و ذكرهم اللّٰه فيمن عنده. (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب بھی اور جہاں بھی بیٹھ کر بندگانِ خدا اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو لازمی طور پر فرشتے ہر طرف ان کے گرد جمع ہو جاتے اور ان کو گھیر لیتے ہیں اور رحمت الٰہی چھا جاتی ہے اور ان کو اپنے سایہ میں لے لیتی ہے اور ان پر سکینہ کی کیفیت نازل ہوتی ہے اور اللہ اپنے مقربین میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔

خطیب کہتا ہے

اس حدیث میں ذکر کرنے والوں کے لئے چار نعمتوں کا اعلان کیا گیا ہے۔

☆ فرشتے اللہ کے ذکر کرنے والوں مجلس کو گھیر لیتے ہیں۔

☆ ذکر کرنے والوں کو رحمتِ الٰہی اپنی آغوش اور سایہ میں لے لیتی ہے۔

☆ ذکر کرنے والوں کے دل پر سکینت نازل ہوتی ہے۔ اہل دل اس تسکین کو جمعیۃ قلبی سے تعبیر کرتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ اپنے ملائکہ مقربین کے حلقے میں ان کا ذاکر بندوں کا ذکر فرماتے ہیں۔ مثلاً فرماتے ہیں کہ دیکھو آدم کی اولاد میں سے میرے یہ بھی بندے ہیں جنہوں نے مجھے دیکھا نہیں، غائبانہ ہی ایمان لائے۔ اس کے باوجود محبت وخشیت کی کیسی کیفیت اور کیسے ذوق اور کیسے سوز و گداز کے ساتھ میرا ذکر کر رہے ہیں۔ بلاشبہ مالک الملک کا اپنے مقرب فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں کا اس طرح ذکر فرمانا سب سے بڑی نعمت ہے جس کے آگے کسی نعمت کا تصور بھی نہیں ہوسکتا۔

☆ **عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ان الله تعالىٰ يقول انا مع عبدی اذاذكرنی و تحرّكت بی شفتاه (بخاری)**

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس وقت بندہ میرا ذکر کرتا ہے اور میری یاد میں اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں تو اس وقت میں اپنے اس بندہ کے ساتھ ہوتا ہوں۔

☆ اس معیت سے مراد قرب اور رضائے الٰہی کی معیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کی برکت سے بندے کو یہ عظیم مقام عطا فرما دیا۔

☆ **عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ يقول الله تعالىٰ انا عند ظنّ عبدی بی وانا معه اذا ذكرنی. فان ذكرنی فی نفسهٖ ذكرته فی نفسی و ان ذكرنی فی ملاءٍ ذكرته فی ملاءٍ خيرٍ منهم. (بخاری، مسلم)**

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرا معاملہ بندے کے ساتھ اس کے یقین کے مطابق ہوتا ہے اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اگر وہ مجھے اپنے جی میں یاد کرے کہ کسی کو خبر بھی نہ ہو تو میں بھی اس کو اسی طرح یاد کروں گا۔ اگر وہ مجھے دوسرے لوگوں کے سامنے یاد کرے تو میں اس سے بہتر جماعت میں اس کا ذکر کروں گا یعنی ملائکہ کی جماعت میں!

☆ اگر بندہ رحم وکرم کا یقین کرے گا تو اللہ کا اس کے ساتھ رحم وکرم والا معاملہ ہی ہوگا!

☆ **عن ابی سعیدقال قال رسول اللّٰہ ﷺ اکثر واذکر اللّٰہ حتّٰی یقوالوا مجنونٌ. (رواہ احمد)**

حضرت ابی سعید خدری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کا ذکر اتنا اور اس طرح کرو کہ لوگ کہیں کہ یہ دیوانہ ہے!

اوست دیوانہ کہ دیوانہ نہ شد
اوست فرزانہ کہ فرزانہ نہ شد

حاضرین......اب تک آپ نے ذکر، ذکر ذکر کے الفاظ سنیں ہیں۔ آیئے اب ذرا در بار نبوت سے ان الفاظ کا اتہ پتہ بھی معلوم کریں جو ذکر کی افضل ترین صورت ہیں اور جن کے زبان پر جاری ہونے سے رحمت خداوندی کے دریچے کھل جاتے ہیں اور جن کے زبان پر طاری ہونے سے رحمتِ خداوندی کی بارش، سکینہ کا نزول اور ملائکہ کا گھیرا...... برکات انوارات کے زمزمے اور عظمتوں اور رفعتوں کے در کھُل جاتے ہیں۔

زبان نبوّت سے کلمات ذکر

عن جابر قال قال رسول اللّٰہ ﷺ افضل الذکر لا الٰہ الّا اللّٰہ. (ترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا......سب سے افضل ذکر

لا الہ الا اللہ ہے

حدیث نمبر دوم

عن ابی هریرہ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ما قال عبدٌ لا الٰہ الا اللّٰہ مخلصًا من قلبہٖ. الّا فتحت لہ ابواب السّماء حتّٰی تفضی الی العرش ما اجتنب الکبائر. (ترمذی)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ دل کے اخلاص سے کہے لا الہ الا اللہ اس کے لئے لازماً آسمانوں کے دروازے کھل جائیں گے! یہاں تک کہ وہ کلمہ عرش الٰہی تک پہنچے گا بشرطیکہ وہ آدمی کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔

شاہ ولی اللہؒ کا ارشاد

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ حجۃ اللہ البالغہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ میں بہت سی خاصیتیں ہیں۔

☆ پہلی خاصیت یہ ہے کہ وہ شرک جلی کو ختم کر دیتا ہے۔

☆ دوسری خاصیت یہ ہے کہ وہ شرک خفی کو بھی ختم کر دیتا ہے۔

☆ تیسری خاصیت یہ ہے کہ وہ بندے اور معرفت الٰہی کے درمیان حجابات کو سوخت کر کے حصول معرفت وقرب الٰہی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

عن ابی سعید الحذریؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ قال موسیٰ علیہ السلام یارَبّ علّمنی شیئًا اذکر بہ او ادعوک بہ فقال یا موسیٰ قل لا الٰہ الا اللّٰہ. فقال یاربّ کلّ عبادک یقول ھٰذا. انّما ارید شیئًا تخّصنی بہ قال یا موسیٰ لو انّ سمٰوٰت السبع و عامر ھنّ غیری و الارضین السبع و ضعن فی کفّۃٍ ولا الٰہ الا اللّٰہ فی کفّۃٍ لما لت بھنّ لا الٰہ الا اللّٰہُ. (رواہ البغوی فی شرح السنّۃ)

حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کیا کہ اے میرے رب مجھ کو کوئی کلمہ تعلیم فرما جس کے ذریعہ میں تیرا ذکر کروں۔ (یا کہا کہ جس کے ذریعہ میں تجھے پکاروں) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ لا الہ الا اللہ کہا کرو!

انہوں نے عرض کیا کہ میرے ربّ یہ کلمہ تو تیرے سارے بندے کہتے ہیں۔ میں تو وہ کلمہ چاہتا ہوں جو آپ خصوصیت سے مجھے ہی بتائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور میرے سوا وہ سب کائنات جو آسمانوں کی آبادی ہے اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھی جائیں اور لا الہ الا اللہ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو لا الہ الا اللہ کا وزن سب سے زیادہ ہوگا۔

☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کے لئے بھی لا الہ الا اللہ کا وظیفہ ذکر الٰہی کا بہترین نسخہ ہے۔

عن سمرة ابن جندب قال قال رسول اللّٰہ ﷺ افضل الكلام اربعٌ. سبحان اللّٰہ والحمدللّٰہ ولا اله الا اللّٰہ واللّٰہ اكبر. (مسلم)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام کلموں میں افضل چار کلمے ہیں۔ سبحان اللہ......اور الحمد للہ......لا الہ الا اللہ......اور اللہ اکبر۔

خطیب کہتا ہے

☆ ذکر میں لا الہ الا اللہ کو اوّلیت حاصل ہے۔

☆ کلمہ توحید کا ورد اور ذکر اور وظیفہ ہی تمام وظائف سے افضل ہے۔

☆ یہی وجہ ہے کہ اہل دل اہل نظر کے ذکر کی محفلوں میں اسی نغمے اور ترانے کی گونج سنائی دیت ہے!

☆ بلاشبہ خدا کی توحید کا ذکر تمام عبارتوں کی روح ہے۔ اسی سے گلشن عبادت و ریاضت کی رونقیں ہیں۔

سبحان اللہ............الحمد للہ

واللہ اکبر

یہ ذکراللہ کی بلند ترین کلمات ہیں۔ان کو اٹھتے ، بیٹھتے ،سوتے جاگتے ،سفر حضر، گھر اور باہر مسجد و مدرسہ، منبر ومحراب میں اپنی زبان پر جاری رکھنا چاہیےاوران کی حقیقی لذت اور چاشنی محسوس کرنے کے لئے اہلِ ذکراہل دل،اہل نظر کے پاس جایئے!

لیکن جاتے وقت اتنا دیکھ لیجئے کہ جن کے پاس اللہ اللہ سیکھنے کے لئے جارہے ہیں وہ توحید و سنت کا شیدائی اورقرآن وحدیث کا فدائی اورشرک وبدعت سے نفرت کرنے والا سچا متبع سنت اور اولیائے کرام کے رنگ میں رنگا ہوا ہو،اس کی ہرادااوراس کا ہرعمل سنت رسول ﷺ کا آئنہ دار ہو۔اللہ تعالیٰ مجھےاورآپ کوسرکاردوعالم ﷺ کے بتایے ہوئے طریقے کے مطابق دل کوذکراللہ سے آباد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

گستاخِ رسول ﷺ کا انجام

☆ گستاخِ رسولؐ دنیا میں تباہ ہو جاتا ہے

☆ انجمن مشرکین مکہ کا جنرل سیکرٹری ابولہب اپنی گستاخیوں کی وجہ سے جہنم رسید ہوا!

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡم. بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَهَبٍ وَّتَبَّ . مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ . سَیَصۡلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ . وَّامۡرَاَتُهٗ حَمَّا لَةَ الۡحَطَبِ . فِیۡ جِیۡدِهَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ.

ٹوٹ گئے ہاتھ ابولہب کے اور ٹوٹ گیا وہ آپ کام نہ آیا اس کو اس کا مال اس کا اور نہ جو اس نے کمایا۔ ضرور وہ شعلہ زن آگ میں ڈالا جائے گا اور اس کی جورو جو سر پر لئے پھرتی ہے ایندھن۔ اس کی گردن میں رسی ہے مونجھ کی۔

حضرات گرامی! آج کی تقریر کا عنوان ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کی گستاخی کرنے والے ذلت کی موت مرتے ہیں اور ان کے لئے اللہ کی زمین تنگ ہو جاتی ہے اور وہ اس طرح رسوائی اور ذلت سے دنیا میں دوچار ہوئے ہیں کہ ان کی زندگی دیکھنے والوں کے لئے عبرت کا باعث بن جاتی ہے۔ اس کی بہت سی مثالیں قرآن مجید میں موجود ہیں مگر میں نے اس وقت صرف ایک شخص کے واقعات آپ کے سامنے عرض کرنے ہیں۔ جسے ابولہب کہا جاتا ہے اور قرآن مجید نے ایک پوری سورت اس کی مذمت میں نازل فرما کر اس کی بدکرداری اور دین دشمنی کا پردہ چاک کیا ہے!

ابولہب کون تھا

ابولہب حضور ﷺ کا حقیقی چچا اور آپؐ کے والد جناب عبداللہ کا حقیقی بھائی تھا۔ اس کو جب حضور ﷺ کی ولادت کی خبر اس کی لونڈی نے دی تھی تو اس نے اپنے بھتیجے کی ولادت کی خوشی میں اپنی خوشخبری دینے والی لونڈی کو آزاد کر دیا تھا!

حضورؐ کی ولادت کی سب سے زیادہ اس نے خوشی منائی تھی۔ لیکن حیرت کا مقام ہے کہ یہی میلاد کی خوشی منانے والا مشنِ رسول ﷺ کا سب سے بڑا دشمن ثابت ہوا اور قرآن مجید میں اس کی مذمت کے سلسلے میں ایک پوری سورۃ موجود ہے۔

معلوم ہوا؟ میلاد کی خوشی منانے والا ضروری نہیں کہ مشن محمد ﷺ کی خوشی بھی منائے کیونکہ میلاد محمد ﷺ کی مسرت تو ہر اس شخص کو ہوگی جو اپنی قرابت اور رشتے داری میں اس پیدا ہونے والے رسول کے ساتھ کوئی نہ کوئی نسب کا رشتہ رکھتا ہوگا اور یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ابولہب آپ کا چچا تھا اور اس نے اس قدر مسرت کا اظہار صرف اس لئے کیا تھا کہ اس کے بھائی کے گھر اس کا بیٹا پیدا ہوا ہے جو اپنے والد کے نام اور نسب کو زندہ رکھے گا۔

☆ یہ حقیقت بھی تاریخ کا حصہ بن گئی اور اسے ہمیشہ تاریخ میں یاد رکھا جائے گا کہ ولادت محمد ﷺ پر خوشی منانے والا ہی رسالت محمد ﷺ کا سب سے بڑا دشمن ثابت ہوا......اس لئے اس کی اندر کی غلاظت آشکار ہوگئی۔

☆ ابولہب......کا بھانڈہ چوراہے میں اس دن ٹوٹ گیا جب سرکار دوعالم ﷺ کو دعوت عام دینے کا حکم ربانی ہوا تو ابولہب نے اپنے خبث باطن کا جس انداز سے مظاہرہ کیا!

حضرت ابن عباسؓ سے متعدد سندوں کے ساتھ یہ روایت محدثین نے نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو دعوتِ عام پیش کرنے کا حکم دیا گیا اور قرآن مجید میں یہ ہدایت نازل ہوئی کہ آپ اپنے قریب ترین عزیزوں کو سب سے پہلے خدا کے عذاب سے ڈرائیں۔ تو آپ نے صبح سویرے کوہ صفا پر چڑھ کر بلند آواز سے پکارا یا صباحاہ (ہائے صبح کی آفت) عرب میں یہ آواز وہ شخص لگاتا تھا جو صبح کے جھٹ پٹے میں کسی دشمن کو اپنے قبیلے پر حملہ کرنے کے لئے آتے دیکھ لیتا

تھا۔حضور ﷺ کی یہ آواز سن کرلوگوں نے دریافت کیا کہ یہ آواز کون لگا رہا ہے۔بتایا گیا کہ یہ محمد (ﷺ) کی آواز ہے اس پر قریش کے تمام خاندانوں کے لوگ آپ کی طرف دوڑ پڑے جو خود آسکتا تھا وہ خود آیا اور جو نہ آسکتا تھا اس نے اپنی طرف سے کسی کو بھیج دیا۔جب سب جمع ہو گئے تو آپ نے قریش کے ایک ایک خاندان کا نام لے کر پکارا۔اے بنی ہاشم؟ اے بنی عبدالمطلب! اے بنی فہر اے بنی فلاں اے بنی فلاں کہ اگر میں تمہیں بتاؤں کہ پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر تم پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہے تو تم میری بات سچ مانو گے؟ لوگوں نے کہا ہاں!

ہمیں کبھی تم سے جھوٹ سننے کا تجربہ نہیں ہوا۔آپ نے فرمایا کہ تو میں تمہیں خبردار کرتا ہوں کہ آگے سخت عذاب آرہا ہے **قولو لا اله الّا اللّٰه تفلحوا** کہو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو تم فلاح پاؤ گے......اس پر قبل اس کے کوئی اور بولتا، ابولہب نے کہا **تبّالک الھٰذا جمعتنا**. ستیاناس ہو جائے تیرا کیا اس لئے تو نے ہمیں جمع کیا تھا!

بخاری ومسلم میں ہے کہ اس نے حضور ﷺ کو پتھر مارنے کے لئے اٹھایا......!

خطیب کہتا ہے

☆ توحید سن کر سب سے پہلا پتھر ابولہب نے حضور ﷺ کو مارا۔

☆ توحید سنانے والوں کی بھی ایک تاریخ ہے......توحید کے دشمنوں کی بھی ایک تاریخ ہے۔

☆ مسئلہ توحید پر پتھر کھانے والوں کی بھی ایک تاریخ ہے......اور پتھر مارنے والوں کی بھی ایک تاریخ ہے۔

☆ پتھر مارنے والوں کا سلسلہ ابولہب سے ملتا ہے۔

☆ پتھر کھانے والوں کا سلسلہ محمد رسول اللہ ﷺ سے ملتا ہے۔

☆ پتھر مارنے والوں کو اپنی نشست مبارک ہو۔

☆ پتھر کھانے والوں کو اپنی نشست مبارک ہو۔

☆ تبالک...... یہ ایک گستاخانہ جملہ ہے جو ابولہب نے دریدہ ذہنی کرتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کی شانِ اقدس میں بکا۔

☆ یہ پہلی گالی تھی جو سرکار دو عالم ﷺ کو منکر توحید گستاخ رسول ابولہب نے دی تھی۔

☆ آج تک اولاد ابولہب اسی ڈگر پر چل رہی ہے اور ہر اس مبلغ خطیب عالم، محدث، مفسر اور موحد کو گالی دیتے ہیں جو مشن رسول ﷺ کو زندہ رکھنے کے لئے قولو لا الہ الا اللہ کی صدائیں لگاتا ہے۔

☆ گالی دینے والوں کی بھی ایک تاریخ ہے۔

☆ گالی سننے والوں کی بھی ایک تاریخ ہے۔

☆ گالی دینے والوں کی نسبت ابولہب سے ہے۔

☆ گالی سننے والوں کی نسبت رسول اللہ ﷺ سے ہے۔

☆ گالی دینے والوں کو اپنی نسبت مبارک۔

☆ گالی سننے والوں کو اپنی نسبت مبارک۔

☆ یہی نسبت انشاء اللہ قیامت میں ہمارے کام آئے گی جب وہ فرمائیں گے کہ جو میرے لئے ستائے گئے میرے لئے صدمے پہنچائے گئے۔ وہ آئیں اور میرے دامن شفاعت میں چھپ جائیں۔ تو اُس وقت نتیجہ نکل آئے گا اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ ہو جائے گا!

ان کی زلفوں کے جو اسیر ہوتے ہیں
آدمی بے نظیر ہوتے ہیں

ابولہب بے چین ہو گیا

یوں تو پورے عرب کو حضور ﷺ کی دعوت سے انتہائی عداوت تھی مگر ابو جہل اور ابولہب کو زیادہ ہی تکلیف تھی وہ دن رات اسی شغل میں لگے رہتے تھے اور ہر وقت اپنی معاندانہ روش سے رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچاتے تھے اور آپ کی مخالفت میں کوئی لمحہ ضائع نہیں کرتے تھے!

اگر مکہ کے مشرکین کی عداوتوں کی بنیاد پر عہدے تقسیم کئے جائیں تو ابو جہل انجمن مشرکین مکہ کا صدر بنتا ہے اور ابولہب انجمن مشرکین مکہ کا جنرل سیکرٹری نظر آتا ہے!

ابولہب کی مخالفت کی زیادہ شہرت اس لئے بھی ہے کہ وہ آپ کا حقیقی چچا تھا۔ چچا ہونے کی

حیثیت سے اس کا فرض تھا کہ سرکار دوعالم ﷺ کو تحفظ دیتا اور اگر اپنا آبائی مذہب چھوڑ نہیں سکتا تھا تو اپنے دوسرے رشتہ داروں کی طرح حضور ﷺ کے معاملہ میں نرم رویہ رکھتا۔ مگر ابولہب نے تمام اخلاقی حدود اور خاندانی روایات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے حضور ﷺ کی اس قدر شدید مخالفت کی کہ پوری تاریخ میں اس کا نام سرفہرست آ گیا۔

اس کی بے چینی اور رسول دشمنی اس حد تک پہنچ گئی کہ رسول اللہ ﷺ جس مقام پر دعوت و ارشاد کے لئے تشریف لے جاتے تھے، ابولہب باؤلے کتے کی طرح پیچھے پیچھے لگا رہتا تھا۔ اس کی چند مثالیں عرض کرتا ہوں!

ابولہب کی گستاخیاں

جب رسول اللہ ﷺ نے دعوت توحید سے مکہ کے عام و خاص کو متوجہ فرمایا تو سب سے زیادہ مخالفت میں جس شخص نے کمینگی اور درندگی کا مظاہرہ کیا وہ ابولہب تھا! چنانچہ امام ابن کثیر فرماتے ہیں

و کان من اشدّ النّاس علیه عمّه ابو لهب و امراته امّ جمیل......

آپ پر سب لوگوں سے زیادہ سختی کرنے والا آپ کا چچا ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل تھی!

☆ حضرت ربیعہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے عہد جاہلیت میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ بازار ذوالمجاز میں فرماتے تھے

یا ایّها النّاس قولوا لا الٰه الا اللّٰه تفلحوا

لوگو لا الہ الا اللہ کہو کامیاب ہو جاؤ گے! لوگ آپ کے اردگرد جمع تھے اور آپ کے پیچھے ایک روشن چہرے والا بھینگا شخص تھا۔ جہاں حضور ﷺ تشریف لے جاتے تو وہ پیچھے پیچھے جاتا اور کہتا......

انّهٗ صابیٌ کذّاب.

خطیب کہتا ہے

☆ سب سے پہلے ابولہب نے حضور ﷺ کو مسئلہ توحید سنانے کی وجہ سے صابی (بے دین)

کہا۔

☆ لہبی ......آج تک اپنے وڈیرے اور مقتدا کے اس فقرے کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔

☆ ابولہب نے صابی کہا

☆ اولا دابولہب نے توحید بیان کرنے والے کو وہابی کہا

☆ خدا کی شان دیکھئے جس پیغمبر کے قدموں میں بیٹھنے سے دین ملتا تھا، ابولہب انہیں صابی (بے دین) معاذ اللہ کہہ رہا ہے۔

☆ اسی طرح جن علماء کی محنتوں سے برصغیر میں اسلام پھیلا اور آج پوری دنیا میں ان کے تلامذہ اسلام کے پرچم کو بلند کئے ہوئے ہیں۔ آج کا بولہبی ان کو وہابی کہتا ہے!

☆ کس طرح دونوں دین دشمنوں کا قارورہ مل گیا۔

لیکن

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

....

کسے خبر تھی کہ لے کر چراغ مصطفوی
جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بولہبی

☆ حافظ ابونعیم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یمن سے آئے ہوئے قبیلہ کندہ بکر بن وائل کے پاس تشریف لے گئے اور اسلام کی دعوت دی تو

وکان عمّہٗ ابو لھب یتبّعہ فیقول للنّاس لا تقبلوا قولہ...... (البدایہ والنھایہ)

آپ کا چچا ابولہب آپ کے پیچھے پیچھے چلتا تھا اور لوگوں سے کہتا تھا کہ آپ کی دعوت کو قبول نہ کرو! ابولہب کی اپنی خرمستیوں اور دین دشمنیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے سورہ لہب نازل فرمائی اور ابولہب کی تمام گستاخیوں کا خوب جواب عنایت فرمایا!

ابولہب کی گستاخی کے جوابات

اللہ تعالیٰ نے سورہ لہب میں ابی لہب کی تمام گستاخیوں کا جواب اس انداز سے دیا کہ اس کی تمام شیخیاں اور ڈینگیں دھری کی دھری رہ گئیں اور وہ خود عذاب الٰہی کی گرفت میں آ گیا اور اسے خود محسوس ہونے لگا کہ اسے خدا کی گرفت ہوگی اور وہ اس سے کسی طرح چھٹکارا نہیں پا سکتا۔

☆ تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ

ٹوٹ گئے ہاتھ ابولہب کے اور ٹوٹ گیا وہ آپ

خطیب کہتا ہے

☆ ابولہب نے حضور ﷺ سے کہا کہ تبّا لک

☆ حضور ﷺ کی طرف سے اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے کہا کیونکہ نبی کا ذمے دار خدا ہوتا ہے۔

☆ بیٹا روئے تو باپ آنسو پونچھتا ہے

☆ شاگرد روئے تو استاد آنسو پونچھتا ہے

☆ مرید روئے تو پیر آنسو پونچھتا ہے

☆ نبیؐ روئے تو خدا آنسو پونچھتا ہے

سبحان اللہ

☆ فرمایا میرے محبوب آپ جواب نہ دیں۔ آپ کی عزت میری عزت، آپ کی عظمت میری عظمت، آپ کی رفعت میری رفعت، آپ کی محبت میری محبت، آپ کی اطاعت میری اطاعت، آپ سے عداوت مجھ سے عداوت!

اس لئے آپ خاموش رہیں اس دشمن خدا اور دشمن رسول کا میں جواب دوں گا۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ

☆ ٹوٹ گئے ہاتھ ابولہب کے اور ٹوٹ گیا وہ آپ

☆ ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ گئے

گویا کہ اس کے ہاتھ بیکار ہو گئے

☆ سچ مچ اس کے ہاتھ سوکھ گئے، لُنجا ہو گیا۔

☆ یا ہاتھ ٹوٹنے سے مراد اس کی سیاسی قوت کے خاتمے کا اعلان ہے۔

☆ آپ الیکشن میں نعرے سنتے ہوں گے؟

☆ ہاتھ میں ہاتھ دو فلاح صاحب کا ساتھ دو۔

☆ یا لیڈر بعض اوقات کہتے ہیں کہ میرا ساتھ دے کر میرے ہاتھ مضبوط کئے جائیں۔

☆ ہاتھ مضبوط کرنے سے مراد کسی شخص کو قوت دینا اور اس کا بھرپور انداز سے ساتھ دینا ہوتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے ابولہب کا مستقبل اس اعلان سے تاریک کر دیا۔ مگر کہ اے دشمن توحید و سنت تو میرے محبوب کی شان میں گستاخی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تبّا لک

جا...... میں نے تجھے برباد کر دیا اور تیری تباہی کا فیصلہ ہو گیا۔ تیری تمام قوت تہس نہس کر دی جائے گی۔

☆ اور تیری تباہی اس قدر یقینی ہے کہ اس کو ماضی کے صیغہ کے ساتھ بیان کیا کہ ''تَبَّ''...... گویا کہ تو ٹوٹ پھوٹ گیا۔

☆ چنانچہ بدر میں ابولہب کے تمام معین و مددگار ایک ایک کر کے کتّے کی موت مرے اور خود ابولہب بدر کے بعد چیچک کی مرض میں مبتلا ہو گیا۔ گلے میں گلٹی نکل آئی، چھوت چھات کی وجہ سے اس کو علیحدہ کمرے میں لٹا دیا گیا اور اس کے بدن سے بدبو پھیلنے لگی۔ اس کے رشتے دار اور حقیقی بیٹے اور بیوی اس کی بدبودار مرض کی وجہ سے اس سے دور ہو گئے۔ اس کے قریب کوئی نہیں جاتا تھا۔ آخر اسی مرض میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گیا۔ واصل جہنم ہوا۔ تین دن اس کی بدبودار لاش پڑی رہی اس کے قریب کوئی نہیں جاتا تھا۔ بالآخر اس کے بیٹوں نے چند کرایہ دار حبشیوں کے ذریعے اس کی لاش کو اٹھوایا اور دور ایک گڑھا کھود کر اس میں پھینک دیا گیا۔ اوپر سے پتھر ڈالے گئے۔ اس طرح اس مردود کو اس کے حقیقی بیٹے اور رشتے دار بھی اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکے...... خود خداوند

قدوس نے اس کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا کہ

مَآ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا کَسَبَ .

ابولہب کی ڈینگ

ابولہب یہ ڈینگ مارا کرتا تھا کہ اول تو محمد ﷺ ہمیں جو دھمکیاں دیتا ہے وہ پوری ہی نہیں ہوں گی اگر بالفرض ایسا وقت آ بھی گیا تو میں روپیہ خرچ کر کے اس عتاب سے بچ جاؤں گا یا میری اولاد سب کو بے بس کر دے گی اور مجھ پر کوئی قابو پا ہی نہیں سکتا اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

مَآ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا کَسَبَ .

☆ مال

☆ اولاد

ان دو قوتوں کے مال ہمیشہ حق کے علمبرداروں سے برسرِ پیکار رہے انہوں نے دولت اور اولاد کو سچائی کے مقابلے میں لا کھڑا کیا۔ مگر حق وصداقت نے ہمیشہ فتح پائی اور دولت اور افرادی قوت کو سچائی کے مقابلے میں شکست ہوئی۔ یہی معاملہ ابولہب کے ساتھ ہوا اس پر جب بن آئی تو کوئی بھی قوت اس کو اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکی۔ دنیا میں اسے ذلت کی موت نصیب ہوئی، پہلے تو بدر میں ایک ایک ساتھی موت نے دبوچ لیا۔ پھر خود وہ ایک ایسی مرض میں مبتلا ہو گیا کہ خود اس کی اولاد نے بھی اس سے نفرت کی انتہا کر دی۔ گستاخِ رسول توحید کے دشمن کو وہ رسوائی نصیب ہوئی کہ قرآن کا ایک ایک حرف صداقت اور حقانیت کے نقش قائم کر گیا۔

سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ .

عنقریب وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالا جائے گا۔

ابولہب اس کی کیفیت ابولہب اسی لئے تھی کہ اس کا چہرہ حرام مال کھاتے کھاتے سُرخ ہو گیا تھا۔ بھڑکتے ہوئے شعلے کی طرح اس کے چہرے کی سرخی بھڑکتی تھی۔ قرآن مجید نے ذات لہب کہہ کر اس پر ایک بلیغ طنز کیا جسے عربی زبان کی بلاغت کو سمجھنے والا ہی محسوس کر سکتا ہے۔

خطیب کہتا ہے

☆ کبھی کبھی طنزیہ انداز دشمن دین کے لئے استعمال کرنا بھی سنۃ اللہ ہے۔

☆ ''ذات لہب'' اسی طنزیہ انداز خطاب کا ایک چبھتا ہوا نشتر ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے ابولہب کے لئے استعمال فرمایا۔

☆ انداز خطاب کے مختلف پیرائے قرآن مجید میں مختلف اوقات میں اختیار کئے گئے ہیں۔

☆ صرف اپنے ذہن کو قرآن پر بالا دستی نہ دیجئے۔ اپنے ذہن اور فکر کو ہمیشہ قرآن کے تابع رکھیئے۔

وَّامْرَاَتُهٗ حَمَّا لَةَ الْحَطَبِ .

اوراس کی بیوی جو سر پر اٹھائے پھرتی ہے ایندھن۔

☆ ام جمیل ابولہب کی بیوی تھی یہ بھی خاوند کی طرح رسول اللہ ﷺ کی انتہائی دشمن تھی! وہ تو اس عداوت میں اپنے عورت ہونے کا بھی خیال نہیں کرتی تھی۔ جب اس نے اس سورت کے نازل ہونے کا سنا تو نہایت بپھری ہوئی حالت میں حضور ﷺ کی تلاش میں نکلی۔ اس کے ہاتھ میں پتھر تھے اور وہ حضور ﷺ کی ہجو میں اپنے ہی کچھ اشعار پڑھتی جاتی تھی! حرم میں پہنچی تو وہاں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ حضور ﷺ تشریف فرما تھے! حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ آرہی ہے، مجھے یہ اندیشہ ہے کہ یہ آپ کو دیکھ کر کوئی بے ہودگی کرے گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ مجھے نہیں دیکھ سکے گی! چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کے موجود ہونے کے باوجود وہ آپ کو نہیں دیکھ سکی! اوراس نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تمہارے صاحب نے میری مذمت کی ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اس گھر کے رب کی قسم انہوں نے تو تمہاری کوئی ہجو نہیں کی اس پر وہ واپس چلی گئی۔

خطیب کہتا ہے

☆ ام جمیل جب حرم میں گئی تو رسول اللہ ﷺ موجود ہونے کے باوجود اس مُشرکہ کو نظر نہیں آئے۔

☆ معلوم ہوا کہ آج جو مشرک آپ کی ذات گرامی کی تلاش کرتے پھرتے ہیں کہ میرے آقا میرے مولیٰ کدھر ہو۔ انہیں بھی ام جمیل کی عینک کا شیشہ لگا ہوا ہے۔

☆ انہیں حضور ﷺ نہ روضہ میں نظر آئیں گے اور نہ ہی قیامت کے دن۔

☆ دیکھئے اگر رسول اللہ ﷺ کی زیارت کرنی ہو تو ابولہب کی بیوی ام جمیل والا شیشہ اور عقیدہ بدل لیں۔

☆ توحید و سنت کا فریم، محبت رسول کا شیشہ اور شرک و بدعت کے غبار سے شیشے کو محفوظ رکھیں!

☆ حضرت ابوبکرؓ نے قسم کھا کر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہاری کوئی ہجو نہیں کی! یہ کیسے فرمادیا؟

صدیقؓ ہی صدیقؓ ہے؟ اس کے ہر لفظ میں سمندر اس کے سمندر میں موتی! آپ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ بیگم صاحبہ!

☆ آپ کی ہجو میرے حضور ﷺ نے نہیں کی۔

☆ تمہاری ہجو تو اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔

☆ مشرک کے اثرات سب سے زیادہ عقل و فکر پر پڑتے ہیں اس لئے مشرکہ ملنگنی...... صدیق اکبرؓ کی بات کو سمجھ ہی نہیں سکی!

صدیقؓ کو نہ ملنگ سمجھ سکتا ہے

اور

نہ ہی صدیقؓ کو ملنگنی سمجھ سکتی ہے

صدیقؓ ہمیشہ جیتا ہے، ہمیشہ جیتے گا
صدیقؓ کے حصے میں شکست آتی ہی نہیں

سبحان اللہ

حمالة الحطب!

اس کا لفظی ترجمہ ہے لکڑیاں ڈھونے والی مفسرین نے اس کے متعدد و معانی بیان فرمائے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ راتوں کو خاردار درختوں کی ٹہنیاں لاکر رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر ڈال دیتی تھی تاکہ آپ اراستہ خاردار ہو جائے اور آپ صبح کو اپنے مشن پر روانہ نہ ہوسکیں!

☆ بعض مفسرین لکڑیاں ڈھونے والی کا مفہوم یہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ لگاتی بجھاتی پھرتی رہتی تھی۔ تمام دن اس کا رسول اللہ ﷺ کے خلاف لگانے بجھانے میں ہی صرف ہوتا تھا۔

لوگوں میں منافرت پھیلانا، اشتعال پیدا کرنا اور حضور ﷺ کے خلاف کانا پھوسی کرتے رہنا اور آپ کو تکالیف میں مبتلا کرنے کے لئے قریش کو آمادہ کرتے رہنا۔ یہ اس گشتی اور ٹورنگ ایجنسی کا دھندہ تھا...... اللہ تعالیٰ نے اس کی چتر چالاکیوں اور دین دشمنی پر مبنی حرکات اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف معاندانہ رویہ کو اس طرح ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا کہ

فِیْ جِیْدِھَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ.

اس کی گردن میں مونجھ کی رسّی!

خطیب کہتا ہے

فِیْ جِیْدِھَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ.

اس کی گردن میں مونجھ کی رسی!

☆ اس کے بھی مفسرین کرام رحمہ اللہ اجمعین نے متعدد معانی بیان فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک معنی یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن یا جہنم میں اس کے گلے لوہے کی ایک موٹی رسّی ہوگی!

☆ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ بیگم ابولہب ایک لمبی سونے کی زنجیر گلے میں پہنے رکھتی تھی جو اس کے زیورات کا ایک حصہ تھا جہنم میں اسی طرح ایک لوہے کی زنجیر اس کے گلے میں ڈالی جائے گی تاکہ دور سے پہچانی جائے۔...... کہ ملنگنی آ گئی

☆ میرے خیال میں اس دور کے ملنگ اور ملنگنیاں بھی ابولہب اور اس کی بیگم کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے گلے اور بازوؤں میں زنجیریں پہنے پھرتے ہیں۔

☆ بعض مفسرین نے فرمایا ہے جس میں شعبیؒ بھی شامل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس گستاخ اور دشمن رسول عورت کو مارنے کے لئے اس کے فراہم کردہ ہتھیار استعمال فرمائے!

مثلاً......خاردار لکڑیاں بھی وہ لائی۔

مثلاً......ان خاردار لکڑیوں کی گٹھڑیوں کو باندھا بھی اس نے رسی سے جس کو خوب محنت سے خود تیار کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی لکڑیوں کو اسی کی رسی کو اسی ملنگنی پر استعمال فرماتے ہوئے اسی گھٹڑی کی لکڑیوں اور رسی سے اس کے گلے میں پھنسا دیا!

☆ جو کانٹے حضور ﷺ کے پاؤں میں بچھانے کے لئے لائی تھی۔ وہ کانٹے اس رسّی کے ساتھ مل کر مائی ملنگنی کو اس طرح ذبح کر دیتے ہیں کہ مائی ملنگنی اپنے ہی ہاتھوں جمع کئے کانٹوں اور اپنے ہی ہاتھوں سے بنائی ہوئی مضبوط رسّی سے ذبح ہو کر جہنم رسید ہوگئی۔

حضرات محترم! اب کچھ سمجھ میں آئی یا کہ نہیں کہ کیا تھا اور کیا ہو گیا جو لوگ خدا کی توحید کے دشمن ہوں گے اور جو لوگ شب و روز رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینے کی کوشش میں لگے ہوئے ہوں گے اور جو لوگ اصحاب رسول ﷺ کے لئے عداوت اور حسد کے شعلوں میں جلتے رہیں گے ان کو ختم کرنے کے لئے باہر سے لشکر نہیں بھیجا جائے گا بلکہ وہ

اپنے تیروں سے
اپنی تلواروں سے
اپنے خنجروں سے
اپنے بلیڈوں سے
خود ہی تڑپ تڑپ کر مر جائیں گے۔

خدا کو کیا ضرورت ہے ان دشمنوں کے لئے لمبے چوڑے لشکر تیار کرے۔ گلہ بھی دشمن کا ہاتھ بھی

دشمن کےاورہتھیاربھی دشمن کےاس طرح انہیں ذلّت کی موت دی جاتی ہے کہ ان کے وجود پوری دنیاکے لئے عبرت بن جائیں۔

تصویرکادوسرارُخ

اور جولوگ دن رات عشقِ مصطفیٰ میں مگن رہتے ہیں ان کے قلب وجگر میں عشق رسالت اور عظمت توحید کی شمع روشن رہتی ہے۔

وہ بدر میں بھی ساتھ

وہ حضر میں بھی ساتھ

وہ سفر میں بھی ساتھ

وہ قبر میں بھی ساتھ

وہ جَنّت النعیم

وہ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِی وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ

کاصحیح مصداق

آخری گزارش

قرآن مجید کی پہلی ایسی سورت ہے جس میں مخالف کا نام لے کراس کی مذمت کی گئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے تبلیغ میں ایک ایسا مقام بھی آتا ہے کہ بعض اوقات دشمن دین کا نام لے کراس کی مذمت اورتردیدکرناپڑتی ہے۔

بعض طبقے اس سے ناک مُنہ چڑاتے ہیں۔ وہ اس طبقہ میں صلح کل یااتحادو عالم اسلامی کے مبلغ اور داعی کہلاتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ دین تمہاری خواہشات اورتعبیرات کے مطابق نہیں ہے بلکہ تمہیں اپنے افکارونظریات کودین کے تابع کرنا چاہیے۔تمہارے خودتراشیدہ فلسفے اگراسلام کےقرن اوّل کے روشن دل ودماغ رکھنےوالےاسوہ رسول میں ڈھلے ہوئےنفوس قدسیہ کےسامنےرکھے جاتے تو وہ حضرات تمہارےان خیالات کو ماچس کی تیلی دکھادیتے اورتم اپناسامُنہ لےکررہ جاتے۔ یادرکھیئے صلح کی جگہ صلح محبت کی جگہ محبت، رواداری کی رواداری اور

عداوت کی جگہ عداوت اور دشمنی کی جگہ دشمنی اور جنگ کی جگہ جنگ کو ہی رکھنا چاہیے۔ اسی طرح معاشرے میں اعتدال قائم کیا جا سکتا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

....

الحمدللہ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج خطبات قاسمی جلد سوم کی بچیس تقریریں میرے ربّ میرے کریم میرے کارساز نے مجھے مکمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائی اور میری بے کسی اور بے بسی کو اپنی نصرت کا سہارا دیا۔

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.